اسلام کے عقائد قرآن مجید کی روشنی میں

تیسری جلد

علامہ مرتضی عسکری

مترجم :اخلاق حسین پکھناروی

مجمع جہانی اہل بیت (علیہم السلام)

فہرست مطالب

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا.

اسلام کے مبلغ و موسس سرورکائنات حضرت محمد مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا.

اگرچہ رسول اسلام صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل

عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے،

خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین وبے تاب ہیں،یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا،وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا.

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہوسکے،

ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوّتو رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے

دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے.

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علاّم سید مرتضی عسکری کی گرانقدر کتاب'' عقائد اسلام در قرآن کریم ''کو فاضل جلیل مولانا اخلاق حسین پکھناروی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے

جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں،اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے.

والسلام مع الاکرامدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت ۲۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(لقد رسلنا رسلنا بالبینات وأنزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وأنزلنا الحدید فیه بأس شدید ومنافع للناس ولیعلم اللہ من ینصره ورسله بالغیب إن اللہ قوی عزیز *) یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو روشن اور واضح دلائل کے ہمراہ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی نازل کی تاکہ لوگ صداقت و عدالت کے گرویدہ ہوجائیں اور وہ لوہا جس میں زیادہ سختی اور لوگوں کے لئے منفعتیں ہیں، نازل کیا، تاکہ معلوم ہو کہ کون ایمان بالغیب رکھتے ہوئے خدا اور اس کے پیغمبروں کی حمایت اور نصرت کرتا ہے. کیونکہ خداوند عالم قوی اور غالب ہے (قدرت مند ہے[1]).

(والذین آمنوا باللہ ورسله ولم یفرقوا بین أحد منهم أولئک سوف یؤتیهم أجورهم وکان اللہ غفورا رحیما *) وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اوران میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کی، خداوند عالم جلدی ہی انھیں جزا دے گا، خدا بخشنے والا اور مہربان ہے[2].

(إن الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة ألا تخافوا ولا تحزنوا وأبشروا بالجنة التی کنتم توعدون * نحن أولیاؤکم فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة ولکم فیها ما تشتهی أنفسکم ولکم فیها ما تدعون * نزلا من غفور رحیم * ومن أحسن قولا ممن دعا إلی اللہ وعمل صالحا وقال إننی من المسلمین) جن لوگوں نے کہا میرا پروردگار خدا ہے اور (اس یقین پر) ثابت قدم رہے تو فرشتے ان پر نازل ہو کرمژدہ

---

[1] سورۂ حدید : آیت ٢٥
[2] سورۂ نساء : آیت ١٥٢

دیتے ہیں کہ تم کو کسی قسم کا خوف وحزن نہیں ہونا چاہئے اور تمھیں اس بہشت کی بشارت ہو جس کا تم سے پہلے وعدہ کیا گیا تھا. ہم دنیا و آخرت میں تمہارے دوست ہیں اور تمہارے لئے بہشت میں جو چاہو گے یا جس چیز کا ارادہ کرو گے مہیا ہو گا. یہ خدا وند غفور و مہربان کا احسان ہے ان لوگوں سے گفتار کے لحاظ سے کون بہتر ہو گا جو لوگوں کو خدا کی دعوت دیتے اور نیک عمل انجام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں میں سے ہیں؟[1] (وَالَّذِینَ آمَنُوا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہِ أُوْلٰءِکَ ہُمُ الصِّدِّیقُونَ وَالشُّہَدَاءُ عِنْدَ رَبِّہِمْ لَہُمْ أَجْرُہُمْ وَنُورُہُمْ وَالَّذِینَ کَفَرُوا وَکَذَّبُوا بِآیَاتِنَا أُوْلٰءِکَ أَصْحَابُ الْجَحِیمِ *)وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں، وہی لوگ خدا کے نزدیک صدیقین اور شہداء ہیں. ان کے لئے ان کا نور اور پاداش ہے اور وہ لوگ جو کافر ہوگئے اور ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں، وہ لوگ آتش دوزخ والے ہیں[2].

(سَابِقُوا إِلَی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُہَا کَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِینَ آمَنُوا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہِ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیمِ)اپنے رب کی بخشش و مغفرت کی جانب جلدی کرو (سبقت کرو) اور اس بہشت کی سمت جس کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے. اور ان لوگوں کے لئے آمادہ کی گئی ہے جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں یہ خدا وند عالم کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا وند عالم فضل عظیم کا مالک ہے[3].

[1] سورۂ فصلت :آ یات ۳۰ ۔ ۳۳
[2] سور ۂ حدید : آیت ۱۹
[3] سورۂ حدید آیت ، ۲۱

مقدمہ

پہلی جلد کے مقدمہ میں ہم نے عرض کیا ہے: ہم نے اسلام کے عقائد کو قرآن میں اس طرح سے منسجم اور مربوط پایا کہ اُن میں سے بعض بعض کے لئے مبیّن اور مفسر کی حیثیت رکھتے ہیں. اورسارے کے سارے ایک مجموعہ کو تشکیل دیتے ہیں اور ان کے تمام اجزاء ایک دوسرے کے لئے مکمّل (تکمیل کرنے والے) کی حیثیت سے ہیں لیکن چونکہ دانشوروں نے اپنی تالیفات میں ان میں سے بعض کو ایک دوسرے سے علیحدہ ذکر کیا ہے اور اس کام کے نتیجے میں ان کا انسجام اور عقائد اسلام کی حکمت محققین کی نظر میں پوشیدہ رہ گئی ہے۔

ہم نے اس کتاب میں اسلام کے عقائد کو قرآن کریم میں ایک ہم آہنگ مجموعہ اور ایک دوسرے کے مکمّل کے عنوان سے پایا ہے، لہذا ایک دوسرے سے مربوط اور سلسلہ وار ہم نے بیان کیا وہ بھی اس طرح سے کہ پہلی بحث آخری بحث کی راہنما ہے اور ہم اس وسیلہ سے اسلام کے عقائد اور اس کی حکمت کو درک کرتے ہیں۔

ربوبیت کی بحث میں خلاصہ کے طور سے ہم نے ذکر کیا ہے: رب، تدریجاً اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف، اپنے مربوب (جس کی تربیت کی جاتی ہے) کی تربیت میں مشغول ہوتا ہے تاکہ اسے کمال کے درجہ تک پہنچائے، خداوند سبحان نے اپنی ربوبیت کے اقتضاء کے مطابق انسان کے لئے ایک ایسا نظام بنایا جو اسکی فطرت کے مطابق ہے. اور اس نظام کے لئے

پیغمبروں اور ان کے اوصیاء کو حامل اور محافظ قرار دیا اور فرمایا: (لِءَلَّا یکُون لِلنَّاسِ عَلَی اللہِ حُجۃ بَعْدَ الرُّسُلِ وکَانَ اللہُ عَزِیزًا حَکِیمًا[۱]) تاکہ اللہ پر رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے حجت نہ رہ جائے اور خدا وند عالم صاحب عزت اور صاحب حکمت ہے ۔حضرت خاتم الانبیاء کے وصی امام علی ۔نے بھی فرمایا ہے: (لَا تَخْلُوْا لَاَرْضُ مِن قَاءِمٍ لِلّٰہِ بِحُجۃٍ اِمَّا ظَاہِراً مَشْھُوراً اَو خَائِفاً مَعمُوراً لِئَلاَّ تَبْطُلَ حُجَجُہ وَ بَیِّنَاتُہ[۲]) حجت خدا سے زمین کبھی خالی نہیں رہے گی خواہ ظاہر و آشکار ہویا (دشمنوں کے خوف سے) پنہان اور مخفی ہو،تا کہ اللہ کے دلائل و براہین باطل نہ ہوں۔اور ''الٰہی مبلغین،لوگوں کے معلّمین''کی بحث میں ان کے اخبار سے خلاصہ کے طور پر اس بارے میں عرض کیا کیونکہ ان کی مبسوط اور مفصل شرح کرنے سے مباحث ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اور ان کا آپسی ارتباط اوراتصال و انسجام بے ترتیب ہو جائے گا اور ایسی صورت میں مبداء و معاد سے اسلام کے اعتقادی مباحث کا سلسلہ وار ہونا اور یہ کہ یہ عقائد کس طرح سے ایک دوسرے کے ہادی اور اس پر ناظر ہیں، محققین کے لئے مخفی رہ جائیں گے اس لحاظ سے،بنی اسرائیل کی استثنائی حیثیت کہ جو زمان و مکان کے اعتبار سے ان کے لئے خصوصی احکام کا باعث ہوگئی تھی ہم نے مختصر طور سے بیان کیا ہے۔اسی لئے ہم مجبور ہیں کہ اس کتاب کی تیسری جلد میں گزشتہ مطالب کی اختصار کے ساتھ تشریح کردیں۔

پہلی جلد میں خدا کی حجتوں کے متعلق اخبار اور ان کا عصر فترت تک یکے بعد دیگرے آنا اور یہ کہ فترت سے مراد پیغمبروں کے آنے میں توقف ہے نہ کہ ان کے اوصیاء کے حضور میں تاخیر ہے،اس سلسلے میں مفصل بیان ہو چکا ہے کہ کس طرح سے خدا کی حجتیں بشریت کی تہذیب و ثقافت کے ارتقاء اور عروج کا باعث تھیں،ان کی ہدایت و راہنمائی صرف اخروی امور کو شامل نہیں ہے۔

---

[۱] سورۂ نساء: آیت ۱۶۵
[۲] وصی کی بحث میں معالم المدرستین، نہج البلاغہ، باب حکم، حکمت ۱۳۹ ملاحظہ ہو.

اسی طرح بنی اسرائیل کے خاص حالات، خاص قوانین کا اقتضاء کرتے تھے اس طرح سے کہ اُن مخصوص احکام میں سے بعض حضرت عیسیٰؑ کے زمانے تک جاری رہے اور بعض وہ تمام چیزیں جو اس سے پہلے ان پر حرام تھیں حلال ہوگئیں، ہم نے ان سب باتوں کے متعلق مکمل طور پر گفتگو کی۔ اور انشاء اللہ (آخری شریعت) کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ کس طرح خداوند عالم نے بنی اسرائیل کی خاص موقعیت کے لئے احکام معین کئے تھے جنھیں نسخ کردیا۔ اور کس طرح دین حنیف حضرت ابراہیمؑ کہ خدا نے اس سے پہلے حضرت نوح کو اس کی پیروی کا حکم دیا تھا اور جوابد الاباد تک کے لئے آدمی کی فطرت کے مطابق ہے اس کا اعادہ فرمایا۔اور اس کتاب میں زیادہ فائدے کے لئے کبھی ان اصطلاحات کو جن کو پہلی جلد میں بیان کیا ہے ایک دوسرے طریقے سے ان کی تعبیر کی ہے اور ایسا ہم نے زیادہ سے زیادہ وضاحت کرنے اور بطور کامل مطلب کو پہنچانے کے لئے کیا ہے ہم نے ان تمام مراحل عقائد اسلام کے ذکر کرنے میں م قرآن کریم کے معجزنما طرز بیان کی اقتدا کی ہے یعنی موقع و محل کے اقتضا کے اعتبار سے کبھی اختصار کے ساتھ اور کبھی تفصیل کے ساتھ اور کبھی پہلی تعبیر کی دوسری تعبیر سے تبدیلی کے ذریعہ جو ہم نے یہاں پیش کی ہیں گفتگو کی ہے۔اب صرف اس امید کے ساتھ کہ قرآن کریم میں غور وخوض کرنے والے قارئین کے لئے اس رہگذر سے بھرپور فائدہ ہو مذکورہ مباحث کو آیندہ مرحلوں میں بیان کریں گے۔

مباحث کی سرخیاں زمانے کی ترتیب کے اعتبار سے اللہ کے مبلغین کی سیرت پیش لفظ اسلامی اصطلاحیں: وحی. نبوت، رسالت اور آیت قرآن کریم کی آیات آیات کی روایات کے ذریعہ تفسیر بحث کا خلاصہ

حضرت آدم ۔: آدم ۔ کی تخلیق سے متعلق قرآنی آیات سیرت کی کتابوں میں حضرت آدم ۔کے بعد اوصیاء کے حالات: شیث ہبۃ اللہ ۔ شیث کے فرزند انوش انوش ۔کے فرزند قینان قینان ۔کے فرزند مہلائیل مہلائیل ۔کے فرزند یرد یرد ۔کے فرزند

ادریس (اخنوخ)اخنوخ ۔ کے فرزند متوشلح ۔ متوشلح ۔ کے فرزند لمک توریت سے پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ توریت میں نوح ۔ اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات

نتیجہ

نوح ۔ : قرآن کریم کی آیات میں نوح ۔ کی سیرت اور روش کلمات کی تشریح آیات کی تفسیر ۔

اخبار نوح ۔ کا خلاصہ حضرت نوح ۔ کی داستان اسلامی مآخذ اور منابع میں نوح ۔ کے فرزند سام سام ۔ کے فرزند ارفخشد ۔ ارفخشد ۔ کے فرزند شالح

ہود ۔ :قرآن کریم کی آیات میں ہود ۔ کی سیرت وروش کلمات کی تشریح تفسیر آیات کا خلاصہ نتیجہ

صالح ۔ :١۔ قرآنی آیات میں حضرت صالح ۔ کی سیرت اور روش ٢۔ کلمات کی تشریح ٣۔ تفسیر آیات کا خلاصہ ٤۔ نتیجہ

ابراہیم خلیل اللہ ۔ :قرآن کریم میں حضرت ابراہیم ۔ کی سرگذشت کے مناظر ١۔ ابراہیم ۔ اور مشرکین ٢۔ ابراہیم ۔ اور لوط

٣۔ ابراہیم ۔ اسمٰعیل ۔ اور تعمیر کعبہ اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کی دعوت دینا ٤

۔ ابراہیم ۔، اسحق ۔ اور یعقوب ۔ کلمات کی تشریح: تفسیر آیات میں عبرت انگیز نکات پہلا منظر : ابراہیم ۔

٥ اور مشرکین الف ۔ ابراہیم ۔ اور ستارہ پرست۔ ب ۔ ابراہیم ۔ اور بت پرستج ۔ ابراہیم ۔ اور ان کے زمانے کے طاغوت دوسرا منظر : قوم لوط کی داستان میں ابراہیم ۔ کا موقف تیسرا نظر : حضرت ابراہیم ۔ اور اسمٰعیل ۔ کی روداد اور تعمیر کعبہ اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا.

چو تھا منظر :ابرا ہیم ـ اور ان کی نسل کی دو شاخ حضرت ابرا ہیم ـ کے فر زند اسحق اور اسحق ـ کے فر زند یعقوب (اسرائیل)اور یعقوب ـ کے فر زند (بنی اسرا ئیل)کی داستان اسحق ـ کے فر زند یعقوب ـ :قرآن کریم کی آیات میں یعقوب ـ کی سیرت و روش کلمات کی تشریح آیا ت کی تفسیر ایک خاص مدت اور زمانہ تک قوم یعقوب ـ (بنی اسرائیل) کے لئے کچھ استثنائی احکام جعل کر نا شعیب ـ :قرآن کریم کی آیات میں شعیب ـ کی روش اور سیر تکلمات کی تشریح آیات کی تفسیر میں عبرت انگیز نکتے قرآن کریم میں بنی سرا ئیل اور ان کے پیغمبروں کے حالات کے ۵ مناظر اور ان کے استثنائی حالات کی تشریح پہلا منظر : حضرت موسیٰ ـ کی و لا دت اور یہ کہ فر عون نے انھیں اپنی فرزندی میں قبول کیادوسرا منظر :نہ گا نہ معجزات آیات کی تفسیر میں حیرت انگیز نکتے:تیسرا منظر : صحرائے سینا ء میں بنی اسرا ئیل

چو تھا منظر : حضرت داؤد ـ اور حضرت سلیمان ـ

پا نچواں منظر: حضرت زکریا ـ اور حضرت یحییٰ ـ

چھٹا منظر : حضرت عیسیٰ بن مریم ـ فترت کا زمانہ عصر فترت کا مفہوم :پیغمبر اسلامؐ کے آباء و اجداد کے علاوہ انبیاء واوصیاء فترت کے زمانے میں موجود تھے. حضرت ابرا ہیم ـ کے وصی حضرت اسمٰعیل ـ کے خاندان کے بعض افراد ۵ کے حالات جو کہ دین حنیف ر تھے.رسول خداؐ کے بعض آباء واجداد (جیسے: عدنان، مضر وغیرہ وغیرہ) کے حالات.مضر ـ کے فر زند الیاس۵ ـ خزیمہ کے فر زند کنا نہ لؤی کے فر زند کعب مکہ میں بت پر ستی کا عام رواج اور اس کے مقا بل پیغمبر اکرمؐ کے آبا ء واجداد کا موقف کلاب کے فر زند قُصیّ قُصیّ کے فرزند عبد منا ف عبد مناف کے فرزند جناب ہاشم جناب ہاشم نے کس طرح اعتقاد (بھوک کے مارے خودکشی) کی رسم کومٹایا ـ جناب ہاشم کے فر زند جناب عبد المطلب جناب عبد المطلب رسول خداؐ کی ولا دت کے وقت رسول خداؐ کے آباء و اجداد، جناب ابو طالب، جناب عبد اللہ اورجناب عبد المطلب کی اولاد :۱ـ خا تم الا نبیاؐ کے والد جناب عبد اللہ ۲ـ اسلام کے نا صر

اور اور رسول اکرم کے سرپرست جناب ابو طالب اس بحث سے متعلق پیش گفتار جہاں اسلام کے احکام و مفاہیم صاحبان شر عت پیغمبروں کی سیرت و روش میں حقیقت کا روپ دھار چکے ہیں وہیں ایک مسلمان اس امر کی تحقیق کے بعد مبدأ سے معاد تک صحیح نتیجہ نکال کر اسلامی عقائد تک رسائی حاصل کرے گا لیکن یہ بحث و تحقیق ایک عظیم مجموعہ کی طالب ہے اور اس کتاب میں اس کی گنجائش نہیں ہے اور ہم ان کے اخبار کی تحقیق کے سلسلے میں قرآن کریم (عھدین "توریت اور انجیل") اور دیگر اسلامی مصادر پر تکیہ اور انحصار کریں گے ایسے اخبار جنکی تحقیق ہمارے گزشتہ بیانات اور اس کتاب میں آنے والے آیندہ مباحث کو درک کرنے اور سمجھنے کے لئے ضروری ہے. قرآنی آیات کی تفسیر میں بھی صرف انھیں مطالب کے بیان پر اکتفاء کریں گے جن پر کتاب کے مطالب کا درک کرنا اور سمجھنا موقوف ہے. اب خداوند عالم کی تائید و توفیق سے بحث کا عنوان ان آیات کی تحقیق قرار دیں گے جن میں بعض اسلامی اصطلاحات جیسے!وحی، نبوت، رسالت،آیت، بشیر اور نذیر کی تعریف کی گی ہے،یعنی وہی مطالب کہ آئندہ بحثیں جن کے محور پر گردش کریں گی.

اسلامی اصطلاحیں

۔إصطفاء ۔ وحی۔ کتاب ۔ نبوت۔ رسول۔اولوالعزم۔ آیت

۱ ۔ خداوند سبحان سورۂ حج کی ۷۵ ویں آیت میں فرماتا ہے:(اَللہ یَصْطَفِی مِن الْمَلاٰئِکَۃِ رُسلاً وَمِن النَّاس إن اللہ سَمِیْعُ بَصِیرُ)

خداوند عالم انسانوں اور فرشتوں میں سے اپنے نمائندے انتخاب کرتا ہے

۲۔ سورۂ آل عمران کی ۳۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:إنَ اللہ اصْطَفَی آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاہیمَ وَآلَ عِمْرَان عَلَی الْعَالَمِین)

خداوند عالم نے آدم، نوح، خاندان ابراہیم اور خاندان آل عمران کو تمام عالمین پر منتخب کیا .

۳۔ سورۂ نساء کی ۱۶۳ ویں سے ۱۶۵ ویں آیت تک ارشاد ہوتا ہے: (إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا * وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا * رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

ہم نے جس طرح نوح اور ان کے بعد پیغمبروں پر وحی نازل کی اسی طرح تم پر بھی وحی نازل کی ہے.اسی طرح ابراہیم، اسمٰعیل، اسحق، یعقوب، اسباط، عیسی، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی اور داؤد کو زبور عطا کیا. اور ان رسولوں پر بھی جن کی داستان اس سے پہلے تم سے بیان کی ہے اور وہ لوگ بھی جن کی حکایت بیان نہیں کی گئی ہے اور خداوند عالم نے موسی سے گفتگو کی، بشارت دینے والے اور ڈارانے والے انبیاء بھیجے تاکہ لوگوں کے لئے ان پیغمبروں کے بعد خدا پر کوئی حجت نہ رہ جائے اور خدا عزیز و حکیم ہے۔

۴۔ سورۂ نحل کی ۳۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلالَةُ فَسِيرُواْ فِي الأَرْضِ فَانظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ)یقیناً ہم نے ہر امت کے درمیان ایک پیغمبر بھیجا (تاکہ خلق کو پیغام پہنچائے) کہ خدا کی عبادت کرو اور طاغوت سے دوری اختیار کرو. ان میں سے بعض کی خدا نے ہدایت کی اور بعض گمراہی و ضلالت میں پڑے رہے...(فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلاَّ الْبَلاغُ الْمُبِينُ)آیا پیغمبروں پر آشکار تبلیغ کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے؟ سورۂ نحل آیت ۳۵.

۵۔ سورۂ آل عمران کی ۸۱ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِذْ أَخَذَ اللّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُواْ أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُواْ وَأَنَاْ مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ)

جب خدا نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا کہ ہم نے تم کو کتاب و حکمت عطا کی لھذا اس پیغمبر کی جو تمہارے آئے اُن کی تصدیق کر

نے والا ہے اور تمہا ر ی طرف آرہا ہے اُس پر ایمان لا کر اس کی حمایت کرو، (خدا نے ان سے) کہا : آیا اسے قبول کر تے ہو اور محکم عہد کرتے ہو؟بولے :ہاں گواہی دیتے ہیں.خدا نے کہا : تم بھی گواہ رہنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں.

٦۔ سورۂ انعام کی ۸۳ سے۸٦ تک اور ۸۹ آیات میں ارشاد ہوتا ہے : (وَتِلْکَ حُجَّتُنَا آتَیْنَاہَا إِبْرَاہِیمَ عَلَی قَوْمِہِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّکَ حَکِیمٌ عَلِیمٌ * وَوَہَبْنَا لَہُ إِسْحَاقَ وَیَعْقُوبَ کُلًّا ہَدَیْنَا وَنُوحًا ہَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہِ دَاوُودَ وَسُلَیْمَانَ وَأَیُّوبَ وَیُوسُفَ وَمُوسَی وَہَارُونَ وَکَذَلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِینَ * وَزَکَرِیَّا وَیَحْیَی وَعِیسَی وَإِلْیَاسَ کُلٌّ مِنْ الصَّالِحِینَ * وَإِسْمَاعِیلَ وَالْیَسَعَ وَیُونُسَ وَلُوطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعَالَمِینَ * وَمِنْ آبَائِہِمْ وَذُرِّیَّاتِہِمْ وَإِخْوَانِہِمْ وَاجْتَبَیْنَاہُمْ وَہَدَیْنَاہُمْ إِلَی صِرَاطٍ مُسْتَقِیمٍ * ذَلِکَ ہُدَی اللّٰہِ یَہْدِی بِہِ مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہِ وَلَوْ أَشْرَکُوا لَحَبِطَ عَنْہُمْ مَا کَانُوا یَعْمَلُونَ * أُوْلَئِکَ الَّذِینَ آتَیْنَاہُمْ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ یَکْفُرْ بِہَا ہَؤُلَاءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِہَا قَوْمًا لَیْسُوا بِہَا بِکَافِرِینَ *) یہ ہماری حجت ہے جسے ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم پر عطا کی، ہم جس کا مرتبہ چا ہیں بلند کر دیں تمہارا خدا حکیم اور علیم ہے اور ہم نے انھیں اسحاق اور یعقوب کو دیا اور سب کی راہ راست کی طرف ہدایت وراہنمائی کی اور نوح کی اس سے پہلے ہدایت کی اور ان کے فرزندوں میں داؤد ، سلیمان، ایوب ،یوسف، موسیٰ اور ہارون کی ہدایت کی اور اسی طرح ہم نیک عمل کرنے والوں کو نیک جزا دیتے ہیں اور زکریا ،یحییٰ، عیسیٰ اور الیا س سب کے سب نیک عمل کرنے والے ہیں ، اسمٰعیل ، یسع، یونس اور لوط بھی؛ اور ہم نے ان سب کو عالمین پر فوقیت و برتری عطا کی... یہ وہ انبیاء ہیں جنھیں ہم نے کتا ب اور فر ما نروائی (یا عقل و دانش اور یا منصب قضاوت) اور نبوت عطا کی ۔

۷۔ سورۂ بقرہ کی ۱۳٦ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا أُنزِلَ إِلَیْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَی إِبْرَاہِیمَ وَإِسْمَاعِیلَ وَإِسْحَاقَ وَیَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِیَ مُوسَی وَعِیسَی وَمَا أُوتِیَ النَّبِیُّونَ مِنْ رَبِّہِمْ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِنْہُمْ وَنَحْنُ لَہُ مُسْلِمُونَ) کہو ! ہم خدا اور جو کچھ ہم پر نازل ہوا اور جو کچھ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحق، یعقوب اور اسباط پر نازل ہوا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا ہے اور ان تمام چیزوں پر جو خدا کی طرف

سے پیغمبروں کو عطا ہوئی ہے ایمان لائے۔ ان پیغمبروں کے درمیان کسی فرق کے قائل نہیں ہیں. اور خدا کے مطیع اور اس کے سامنے سراپا تسلیم ہیں۔

۸۔ سورۂ حدید کی ۲۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ) بیشک ہم نے اپنے پیغمبروں کو معجزات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ہمراہ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ سچائی اور عدالت کی طرف رخ کریں اور لوہا جس میں بہت زیادہ سختی اور لوگوں کے لئے منافع ہیں نازل کیا تا کہ معلوم ہو کہ کون ایمان بالغیب کے ساتھ خدا اور اس کے پیغمبروں کی نصرت کرتا ہے۔ اور سورۂ نور کی ۵۴ ویں اور عنکبوت کی ۱۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ) پیغمبر پر آشکارا تبلیغ کے علاوہ کچھ نہیں ہے.

۹۔ سورۂ سباء کی ۳۴ ویںآیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ) ہم نے کسی پیغمبر کو کسی دیار میں نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس دیار کے عیش پسندوں اور عشرت طلب افراد نے ان سے کہا ہم تمہاری رسالت کے منکر ہیں اور تم پر ایمان نہیں رکھتے .

۱۰۔ اور سورۂ اعراف کی ۶۵ ویں اور سورۂ ہود کی ۵۰ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا)سورۂ اعراف کی ۷۳ ویں اور سورۂ ہود کی ۶۱ ویں اور سورۂ نمل کی ۴۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا)اور سورۂ اعراف کی ۸۵ اور سورۂ ہود کی ۸۴ اور سورۂ عنکبوت کی ۳۶ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا)

۱۱۔ سورۂ زخرف کی ۴۶ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ) ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات کے ساتھ فرعون اور ان کے حوالی موالی کی طرف بھیجا تو موسیٰ نے ان سے کہا : میں رب العالمین کا فرستادہ ہوں۔

۱۲۔ سورۂ احقاف کی ۳۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ...) اے پیغمبر تم بھی دیگر اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کرو اور ان کے (عذاب) کے لئے جلدی نہ کرو۔

۱۳۔ سورۂ فاطر کی ۲۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ) ہم نے تمھیں حق کے ساتھ ڈرانے والا اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس کے درمیان کوئی ڈرانے والا نہ ہو۔

۱۴۔ سورۂ شعرا کی ۲۰۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ) ہم نے کسی دیار والوں کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ ان کے درمیان ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔

۱۵۔ سورۂ اسراء کی ۱۰۱ آیت میں ارشاد ہوتا ہے) :وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا (ہم نے موسیٰ کو نو کھلے آشکار معجزے عطا کئے. بنی اسرائیل سے سوال کرو جب ان کی طرف موسیٰ آئے اور فرعون نے ان سے کہا : اے موسیٰ! میرے خیال میں تم پر جادو کر دیا گیا ہے.

۱۶۔ موسیٰ سے خطاب کرتے ہوئے سورۂ نمل کی ۱۲ ویں اور ۱۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے : وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ*فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ)

اے موسیٰ! اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ اور جب باہر لاؤ گے تو بغیر کسی داغ دھبے کے سفید (نورانی اور نور افشاں) ہو جائے گا اس وقت دیگر معجزوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے فاسق لوگوں کے درمیان بھیجے جاؤ گے۔جب موسیٰ نے ہمارے معجزات دکھلائے تو انھوں نے کہا: یہ تو کھلا ہوا سحر ہے۔

۱۷ ۔ سورۂ رعد کی ۳۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِن قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَذُرِّیَّةً وَمَا کَانَ لِرَسُولٍ اَن یَأْتِیَ بِآیَةٍ إِلَّابِإِذْنِ اللّهِ۔۔۔)ہم نے تم سے پہلے کچھ پیغمبروں کو بھیجا جو تمہاری ہی طرح سے,بیوی بچے والے تھے اور کسی بھی پیغمبر کے لئے روا نہیں کہ بغیر خداوند عالم کی اجازت اور اس کے اذن کے،معجزہ پیش کرے.

۱۸۔ سورۂ غافر کی ۷۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَلَقَدْاَرْسَلْنَارُسُلاًمِن قَبْلِکَ مِنْهُم مَن قَصَصْنَاعَلَیْکَ وَمِنْهُم مَن لَمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ وَمَاکَانَ لِرَسُولٍ اَن یَأتِیَ بِآیَةٍاِلّابِإِذْنِ اللّهِ۔)ہم نے تم سے پہلے پیغمبروں کو بھیجا ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی داستان تم سے بیان کی,اور کچھ ایسے ہیں جن کا قصہ تم سے بیان نہیں کیا،کسی بھی پیغمبر کے لئے روا نہیں ہے کہ خدا کی اجازت اور اس کے اذن کے بغیر معجزہ دکھائے:

۱۹ ۔ سورۂ حج کی ۴۲ ویں سے ۴۵ ویں آیت تک میں ارشاد ہوتا ہے:(وَإِن یُکَذِّبُوکَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ * وَقَوْمُ إِبْرَاهِیمَ وَقَوْمُ لُوطٍ * وَأَصْحَابُ مَدْیَنَ وَکُذِّبَ مُوسَی فَأَمْلَیْتُ لِلْکَافِرِینَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیرِ * فَکَأَیِّن مِن قَرْیَةٍ أَهْلَکْنَاهَا وَهِیَ ظَالِمَةٌ فَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلَی عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِیدٍ *)اور اگر انھوں نے تمہاری تکذیب کی ہے تو ان سے پہلے، نوح، عاد اور ثمود کی قوم نے بھی (اپنے رسولوں کی) تکذیب کی ہے۔ اور ابراہیم اور لوط کی قوموں اورمدین کے رہنے والوں (قوم شعیب) نے بھی اپنے رسولوں کی تکذیب کی ہے اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں,ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر اس وقت ان کا مواخذہ کیا (سزا دی) پھر ہماری سزا کیسی تھی؟بہت ساری آبادیاں (جن کے رہنے والے) ظالم اور ستمگر تھے ہم نے ہلاک کر ڈالیں جن کی

چھتیں اور دیوار گر کر منہدم اور بنیا د سے ہی ویرا ن اور خالی ہوگئیں اور کنویں کے پا نی بے مصرف اور عا لی شان قصر بغیر مکین کے رہ گئے ہیں.

۲۰ ۔ سورۂ احزاب کی ۴۵ ویں اور ۴۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:یاَاَیّھَاالنّبیّ اِنااَرسلنٰکَ شاھِدا وَمُبَشّرا وَنذیرا *وَداعِیاًاِلیٰ اللّٰہِ بِأذنِہِ وَسِراجاً مُنیرا)اے پیغمبر! ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، بشا رت دینے والا، ڈرا نے والا اور اپنے اذن سے لوگوں کو اللّٰہ کی طرف بلانے والااور روشن چرا غ بنا کر بھیجا ۔

۲۱ ۔ سورۂ سبا کی ۲۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَمَااَرسلنٰکَ اِلّا کاَفةً لِلنّاسِ بَشِیراًوَنذیراً۔) ہم نے تمھیں تمام لوگو ں کے لئے بشا رت دینے وا لا اور ڈا رنے وا لا پیغمبر بنا کر بھیجا ۔

۲۲۔سورۂ اسراء کی ۸۸ ۔ ۹۵ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(قُل لٰءِنِ اجتَمَعَتِ الاِنسُ وَالجِنّ عَلیٰ أن یَأتُوا بِمِثْلِ ہٰذا القُرآنِ لَایَأتُونَ بِمِثْلِہِ وَلَوکَانَ بَعضُھُمْ لِبَعضٍ ظَھِیرا *وَلقَدْ صَرّفْنَا لِلنّاسِ فِی ہٰذا القُرآنِ مِن کُلّ مَثَلٍ فَأبَیٰ أکثَرُ النّاسِ اِلاّ کُفُورا *وَقَالُوا لَن نُؤمِنَ لَکَ حَتّیٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الأرضِ یَنْبُوعا *أوْ تَکُونَ لَکَ جَنّةٌ مِن نَخِیلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجّرَ الأنھارَ خِلالَھا تَفجِیرا *أوْ تُسقِطَ السّمَاءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفا أوْ تَأتِیَ بِاللّٰہِ وَالمَلاٰءِکَةِ قَبِیلاً *أوْیَکُونَ لَکَ بَیْتٌ مِن زُخْرُفٍ أوْ تَرقَیٰ فِی السّمَاءِ وَلَن نُؤمِنَ لِرُقِیّکَ حَتّیٰ تُنَزّلَ عَلَیْنَا کِتَابا نَقرَؤُہُ قُلْ سُبحَانَ رَبّی ہَلْ کُنتُ اِلاّ بَشَرا رَسُولاً *وَمَا مَنَعَ النّاسَ أن یُؤمِنُوا اِذْ جَاءَھُمُ الھُدیٰ اِلاّ أن قَالُوا أبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرا رَسُولاً *قُلْ لَوکَانَ فِی الأرضِ مَلاٰءِکَةٌ یَمْشُونَ مُطْمَءِنّینَ لَنَزّلْنَا عَلَیْھِمْ مِنَ السّمَاءِ مَلَکًا رَسُولاً *)اے پیغمبر !کہو!اگر جن و انس متفق ہو جائیں تا کہ اس کے مانند قرآن پیش کریں ہرگز ایسا نہیں کر سکتے خواہ ایک دوسرے کے پشت پناہ اور مدد گا ر بن جائیں.ہم نے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال دی ہے،

لیکن اکثر لوگوں نے ناشکری کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کیا اور کہا: ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ زمین سے پانی کا چشمہ جاری کرو.یا یہ کہ تمہارا انگور اور خرما کا باغ ہو جس کے درمیان پانی کی نہریں جاری ہوں یا جیسا کہ کہتے ہو آسمان سے کوئی ٹکڑا ہمارے سر پر گرا دو یا خدا اور ملائکہ کو ہمارے سامنے حاضر کرو.یا یہ کہ سونے کا تمہارے کوئی گھر ہو یا آسمان پر جاؤ اور ہم تمہارے آسمان کی بلندی پر جانے کا اُس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک کہ ہمارے اوپر کوئی ایسی کتاب نازل نہ کرو کہ جسے ہم پڑھیں.کہو! ہمارا خدا پاک اور منزہ ہے،کیا میں انسان کے علاوہ کچھ ہوں جو خدا کی طرف سے رسالت کے لئے مبعوث ہوا ہوں؟! لوگوں کو ایمان و ہدایت سے کسی نے نہیں روکا جب کہ اُن کے لئے قرآن آیا، لیکن انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا:کیا خدا نے کسی انسان کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا ہے؟! کہو اگر زمین میں فرشتوں کا رہنا ہوتا اور ان کی سکونت کی جگہ ہوتی تو یقیناً ہم آسمان سے ان کی رسالت کے لئے کسی فرشتے کو مبعوث کرتے۔

کلمات کی تشریح

۱۔ یصطفی: (صفو) کے مادہ سے فعل مضارع ہے جوکہ خالص نچوڑ اور ہر چیز سے منتخب شدہ کے معنی میں ہے اور (اصطفاء) عصارہ اور خالص شیء پر دسترسی کے معنی میں ہے.اصطفاء،اسلامی اصطلاح میں یعنی خدا وند عالم نے اپنے بندے کو شکوک و شبہات اور دوسروں میں پائی جانے والی گندگی سے پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے یا اسے دوسروں پر انتخاب کیا ہے۔پیغمبر اسلام خلقت کا نچوڑ،اس کا خلاصہ اور خدا کے برگزیدہ ہیں اور سارے انبیاء خدا کے برگزیدہ ہیں۔

۲۔ اَوحَینا :(وحی) کے مادہ سے متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے(جسے اردو میں جمع متکلم کہا جاتا ہے) جو لغت میں پوشیدہ طور پر آگاہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن جب اسلامی اصطلاح میں یہ کہا جائے: خدا وند عالم نے فلاں چیز کی اپنے برگزیدہ بندہ پر وحی کی یعنی: اُسے اس کے دل میں جگہ دیدی اور خواب یا بیداری کی حالت میں اسے الہام کیا،

یا اپنے کسی ایک فرشتے کی زبانی اس تک اُسے پہنچایا ۔

۳۔ بعثت :پیغمبروں سے متعلق،اس معنی میں ہے کہ خدا وند عالم نے انھیں بھیجا اور مبعوث کیا ہے۔

۴۔ کتاب: لغت میں مکتوب رسالے اور جز وے کے مجمو عہ کے معنی میں ہے.لیکن اسلا می اصطلاح میں ایک ایسی وحی ہے جو کتابت اور کتاب ہونے کے لائق ہے،ایسی کتاب جس میں علوم دین،اعتقا دات اور عمل کا ذکر ہو۔اس طرح کی کتاب پیغمبروں میں سے صرف پانچ پیغمبر اپنے ہمرا ہ لائے ہیں :نوح ۔،ابرا ہیمؑ،مو سیٰ، عیسیٰ،اور محمد صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم،وہ کتاب جو پیغمبروں کے ہمراہ نازل ہوئی ہو وہ اسم جنس ہے اور اس سے مراد آسمانی کتابیں ہیں.

۵ ۔ حُکْم: حَکَمَ،یَ حْکُمُ،حُکْماً : قضا وت کی، قطعی و یقینی حکم صا در فرمایا.اسی طرح دانش اور تفقہ کے معنی میں بھی ہے اور حکمت کے معنی میں بھی استعما ل ہوا ہے،آدمی کی حکمت، مو جو دات کی شنا خت اور نیک امور کی انجام دہی ہے،یہ تمام معا نی مقا م استعمال سے منا سبت رکھتے ہیں۔

٦۔ نبوت : نبوت لغت میں بر جستگی اور ظہو ر کے معنی میں ہے اور خبر دینے اور آگاہ کر نے کے معنی میں ہے را غب کا (نبا ء) اور ''نبوت '' کے بارے میں مختصر بیان اس طرح سے ہے:

۷۔ (نبأ): عظیم فا ئدے کے ساتھ ایک ایسی خبر ہے جس سے علم یا ظن غا لب حا صل ہوتا ہو. خبر کو (نبأ) اُس وقت تک نہیں کہتے جب تک کہ اُس میں تین چیز نہ پا ئی جا ئے. جس خبر پر نبأ کا اطلا ق ہوتا ہے وہ کذب سے خا لی ہوتی ہے، جیسے توا تر (تسلسل) یا خدا وند متعال کی خبر یا پیغمبر اکر م صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خبر اور فرماتے ہیں ''نبی ''(نبوت) سے رفعت اور بر جستگی کے معنی میں ہے اور پیغمبر صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بر جستگی اور مقام کی رفعت و بلندی کی وجہ سے (نبی) کا لقب پا یا ہے.

اسلامی اصطلاح کے اعتبار سے قرآن و حدیث میں (نبی) کے موارد استعمال کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں: (نبی) وہ ہے جسے خداوند عالم نے اپنے بندوں کے درمیان منتخب کر کے حکم عطا کیا ہے اور اسے کتاب کی وحی کی ہے اور اسے مبعوث کیا تا کہ جن و انس کو ایسے امور سے آگاہ کرے جن میں ان کی دنیا و آخرت کی صلاح پائی جاتی ہو وہ خدا کی طرف سے کلام کرتا ہے اور حضرت باری تعالی کا وہ پیغام جو اسے بذریعہ وحی پہونچا ہے لوگوں تک پہنچاتا ہے. نبی کی جمع انبیاء اور نبیین آتی ہے. (نبی) قرآن کریم میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، سوائے سورۂ حج کی ۵۲ ویں آیت کے جس میں ارشاد ہوتا ہے: (وَ مَاأَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَسُولٍ وَلَا نَبِيّ إِلَّا إِذَا تَمَنّیٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ ۔ ۔) تم سے پہلے ہم نے کبھی کسی نبی یا رسول کو نہیں بھیجا مگر جب اس نے آرزو کی (دین کو عملی جامہ پہنانے کی) تو شیطان اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگیا۔

جب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے فرمایا: نبی وہ ہے جو (دستور الٰہی کو) خواب میں دیکھتا ہے حضرت ابراہیمؑ کے خواب کے مانند اور آواز بھی سنتا ہے لیکن فرشتہ کو نہیں دیکھتا؛ لیکن رسول وہ ہے جو خواب بھی دیکھتا ہے آواز بھی سنتا ہے اور فرشتۂ وحی کو بھی سامنے دیکھتا ہے اور ممکن ہے مقام نبوت و رسالت ایک شخص میں جمع ہو۔

۸۔ رسول: ۔ مفردات راغب، مادۂ نباء۔ لفظ نباء کے بارے میں معجم الفاظ قرآن کریم اور معجم الوسیط ملاحظہ و۔ ہم نے اصول کافی کی پہلی جلد کے ۱۷٦صفحہ سے نبی اور رسول کے درمیان اس فرق کا استفادہ کیا ہے.رسول لغت میں پیغام کے حامل ایک عقلمند انسان کو کہتے ہیں اور اس حال میں اسے مرسل کہتے ہیں اور رسول کی جمع رُسل آتی ہے۔

لیکن اسلامی اصطلاح میں: رسول ایک ایسا انسان ہے جسے خداوند عالم خاص پیغام دے کر کسی قوم کی طرف مبعوث کرتا ہے، تاکہ ان کی اسلامی شریعتوں کی طرف ہدایت و راہنمائی کرے. وہ اس فریضہ کے انجام دینے کے سلسلہ میں خدا کی طرف سے معجزہ یا معجزات بھی ہمراہ رکھتا ہے. جو اس کی رسالت کی صداقت پر گواہ ہو اس طریقہ سے جن لوگوں کی طرف اسے بھیجا ہے ان پر خدا

کی حجت تمام ہوتی ہے۔اور اس پیغمبر کی تکذیب یا مخالفت،بد بختی،عذاب یا دنیا کی ہلاکت و نابودی کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں انواع و اقسام عذاب کا باعث ہوتی ہے،اسی وجہ سے پیغمبر کو نذیر اور منذر (ڈرانے والا) کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف رسول پر ایمان رکھنا اس کی اطاعت وفرنبرداری کرنا دنیا کی شادمانی، خوشحالی اور سعادت، رحمت و بخشش اور آخرت میں خدا کی خوشنودی و رضایت اور بہشت کا باعث ہوتا ہے. ایسی صورت میں یہ پیغمبر بشیر و مبشر یعنی بشارت دینے والا ہے۔جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں ہر رسول (نبی) ہے اور ہر نبی صفی اور برگزیدہ ہے لیکن ہر (نبی)لازمی طور پر رسول اور پیغمبر نہیں ہوگا۔

۹۔ اولوالعزم: عزم لغت میں کسی کام کے کرنے کے لئے محکم اور پختہ ارادے اور اس راہ میں درپیش مشکلات میں صبر و تحمل کا نام ہے. اسلامی اصطلاح میں اولوالعزم پیغمبر یہ ہیں * :حضرت نوحؑ* حضرت ابراہیمؑ * حضرت موسیٰؑ *حضرت عیسیٰؑ* حضرت محمد مصطفےٰ صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۰۔ بشیر و نذیر: عربی میں کہتے ہیں بشّرہ بشیء : اسے نیک خوشخبری اور مژدہ دیا ایسی صورت میں بشارت دینے والے کو بشیر و مبشر کہتے ہیں.و انذرہ الشیٔ و بال شئاسے ہولناک چیز کے ذریعہ ڈرایا مثال کے طور پر کہا جاتاہے میں وارننگ دیتا ہوں تمھیں اس کے انجام سے ڈراتا ہوں لہٰذا اس سے بچو،ایسے شخص کو منذر یا نذیر کہتے ہیں

۔اسلامی اصطلاح میں بشیر و نذیر جیسے نام قرآن میں ان پیغمبروں کے لئے استعمال ہوئے ہیں جنھیں خداوند عالم نے کسی قوم کی طرف بھیجا ہے۔

جیسا کہ سورۂ انعام آیت ۴۸، سورۂ کہف آیت ۵۶ میں ارشاد ہوتا ہے:(وَ مَا نُرسِلُ المُرسَلِینَ اِلَّا مُبَشِّرِینَ وَمُنذِرِینَ)ہم نے پیغمبروں کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور جیسا کہ سورۂ فاطر، آیت ۲۴میں ارشاد ہوتا ہے:(اِنَّا اَرسَلنَاکَ بِالحَقِّ بَشِیراً وَ نَذِیرًا وَاِن مِن اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیھَا نَذِیر) ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس کے درمیان کوئی ڈرانے والا نہ رہا ہو۔ ۱۱۔ بیّنات:بان الشیء: چیز آشکار و واضح ہوگئی، معین ہوگئی ۔آیات بینات یعنی ایسی واضح و آشکار آیات جن میں کسی قسم کی پیچید گی اور ابہام نہ ہو اور ان میں افراد بشر کے لئے کوئی مبہم بات نہ پائی جاتی ہو۔

۱۲۔ وانزلنا : خداوند عالم نے میزان اور لوہے کا ایک ساتھ ایک ہی ردیف میں تذکرہ کیا ہے تاکہ لوگ ان دونوں ہی سے اپنی زند گی میں استفادہ کریں اور میزان کو آسمانی کتابوں میں نازل فرمایا،یعنی ان میں میزان اور معیار قرار دیا تاکہ اس کے ذریعہ انسانی اجتما ع،انسانی عادات، طور طریقے، عقائد ان کے امور تولے جائیں اور ہر ایک کا نفع و نقصان معین و مشخص ہو۔

۱۳۔ میزان :لغت میں اس وسیلے کو کہتے ہیں جس سے محسوس ہونے والی مادی چیزیں تولی جاتی ہیں,اور اسلامی اصطلاح میں: میزان وہی دین ہے جو آسمانی کتاب میں ہے اور اس کے سارے عقائد اور دیگر امور کی سنجش ہوتی ہے اور اسی کے مطابق قیامت کے دن انسان کا حساب و کتاب ہوگا اور اس کے نتیجہ میں اسے سزا یا جزا دی جائے گی۔

۱۴۔لِیَقُومَ النَّاسُ بِالقِسطِ:قسط،عدل کے معنی میں ہے. عدل یعنی جو جس چیز کا مستحق ہو اسے وہ چیز دینا اور جس چیز کی ادائیگی اُس پر واجب ہے وہ چیز اس سے لینا ۔

۱۵۔ بأ س شدید:یہا ں پر باس سے مراد جنگ ہے کہ ارشا د ہوتا ہے:(وَ اَنزَ لنَا الحُد یدفیہِ بأ ُس شَدِیدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَا سِ)
یعنی خدا وند عالم نے انسان کی را ہنما ئی کی تا کہ لوہے سے حق کے دفا ع کی خاطر جنگی اسلحے بنائیں.آج بھی انسان لوہے سے جنگی اسلحہ بنا تا ہےاور بنا ئے گا اس کے علاوہ لو ہا انسا ن کے لئے دیگر منفعتوں کا بھی حا مل ہے۔

۱۶ ۔کسفاً : کسفۃ، کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں اس کی جمع کسف آتی ہے اور (اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا) کے معنی یہ ہیں کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہم پر گر جائے.

۱۷ ۔ زخر ف:زخرف سو نے کے معنی میں ہے. بعد میں یہ کلمہ زینت کے معنی میں استعما ل ہوا ہے، یا اس کے بر عکس۔
۱۸۔ جیب:گریبان لباس اور اس کے ما نند اشیاء کے معنی میں ہے، ایسا شگا ف جو لباس یا پیر ھن میں اس لئے کیا جا تاہے کہ سر اس سے پا ر ہو جا ئے۔

۱۹ ۔ مبصرۃ: آشکا ر اور واضح۔

۲۰ ۔ اصری: اصر یعنی ایسا پیمان جس میں تا کید پا ئی جا تی ہو۔

۲۱ ۔ طاغوت:طغٰی طغیا ناً :یعنی سر کشی کی حد سے گذ ر گیا۔ طا غوت،ہر سر کش اور نا فر مان اور خدا کے علا وہ ہر معبود کے معنی میں ہے،اس کی جمع طوا غیت آتی ہے۔

۲۲ ۔آیت: آیت لغت میں محوس چیز کی آشکا ر علا مت و پہچا ن اور معقول چیز میں مقصود پر دلیل کے معنی میں ہے ۔
پہلی مثا ل: سورۂ مریم کی دسو یںآیت میں حضرت زکریاؑ کی داستان سے متعلق خدا کا فر مان ہے:(قال رَبِ اُجعَل لی آےۃَ قال آ ےَتکَ اَلاّ تکَلّمَ النَاسَ ثَلاثَ لَیالِ سَویّاً)حضرت ز کریاؑ کی مراد کہ کہتے ہیں: (اجعل لی آےۃ) یہ ہے کہ اس امر کے لئے ہمارے

لئے علامت اور نشانی قرار دے. کہ خدا نے فرمایا تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین دنوں تک مسلسل کسی سے کلام نہیں کروگے۔

دوسری مثال: سورۂ یوسف کی ۱۰۵ویں آیت میں خدا فرماتا ہے: (وَ کَاَیِّن مِن آیۃٍ فی السموات والارض یَمُرّون علیها وهُم عَنْهَا معرضون) یعنی آسمان و زمین میں کس قدر علامت و نشانی پائی جاتی ہے جو خدا کی قدرت اور حکمت کی حکایت کرتی ہے یا حضرت باری تعالی کے دیگر صفات کہ نہایت سادگی کے ساتھ ان سے گذر جاتے اور ان سے اعراض کرتے ہیں۔

دوسری قسم کی مثال: وہ آیات اور معجزات ہیں جنھیں خداوند عالم اپنے پیغمبروں کے ہاتھوں ظاہر کرتا ہے. جیسا کہ سورۂ نحل کی بارھویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَأدخل یدکَ فی جَیبِکَ تخرُجُ بیضاء مِن غیر سوء فی تِسْعِ آیاتٍ الی فِرعَون وقومِہِ) (مراد حضرت موسیٰ کا ید بیضا والا معجزہ اور ان کے دیگر نہ گانہ معجزات ہیں) لیکن اصطلاح اسلامی میں آیت کا استعمال دو معنی میں ہوا ہے۔

۱۔ وہ معجزات جنھیں خداوند عالم نے اپنے اولیاء اور پیغمبروں کے ہاتھوں پر جاری کیاہے : جیسے موسیٰ کلیم اللہ کا عصا اور ناقہء حضرت صالح ۔، اسے معجزہ کہتے ہیں، اس لئے جن و انس اس کے جیسا پیش کرنے سے عاجز و بے بس ہیں، اسی طرح کسی بچے کا بغیر باپ کے پیدا ہو جانا بھی معجزہ ہے. پیغمبروں کے غیر طبعی حالات اور خارق العادۃ اقدامات اسی قسم کی آیتیں ہیں. جیسے حضرت عیسیٰ کی ولادت ان کی ماں حضرت مریم کے ذریعہ کہ نہ ان کا کوئی شوہر تھا اور نہ ہی حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ تھا۔

اور جیسا کہ خداوند عالم کا سورۂ مومنون آیت ۵۰، سورۂ انبیاء آیت ۹۱ میں ارشاد ہوتا ہے: (وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ) ہم نے عیسیٰ کو اور عیسیٰ کی ماں (مریم) کو آیت و نشانی قرار دی ہے۔ اور اسی قسم کی آیت، وہ عذاب ہے جو مشرکین پر نازل ہوتا ہے ۔ جیسا کہ خداوند سبحان سورۂ عنکبوت کی ۱۵ ویں آیت میں ارشاد فرماتاہے: (فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَ

جَعَلنَاھاآےۃً لِلعَالمین)حضرت نوحؑ کی کشتی پر سوار ہونے والوں کو نجات دینا اور مشرکین کا غرق ہو جانا خود ہی آیت ہے ۔ جیسے اسی قسم کی آیت سورۂ قمر کی ۱۵ویں آیت ہے۔

۲۔آیت قرآن کریم کی رو سے راغب مفردات القرآن نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:قرآن کا کوئی جملہ بھی جو کسی حکم پر دلالت کرتا ہو ایک آیت ہے، قرآن کا کوئی سورہ ہو یا سورہ کا ایک حصّہ یا چند حصّے ہوں؛

اوراس کا ہر کلام یا جملہ جو لفظی اعتبار سے الگ ہو (آیت) کہلاتا ہے اسی لحاظ سے ایک سورہ متعدد آیات میں تقسیم ہوتا ہے[۱]

۔روایات میں گزشتہ آیات کی تفسیر

الف ۔ ابوذر کی حدیث میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا:رسول خدا سے سوال کیا : انبیاء کی تعداد کیا ہے ؟فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ۔میں نے سوال کیا : ان میں کتنے لوگ رسول تھے ؟فرمایا : تین سو تیرہ افراد پر مشتمل ایک مجموعہ تھا۔فرمایا : ہاں، خدا نے انھیں اپنے دست قدرت سے خلق فرمایا اور ان میں اپنی روح پھونکی پھر اس وقت رسول خدا نے مجھ سے خطاب کرکے فرمایا :اے ابوذر!ابنیاء کے درمیان چار شخص (آدمؑ،شیثؑ،اخنوخؑ جنھیں ادریس کہا جاتا ہے اور یہ وہ پہلے شخص تھے کہ جنھوں نے قلم سے تحریر لکھی اور نوحؑ) یہ سب کے سب سریانی تھے اور چار افراد (ہودؑ،صالحؑ،شعیبؑ اور تمہارا یہ نبی ''محمد صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم '')عرب ہیں۔بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی جناب موسیٰ اور آخری نبی حضرت عیسیٰ اور چھ سو دیگر انبیاء ہیں۔

[۱] ۔ (آیت) کی لفظ مفردات راغب میں ملاحظ ہو.میں نے سو ال کیا : سب سے پہلے نبی کون تھے ؟فرمایا : آدمؑ ۔ میں نے سوال کیا:آ یا حضرت آ دمؑ نبی مر سل تھے؟

میں نے سوال کیا : اے رسول خداؐ! خدا وند عالم نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں ؟فرمایا : ایک سو چار کتابیں. خدا وند عالم نے شیثؑ پر پچاس صحیفے اور ادریسؑ پر تیس صحیفے اور ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل کئے، پھر توریت، انجیل، زبوراور فرقان کو نازل کیا ...آخر حدیث تک.[1] اس حدیث کی عبارت احمد بن حنبل کی مسند میں مندرجہ ذیل طریقہ سے ذکر ہوئی ہے: پھر میں نے سوال کیا! اے رسول خداؐ انبیا کتنے ہیں؟فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد کہ انھیں میں سے تین سو پندرہ افراد رسول ہیں.[2] ب۔ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :اولوالعزم کو اولوالعزم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لوگ عزم و کوشش، استقامت و پایداری کے مالک اور شریعت کے حامل تھے. حضرت نوحؑ کے بعد ہر نبی ان کی شریعت اور قوانین کا پابند تھا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے زمانے تک ان کی کتاب کا پیرو رہا ؛ اور جو بھی نبی ان کے زمانے میں تھا یا ان کے زمانے کے بعد آیا ابراہیمؑ کی شریعت و قوانین کا پابند تھے۔

اور حضرت موسیٰ کے ظہور تک انھیں کا پیرو رہا ؛اور جو نبی حضرت موسیٰ کے زمانے میں تھا یا بعد میں آیا ہے موسیٰ کی شریعت اور قوانین کا پابند اور ان کی کتاب توریت کا حضرت عیسیٰ کے زمانے تک پیرو تھا اور جو نبی حضرت عیسیٰ کے زمانے میں یا ان کے بعد ہوا وہ ان کی شریعت و قوانین اور ان کی کتاب انجیل کا ہمارے نبی حضرت محمد صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے زمانے تک پیرو تھا. یہ پانچ افراد اولوالعزم اور تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں اور حضرت محمدؐ کی شریعت قیامت تک کے لئے ثابت ہے جو کبھی نسخ نہیں ہوگی اور آنحضرت کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا آخر حدیث تک[3] سیوطی کی تفسیر میں ابن عباس سے منقول ہے:اولوالعزم سے مراد ہیں :* خاتم الانبیاءؐ * نوحؑ * ابراہیمؑ، *موسیؑ * عیسیؑ[4]، اصول کافی میں اپنی سند کے

[1] بحار الانوار ،علّامہ مجلسیؒ ،ج۱۱ ،ص ۳۲، معانی الاخبار کے صفحہ ۹۵ سے نقل کے مطابق؛ خصال ج ۲، ص ۱۰۴.مسند احمد ج ۵، ص ۲۶۵۔ ۲۶۶ ؛نھایۃ اللغۃ، لغت حجت ،بحار، ج ۱۱ ،ص ۳۳ خصال کی نقل کے مطابق ، ج۱، ص ۱۴۴. مختصر الحدیث امام باقرؑ سے شاید حدیث میں مذکور سریانی سے مراد لوگوں کی قدیم زبان و. ہ
[2] مسند احمد،ج۵،ص۲۶۵، ۲۶۶.
[3] بحار الانوار، علّامہ مجلسی،ج۱۱،ص ۳۴، ۳۵؛ عیون اخبارالرضا سے نقل کے مطابق ص ۲۳۵،۲۳۴ پر
[4] تفسیر سیوطی،ج۶،ص ۴۵.

ساتھ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں:انبیاء اور پیغمبروں کے سردار پانچ افراد ہیں جو اولوالعزم پیغمبر تھے، شریعتوں کا اہم محور ہیں؛ خاتم الانبیاءؐ،نوحؑ،ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ[1] ۔

ج ۔تاریخ یعقوبی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:خداوند عالم نے کسی پیغمبر کو نبوت نہیں دی مگر اس چیز کے ہمراہ جس کے ذریعہ وہ اپنے تمام اہل زمانہ پر فوقیت رکھتا ہو۔مثال کے طور پر حضرت موسیٰؑ فرزند عمران کو ایسی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جس پر سحر وجادو غالب تھا اس لئے آپؑ کو ایسی چیز عطا کی جس کے ذریعہ ان کے سحر کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے اور ان کے سحر کو باطل کیا اور وہ :عصا،ید بیضاء،ٹڈیوں کا حملہ،جوئیں،مینڈھکوں کی کثرت، خون، دریا کا شگافتہ ہونا،چٹان کا اس طرح سے پھٹ جانا کہ اس سے پانی نکل آیااور ان کے چہرے کو بدنما بنا دینا اور مسخ کردینا،یہ سب حضرت کے معجزات تھے۔

داؤد ۔کو اس وقت لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جس زمانے میں صنعت و ہنر اور لہو و لعب کا غلبہ تھا اس لئے حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہے کو نرم بنا دیااور انھیں خوش الحانی (اچھی آواز) دی وہ بھی اس درجہ خوش الحانی کہ پرندے آپ کی خوبصورت آواز کی وجہ سے آپ کے ارد گرد جمع ہوجاتے تھے۔

سلیمان ۔کو ایسے زمانے میں مبعوث کیا جب لوگوں کے درمیان مکان بنانے کا شوق اور طلسم وجادو کا دور دورہ تھا .اسی سبب سے اس نے ہوا کو ان کا تابع بنا دیا اور جنات کا ان کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا ۔عیسیٰؑ کو بھی ایسے دور میں مبعوث کیا جس زمانے میں ڈاکٹری لوگوں کو اپنے آپ میں مشغول کئے ہوئے تھی، لھذا ان کو مردوں کو زندہ کرنے اور کوڑھیوں اور مبروص کو شفا دینے کے اسلحے سے آراستہ کیا ۔محمد مصطفیٰ صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اس دور میں مبعوث فرمایا جب لوگوں میں سب سے زیادہ اچھی گفتگو

[1] اصول کافی،ج۱ص ۱۷۵،باب طبقات الانبیاء والرسل،کتاب خصال،ج۱،ص ۱۴۴ کی نقل کے اعتبار سے.

کرنے، کہانت، پیشینگوئی کرنے، مسجع اور موزون کلام اور فصیح و بلیغ خطبہ دینے کا رواج تھا، لہٰذا آنحضرتؐ کو قرآن مبین اور قوت خطابت کے ساتھ مبعوث کیا[1]۔

روایات کی روشنی میں آیات کی تفسیر پروردگار عالم نے آدمیوں اور فرشتوں کے درمیان حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، آل ابراہیم اور آل عمران جیسے پیغمبروں کو عالمین پر اور حضرت مریم کو جہان کی خواتین پر منتخب فرمایا۔خدا وند عالم نے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت یسعؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ، کو کتاب، حکم اور نبوت عطا کی اور ان کے درمیان حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ و سلم کو کتاب اور مخصوص شریعت عنایت فرمائی ہے؛ یہ لوگ اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں خداوند عالم نے ان کی کتابوں میں ضابطہ حیات اور ایک میزان قرار دیا تاکہ اس کے ذریعہ افراد معاشرہ کے حق و باطل عقائد اور اعمال پہچانے جائیں۔

ور ان میں سے بعض جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور محمد حبیب اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ و سلم کے لئے ان لوگوں کے برخلاف جو راہ انسانیت سے منحرف ہو چکے ہیں شدید جنگوں میں استفادہ کے لئے اسلحے قرار دئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو جنگ اور شمشیر کے علاوہ راہ راست پر آنے والے نہیں ہیں، ایسے ہی بعض پیغمبروں کو مبعوث کیا اور انھیں مبشر (بشارت دینے والا) اور منذ (ڈارنے والا) بنایا۔ خواہ صاحبان شریعت پیغمبر ہوں جیسے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰ یا وہ لوگ ہوں جو مستقل شریعت کے مالک نہیں ہیں جیسے حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ۔خدا وند عالم نے کسی قوم کو اس وقت تک عذاب میں مبتلا نہیں کیا

[1] تاریخ یعقوبی،ج ۲ ، ص ۳۴

جب تک کہ رحمت کی نوید دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے کسی پیغمبر کو اپنی طرف سے معجزہ اور نشانیوں کے ہمراہ نہیں بھیجا.خدا وند عالم اس سلسلہ میں فرماتا ہے :ا۔ سورۂ اسراء کی ۱۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِین حتیٰ نَبعَثَ رسولاً) ہم جب تک کوئی رسول نہیں بھیجتے اس وقت تک عذاب نہیں کرتے۔

۲۔ سورۂ یونس کی ۴۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے (وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ رَسُولٌ فَاِذا جَاءَ رَسُولُھُم قُضِیَ بَینَھُم بِالقِسطِ وَھُم لَا یُظلَمُون)ہر امت کے لئے ایک رسول ہے لہٰذا جب ان کے درمیان ان کا رسول آجائے تو عدل و انصاف کے ساتھ قضاوت کی جائے اور اُن پر ستم نہ کیا جائے گا ۔جو امت پیغمبر کی نا فرمانی کرے وہ دنیا و آخرت میں عذاب کی سزاوار ہوگی۔جیسا کہ خدا وند عالم نے فرعون اور اس سے پہلے والوں کی حالت کے بارے میں سورۂ الحاقہ کی دسویں آیت میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:(فَعَصَوا رَسُولَ رَبِّھِم فَأَخَذَھُم اَخذَۃً رَابِیَۃً)انھوں نے اپنے اللہ کے رسول کی نا فرمانی کی ،تو خدا وند عالم نے ان کا سختی کے ساتھ محاسبہ کیا ۔ پیغمبر کی نا فرمانی خدا کی نا فرمانی ہے جیسا کہ خدا نے سورۂ جن کی ۲۳ ویں آیت میں فرمایا ہے:(وَ مَن یَعصِ اللہَ وَرَسُولَہُ فَاِنَّ لَہُ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدِین فِیھَا اَبداً)جو خدا اور اس کے رسول کی نا فرمانی کرے اس کے لئے آتش جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ معذب ہوتا رہے گا۔خدا وند عالم رسولوں کو انبیاء میں سے منتخب کرتا ہے اسی لئے رسولوں کی تعداد جیسا کہ پیغمبر اسلام صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم سے مروی ابوذر کی گزشتہ روایت میں ہے،انبیاء کی تعداد سے کم ہے.

لیکن خدا وند عالم جسے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے اسے معجزہ دیتا ہے تاکہ وہ س کے مدعا کی تائید کرے کہ وہ خدا کی طرف سے مبعوث ہوا ہے ۔معجزہ اور آیت کی حقیقت خدا وند سبحان نے انبیاء کو نظام ہستی پر حکومت و ولایت عطا کی ہے تاکہ جب خدا کی مرضی ہو کہ اُس کا نبی نظام کے کسی بھی جز کو جسے اس نے ہستی کے لئے مقرر کیا ہے تبدیل کر دے، تو وہ اس کے اذن اور اجازت سے انجام دے سکے ۔

اس لحاظ سے انبیاء کے ذریعہ نظام طبیعت کے ایک حصہ کے خلاف معجزہ پیش کرنا پروردگار عالم کی تکوینی سنت ہے.اور ایسے سماج میں یہ معجزہ پیش کیاجاتا ہے کہ جہاں پیغمبران الٰہی رسالت کے لئے مبعوث ہوئے ۔بنا براین امتوں نے انبیاء سے معجزہ دکھانے کی درخواست کی تاکہ ان کے دعویٰ کی صداقت پر دلیل ہو.خداوند عالم نے اس موضوع کو قوم صالح کی سرگذشت میں سورۂ شعراء میں عنوان کرتے ہوئے فرماتا ہے:(ما أنتَ إلاّبَشَرٌ مِثلُنافأتِ بِآیۃٍ ان کُنتَ مِن الصّادِقین*قالَ ھذہِ ناقۃٌ لھا شِربٌ وَلَکُم شِربُ یومٍ معلومٍ *و لا تَمَسّوھا بسوءٍ فَیأ خُذَکُم عذابُ یومٍ عظیمٍ)(حضرت صالح کی قوم نے ان سے کہا) تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو.اگر سچے ہو تو معجزہ پیش کرو ۔ تو کہا یہ اونٹنی ہے کچھ پانی اس سے مخصوص ہے اور پانی کا کچھ حصہ تم لوگوں سے مخصوص ہے اور دیکھو اس کی طرف دست خیانت درازنہ کرنا ورنہ عظیم دن کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے.[1]عام طور پر ہوایہی کہ جب کسی پیغمبر نے آیت اور معجزہ دکھایا توامتیں ضد اور ہٹ دھرمی اوران کے ساتھ عناد اور دشمنی پر تل گئیں.اور نہ ہی رب پر ایمان لائیں اور نہ ہی اُس پیغمبر پر جواس کی طرف سے ان کی طرف مبعوث ہوا تھا خداوند عالم اس مورد میں گزشتہ آیات کے بعد، قوم ثمود کے بارے میں اس طرح خبر دیتا ہے:(فَعَقَروھا فأَ صبَحُوا نادِمین) انھوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر اس کے بعد اپنے کرتوت پر شرمندہ ہوئے[2]۔

اگر کسی قوم کی خواہش کے مطابق اس کے پیغمبر سے معجزہ صادر ہوا لیکن اس قوم نے اُس کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اُس پر ایمان لائی توسرزنش و ملامت اورعذاب کی مستحق ہو گئی اور ان کے خدا نے ان پر عذاب نازل کر دیا جیسا کہ خدا نے اسی سورہ کے اختتام پر قوم ثمود کی نافرمانی کی خبر دی ہے:(فأَخَذَھُمُ العَذاب انَ فی ذٰلِکَ لآیۃً وَمَاکان اَکثَرُھُم مؤمنین)اُس وقت عذاب موعود میں مبتلا ہوگئے یقیناً اس قوم کی ہلاکت میں دوسروں کے لئے عبرت کی نشانی ہے (لیکن) اس کے باوجود ھی اکثر لوگ خدا

[1] سورۂ شعراء،آیت۱۵۴۔۱۵۶.
[2] سورۂ شعراْ،آیت،۱۵۷.

پر ایمان نہیں لائے[1]۔ انبیاء کا معجزہ پیش کرنا حکمت الٰہی کے مطابق ہے اور حکمت کا مقتضی ایک ایسی حد اور اندازہ کے مطابق معجزہ پیش کرنا ہے کہ جو شخص اپنے رب اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانا چاہتا ہے تو اسے پتہ چل جائے کہ پیغمبر اپنے ادّعا میں سچا ہے نہ اُس حد اور مقدار میں کہ سرکش اور باغی قومیں تعیین کرتی اور چاہتی ہیں۔ یا کسی محال امر کی امید رکھتے ہیں جیسا کہ دو مقام پر قریش نے خاتم الانبیاءؐ سے تقاضا کیا تھا اور وہ اس امر کے بعد تھا کہ خدا نے قریش سے جو کہ عرب میں فصیح و بلیغ کلام میں ممتاز اور معروف تھے آیت طلب کی اور انھیں مخاطب کرتے ہوئے سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا: (وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ * فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ *)جو کچھ ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیاہے اگر تمھیں اس میں شک و تردید ہے، تو اس کے مانند ایک سورہ ہی پیش کر دو اور خدا کے علاوہ اپنے ناصروں سے مدد بھی لے لو اگر سچے ہو۔ لیکن اگر نہیں کر سکتے اور ہرگز اس پر قادر نہیں ہو تو پھر خدا کی اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔[2] اس طرح سے پروردگار نے ان پر حجت تمام کی اور فرمایا ہے: جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے اس میں اگر تمھیں شک و شبہہ ہے تو اس کے مانند ایک سورہ ہی پیش کرو اور سب کو اپنا مددگار بھی بنالو اور خبر دی ہے کہ اگر جن وانس ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں تو بھی اس کے مانند نہیں لا سکتے اور تاکیداً نفی ابد فرمائی اور کہا (لن)یعنی ہرگز اس کے مانند نہیں لا سکتے۔ حتیٰ کہ ہمارے زمانے میں بھی اسلام دشمن عناصر اپنی تمام تر کثرت اور عظیم و گوناگوں قدرت کے باوجود قادر نہیں ہیں کہ قرآن کے مانند ایک سورہ پیش کر سکیں۔

اُن لوگوں نے اس سر توڑ مبارزہ جوئی کے بعد (ایک ایسے امر کے پیش کرنے میں جسے جن و انس مل کر پیش نہیں کر سکتے اور اس کے مانند پیش کرنے میں قریش کی ناتوانی کے باعث) رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم سے مطالبہ کیا کہ مکّہ کی آب و ہوا تبدیل کر

---

[1] سورۂ شعراأ، آیت، ۱۵۸.(۳) سورۂ بقرہ : آیت ۲۳ اور ۲۴.
[2] سورۂ اسراء : آیت،۹۳.

دیں اور سونے کا گھر پیش کریں یا خدا اور فرشتوں کو ان کے سامنے حاضر کر دیں یا آسمان کی طرف پرواز کریں پھر بھی ان تمام چیزوں کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے مگر جب ان کے لئے آسمان سے کوئی کتاب نازل ہو جس کی وہ تلاوت کریں!معلوم ہے کہ جو انھوں نے درخواست کی تھی وہ ایک محال امر تھا وہ یہ کہ خدا اور فرشتوں کو ان کے سامنے حاضر کر دیں (کہ خداوند عالم ان ستمگروں کی بات سے بلند و برتر ہے)اور ان کے درمیان انبیاء کے بھیجنے میں اللہ کی سنت کے خلاف مطالب موجود ہیں اس معنی میں کہ انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ان کے سامنے آسمان کی طرف پرواز کریں اور ان کے لئے ایک کتاب لے آئیں ایسی چیز جو خدا کے پیغام لانے والے فرشتوں سے مخصوص ہے نہ کہ انسان سے دوسرے یہ کہ وہ لوگ سرے سے قبول ہی نہیں کرتے تھے کہ خدا کسی انسان کو رسالت کے لئے مبعوث کرے گا جب کہ حکمت اس کا اقتضاء کرتی ہے کہ انبیاء انسانوں کی جنس سے ہوں، تاکہ ان کے اعمال ورفتار میں ان کی اقتداء ہو اور اپنی قوم کے لئے نمونہ ہوں، ان کی دوسری درخواستیں بھی حکمت کے مطابق نہیں تھیں جیسے کہ انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو۔اسی وجہ سے خدا اپنے پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس طرح جواب دے :(سُبحَان رَبِّیِ هَلْ کُنْتُ اِلَّابَشَراً رَسُولاً)میرا رب پاک اور منزہ ہے کیا میں خدا کی طرف سے مبعوث ایک انسان کے علاوہ کچھ اور ہوں![1]خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس کا فرستادہ اپنے رب کی طرف سے کوئی معجزہ پیش کرے جو اس کے ادّعا کی صداقت پر دلیل ہو۔

اور اس طرح سے لوگوں پر حجت تمام ہو.اس صورت میں جو مائل ہو وہ ایمان لے آئے اور جو سرکشی و عناد کرنا چاہے وہ کرے. جیسا کہ تمام معجزات پیش کرنے کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی قوم کا حال تھا یعنی جادوگروں نے ایمان قبول کیا لیکن فرعونیوں اور اس کے گردو پیش والوں نے کفر و عناد کا راستہ اختیار کیا کہ خداوند عالم نے بھی انھیں غرق کر کے ذلت و خواری کی طرف کھینچ دیا۔

[1] سورۂ نحل:آیت ۱۲۳.

جو کچھ انبیاء اللہ کی جانب سے پیش کرتے ہیں اسلامی اصطلاح میں اسے معجزہ کہتے ہیں جو کہ خود ہی ان کی صداقت پر ایک دلیل ہے۔ لہٰذا جو کچھ ہم نے بیان کیا اس کے مطابق ہر پیغمبر اور رسول نبی ہوگا، لیکن ہر نبی پیغمبر نہیں ہوگا جیسے یوشع کہ وہ نبی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے وصی تھے۔ بعض پیغمبر ایسی شریعت لے کر آئے جو بعض ان موارد اور اعمال کی جنھیں گزشتہ شریعتوں نے پیش کیا تھا ناسخ قرار پائی جیسے حضرت موسیٰ کی شریعت سابق شریعتوں کی بہ نسبت اور بعض کی شریعت گزشتہ شریعت کو مکمل کرنے والی یا تجدید کرنے والی تھی جیسے حضرت ختمی مرتبتؐ کی شریعت حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کی شریعت کی بہ نسبت، کہ خدا فرماتا ہے: (ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا۔) پھر اُس وقت ہم نے تمھیں وحی کی کہ ابراہیمؑ کے پاک وپاکیزہ آئین کا اتباع کرو۔! اور سورۂ مائدہ کی تیسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا) آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کیا ۔ ان چند اصطلاحوں سے آشنائی کے بعد کہ جن پر قرآن کریم، حدیث اور سیرت کی کتابوں میں انبیاء کی خبروں کا سمجھنا موقوف ہے۔ اب ہم انشاء اللہ ان کے اخبار کی تحقیق کریں گے اور اپنی بات کا آغاز حضرت آدم ابو البشرؑ سے کریں گے۔ آدمؑ کی خلقت[1]۔

خداوند سبحان سورۂ طٰہٰ کی ۱۱۵ اور ۱۲۲ آیات میں فرماتا ہے۔ (وَلَقَدۡ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ فَنَسِیَ وَلَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا *...* ثُمَّ اجۡتَبٰہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیۡہِ وَہَدٰی) اور ہم نے آدم سے عہد وپیمان لیا (کہ شیطان کے دھوکے میں نہ آئیں) اور اس عہد میں اُن کو ثابت قدم اور پائدار نہیں پایا *... * پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور ان کی ہدایت فرمائی اور انھیں مقام نبوت کے لئے انتخاب کیا.

۲۔ سورۂ بقرہ کی ۲۷ اور ۳۰ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے: (وَإِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلَائِکَۃِ إِنِّی جَاعِلٌ فِی الۡأَرۡضِ خَلِیۡفَۃً قَالُوۡا أَتَجۡعَلُ فِیۡہَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡہَا وَیَسۡفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ إِنِّی أَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ * وَعَلَّمَ آدَمَ الۡأَسۡمَاءَ کُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمۡ عَلَی الۡمَلَائِکَۃِ فَقَالَ أَنۡبِئُوۡنِی

[1] حضرت آدم ـخ حضرت آدم ـ کی خلقت سے متعلق چند آیات.خ کلمات کی تشریحخ آیات کی تفسیر

بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ * قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ * قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ * وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ * وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ * فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ * فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ *) *جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا: میں روئے زمین پرایک جانشین بناؤں گا ان لوگوں نے کہا آیا ایسے کو بنائے گا جو اس میں خونریزی اور فساد برپا کرتے ہیں؟ جب کہ ہم تیری تسبیح اور حمد کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں.

فرمایا !جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی اس کے بعد انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان سے سوال کیا اگر سچے ہو تو ان کے اسماء کے بارے میں مجھے خبر دو ۔ *بولے خداوند! تو منزہ ہے ہم تو وہی جانتے ہیں جو تونے ہمیں سکھایا ہے تو دانا اور حکیم ہے۔ *

فرمایا: اے آدم! تم ان کے اسماء کی انھیں خبر دو جب آدم نے انھیں آگاہ کیا تو فرمایا: کیا میں ے نہیں کہا تھا کہ ہم زمین و آسمان کے غیب کے بارے میں یا جو کچھ ظاہر اور مخفی رکھتے ہو اس سے باخبر ہیں *جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کا سجدہ کرو سب ے سجدہ کیا جز ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر سے کام لیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

*اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور مہاری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو اور وہاں پر جہاں سے چاہو کھاؤ جو تمھیں پسند آئے ،لیکن اس درخت کے نزدیک نہ جانا رنہ ستمگروں میں سے ہو جاؤ گے *شیطان نے انھیں فریب دینے کی کوشش کی اور انھیں جنت سے باہر کر دیا اور میں نے کہا تم سب کے سب نیچے اترو تم میں سے بعض بعض کا دشمن ہوگا اور تمہارے لئے زمین میں ایک

مدت تک کے لئے ٹھہر سکتے ہو اور اس سے بہرہ مند ہو سکتے ہو * پھر آدم نے اپنے خدا سے چند کلمات یا د کئے اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے ۔ *

۳۔ سورۂ آل عمران کی ۳۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (انَ اللهَ اِصطَفیٰ آدَمَ وَ نُوحاً وَآلَ اِبرَاهیمَ وَآلَ عِمرَان عَلیٰ العَالمین)خدا وند عالم نے آدم،نوح،خاندان ابراہیم،اور خاندان عمران کو سارے جہان پر انتخاب کیا ۔

سورۂ انعام کی ۸۹ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (اُولٰئکَ الَّذِین آتَینَا هُمُ الکِتَاب وَ الحُکمَ وَالنُّبوَّة...)وہ لوگ (انبیاء)وہی ہیں جنھیں ہم نے آسمانی کتاب، فرمانروائی اور نبوت عطا کی ہے...

کلمات کی تشریح

۱۔اجتباہ: اسے چنااور انتخاب کیا. مفردات راغب میں مذکور ہے کہ: اجتباہ اللہ العبد یعنی یہ کہ خدا نے بندہ کو الٰہی فیض سے مخصوص کیا وہ بھی اس طرح سے کہ انواع واقسام کی نعمتیں اُس کے اختیار میں دے دیتا ہے بغیر اس کے کہ بندہ نے اس سلسلے میں کوئی کوشش کی ہو.یہ فیض انبیاءاور ان کے ہم مرتبہ صدیقین اور شہداءسے مخصوص ہے۔

۲۔ تاب :اُس نے توبہ کی. بندہ کی توبہ اس کی ندامت اور پشیمانی کا پتہ دیتی ہے اس گناہ سے جو انجام دیا ہے لہٰذا اس گناہ کے ترک کرنے کا ارادہ کرنا اور جہاں تک ممکن ہو اس کی تلافی اور تدارک کرنا بندہ کی توبہ ہے۔ لیکن رب کی توبہ کے معنی اپنے بندے کی توبہ قبول کرنا ،اس کی خطاؤں سے درگذر کرنا ،اس کے ساتھ لطف واحسان کرنا اوراس کی بخشش کرنا ہے۔

۳۔خلیفۃ : فرشتوں کی آفرنیش سے متعلق ذکر شدہ بحثوں کے ذیل میں ہم کہیں گے:خلیفہ کی لفظ قرآن میں مفرد اور جمع دونوں صورتوں میں ذکر ہوئی ہے اور مفرد، جمع کی ضمیر کے ساتھ بھی استعمال ہوئی ہے لیکن جہاں پر مفرد ذکر ہوئی ہے اس سے مراد زمین پر اصفیاء

اللہ میں سے برگزیدہ شخص ہے اور جہاں جمع یا جمع کی ضمیر کے ساتھ استعمال ہوئی ہے وہاں اپنے سے پہلے والی قوموں کی جگہ پر زمین میں لوگوں کی جانشینی مراد ہے۔پہلی وجہ سے متعلق:

۱۔ خدا کا فرشتوں سے خطاب: (اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً) میں روئے زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا.

۲۔خدا کا داؤدؑ سے خطاب: (یَٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ) اے داؤد!ہم نے تمھیں زمین پر مقام خلافت عطا کیا.اگر پہلے مورد میں مراد یہ ہو کہ خدا نوع انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور جانشین بنائے گا ۔پھر داؤدؑ کے لئے مقام خلافت سے مخصوص ہونے کا شرف باقی نہیں رہ جاتا کیونکہ وہ بھی لوگوں میں سے ایک ہیں کہ خدا نے ان سب کو تا قیام قیامت زمین پر اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا ہے.اس بناء پر مجبوراً کہنا چاہئے: اپنے فرشتوں سے خدا کے خطاب(اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفہ)کا مطلب تنہا حضرت آدمؑ ہیں یا حضرت آدمؑ اور ان کی برگزیدہ اولاد جو لوگوں کے امام اور راہ راست کے پیشوا اور راہنما ہیں۔دوسری وجہ سے متعلق:۱۔جہاں سورۂ اعراف کی ۶۹ ویں آیت میں حضرت ہودؑ کی اپنی قوم سے گفتگو کی حکایت کرتے ہوئے بیان فرماتا ہے۔

(وَاذْکُرُوا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ)یاد رکھو خدا نے تمھیں قوم نوح کے جانشینوں میں قرار دیا ہے...۲۔ اس کے بعد، صالح کی گفتگو اپنی قوم سے متعلق اسی سورۂ کی ۷۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَاذْکُرُوا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ)یاد رکھو ہ تمھیں قوم عاد کے بعد جانشین بنایا. کیسے ممکن ہے خدا کے دشمن جیسے عاد و ثمود کی اقوام اور ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نافرمانی اور خدا سے دشمنی کے سبب، خدا نے انھیں ہلاک کیا اور انکو صفحہ ہستی سے مٹادیا ہے، روئے زمین پر خدا کے خلفاء اور جانشین ہوں ؟اس لحاظ سے جناب ہود علیہ اسلام کی اپنے قوم سے گفتگو کا مطلب جو انھوں نے کی ہے: (جَعَلَکُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ) یہ ہے کہ دا نے روئے زمین پر تم کو قوم نوح کا جانشین قرار دیا ہے اور حضرت صالح کی اپنی قوم سے گفتگو کہ جو انھوں نے کی ہے: (جَعَلَکُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ عَادٍ) یہ ہے کہ قوم عاد کے بعد تمھیں روئے زمین پر ان کا جانشین قرار دیا ہے۔تیسری وجہ جو جمع کی ضمیر کے ساتھ ذکر ہوئی ہے وہ

بھی اسی طرح سے ہے مثلاً سورۂ اعراف کی ۱۲۹ ویں آیت میں حضرت یونس،کے اپنی قوم سے خطاب میں اسی طرح ذکر ہوا ہے:(عَسَیٰ رَبُّكُمْ اَن یُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَیَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ)امید ہے کہ خدا وند عالم تمہارے دشمنوں کو زمین سے نابود کر دے اور تمھیں روئے زمین پر ان کا جانشین قرار دے۔ مراد یہ ہے کہ خدا وند عالم انھیں ان کے دشمنوں کی جگہ روئے زمین پر جانشین قرار دے گا۔

۴۔الاسماء: عربی لغت میں اسم کے دو معنی ہیں:۱۔ ایسا لفظ جو مسمیٰ پر دلالت کرتا ہے اور اسے دیگر تمام لوگوں سے ممتاز کرتا ہے مانند مکّہ جو کہ ایک شہر کا نام ہے جس میں کعبہ مشرفہ اور بیت اللہ الحرام پایا جاتا ہے اور اشخاص کے نام جیسے یوسف، فیصل، عباس وغیرہ۔ ۲۔ ایسا لفظ جو مسّمیٰ کی حقیقت یا اس کی صفت پر دلالت کرتا ہے جیسے اس آیہ شریفہ میں لفظ (اسم) (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَی) (اے ہمارے رسول!) اپنے خدا کے نام کی تسبیح کرو جو کہ تمام موجودات سے بلند و بالا ہے (سورۂ اعلی آیت ۱) کہ یہاں پر مراد اسم خدا کی تسبیح کرنا نہیں ہے بلکہ مراد رب کی صفت ہے یعنی اپنے بلند رتبہ رب کی ربوبیت کو پاک و منزہ قراردو ان چیزوں سے جو اس کی کبریائی کے لئے زیبا نہیں ہیں۔اور اسی طرح سے یہ آیہ شریفہ ہے کہ فرماتا ہے

(وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا) (آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی) اس سے یہاں پر یہ مراد نہیں ہے کہ خدا وند عالم نے اپنے خلیفہ آدم کو مراکز کے اسماء جیسے بغداد، تہران اور لندن یا آدمی کے بدن کے اعضاء جیسے آنکھ، سر اور گردن یا پھلوں کے نام جیسے انجیر، زیتون اور انار، یا پتھروں جیسے یاقوت، دُر، زبرجد، یا معادن جیسے سونا، چاندی، پیتل، لوہا، وغیرہ وغیرہ کہ آدمی نے ان چیزوں کے مختلف عنوان سے نام رکھے ہیں، تعلیم دی ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا نے اپنے خلیفہ کو اشیاء کے صفات اور ان کے حقائق سے آگاہ کیا ہے ہم نے خدا کی مرضی سے دوسری جلد میں ''(اسمائے حسنیٰ الٰہی'') کی بحث میں اسی سے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

۵۔نسبّح بحمدک :سبّح یعنی منزہ خیال کیا اور سبحان اللہ یعنی خدا پاک اور منزہ ہے۔٦۔نقدّس :قدّس اللہ تقدیساً ،یعنی خدا کی شائستہ ترین انداز سے تقدیس کی،اور اس کی حمد وثنا کی اور اسے عظیم اور با عظمت جانا اور اسے تمام ان چیزوں سے جو اس کی ذات اور مقام کے لئے مناسب اور شائستہ نہیں ہے اور مسند الوہیت کے لئے زیبا نہیں ہے،پاک و منزہ جانا۔

آیات کی تفسیر خدا وند عالم نے حضرت آدم علیہ اسلام کی توبہ قبول کی اور اُن کا انتخاب کیا اور اپنی وحی کے لئے چنا ٹھیک اسی طرح جس طرح دیگر پیغمبروں کو لوگوں کی ہدایت کے لئے چنا ہے۔ابن سعد کی طبقات اور احمد ابن حنبل کی مسند میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے اور ہم یہاں پر صرف ابن سعد کی طبقات سے عبارت نقل کرتے ہیں:لوگوں نے حضرت آدمؑ کے سلسلہ میں حضرت رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آیا ضرت آدمؑ نبی تھے یا فرشتہ؟تو رسول خدا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا :وہ نبی مکلَّم تھے یعنی ایسے شخص تھے جن سے خدا نے وحی کے ذریعہ گفتگو کی ہے۔ حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ آپ نے کہا میں نے رسول خدا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔سب سے پہلے نبی کون تھے ؟فرمایا :آدمؑ ۔میں نے سوال کیا : کیا آدمؑ نبی تھے؟جواب دیا : ہاں ،نبی مکلّم تھے۔میں نے پوچھا رسولوں کی تعداد کتنے افراد پر مشتمل تھی؟جواب دیا: ان کی مجموعی تعداد تین سو پندرہ (۳۱۵)افراد پر مشتمل[1] ہے۔منجملہ وہ امور جو ان کی شریعت میں ذکر ہوئے ہیں،حج،خانہ کعبہ کے ارد گرد طواف اور جمعہ کی نماز تھی۔

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:رسول خدا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور خدا کے نزدیک ان میں سب سے عظیم دن ہے،کیونکہ، خدا نے اُس دن حضرت آدم ۔کو پیدا کیا اور اسی دن آدم ں کو زمین پر بھیجا اور اسی دن

[1] طبقات ابن سعد ،طبع بیروت، سال : ۱۳۷۶، ج۱، ص ۳۲و ۳۴، طبع یورپ ، ص ۱۰ و۱۲ اور مسند احمد، ج ۵، ص ۱۷۸، ۱۷۹، ۲۶۵، ۲۶۶ اور تاریخ طبری طبع یورپ، ج۱، ص ۱۵۲ اور دوسری حدیثیں دوسرے مصادر میں مختلف الفاظ کے ساتھ.

دم ـ کو دنیا سے اٹھا یا[1] ـ حضرت آدمؑ ایسے پیغمبر تھے کہ خدا وند سبحا ن نے انھیں کتاب اور حکمت عطا کی تھی تاکہ اپنے زمانے ے لوگوں کو کہ ان کے زمانے میں ان کی بیوی اور بچے تھے ہدایت کریں ـ

وہ اولوالعزم پیغمبروں میں نہیں تھے یعنی شیر (بشارت ینے والے) اور نذیر (ڈرانے والے) نہیں تھے ـ پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ کو عراق کی ر زمین پر جہاں انھوں نے وفات پا ئی ہے دفن کیا گیا ہے ـ حضرت آدمؑ نے اپنی حیات میں اپنے فرزند (شیث) سے وصیت کی ور انھیں اپنی شریعت کی حفا ظت اور اس کی تبلیغ کی تاکید کی ,خدا کی توفیق سے انشاء اللہ آیندہ فصل میں اس موضوع کے حالات کی حقیق کریں گے[2] ـ حضرت آدم ـ کے بعد اوصیاء سیرت کی کتابوں میں: ـ مقدمہ ـ شیث ہبۃ اللہ ـ شیث کے فرزند انوش ـ انوش ے فرزند قینان ـ قینان کے فرزند مہلائیل ـ مہلائیل کے فرزند یرد ـ یرد کے فرزنداخنوخ(ادریس) ـ اخنوخ (ادریس) کے فرزند توشلخ ـ متوشلخ کے فرزند لمک مقدمہابن سعد کی طبقات اور تاریخ طبری اور دیگر مآخذ میں اختصار کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے فر مایا :حوا ے آدم علیہ اسلام کے بیٹے ہبۃ اللہ پیدا ہوئے جنھیں عبری زبان میں (شیث)کہا جا تا ہے اور حضرت آدم ـنے انھیں اپنا وصی رار دیا .شیث انوش نامی فرزند کے باپ ہوئے اور جب شیث بیمار ہوئے تو انوش کو اپنا وصی اور جا نشین بنایا اور دنیا سے رحلت ر گئے ـ انوش کے فرزند قینان اپنے باپ کے وصی ہوئے ـ قینان کے فرزند مہلائیل اپنے باپ کے وصی ہوئے ـ مہلائیل کے رزند ''یردیا الیارد'' ان کے وصی ہوئے ـ اخنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر ہیں یرد کے فرزند اور ان کے وصی ہیں ـ متوشلخ کے رزند لمک ان کے وصی ہوئے ـ یہ سارے مطا لب ابن سعد اور طبری کی اس روایت کا خلا صہ ہیں جو ابن عباس سے حضرت آدمؑ ے اوصیاء کے اخبار سے متعلق مروی

---

[1] طبقات ابن سعد ،طبع بیروت ، ج۱،ص ۳۰ ، طبع یورپ ، ج۱ ، ص ۸.

[2] مذکورہ اخبار کا پتہ لگا نے کے لئے ملاحظہ فرمائیں ابن سعد کی طبقات،طبع یورپ،ج۱،ص ۱۴-۱۷؛تاریخ طبری، طبع یورپ، ج۱، ص ۱۵۳، ۱۶۵، ۱۶۶؛ شیث سے جناب آدم ں کی وصیت کی خبر :

ہے۔ان کے اخبار کا فی بسط و تفصیل سے تاریخ یعقوبی متوفی ۲۸۴ھ اور مسعودی متوفی ۳۴۶ھ اور بط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ میں مذکور ہیں انشاء اللہ اس کی تفصیل بیان کی جائے گی[1] ۔

کہ اخنوخ وہی ادریس پیغمبر ہیں.شیث ہبۃ اللہ سیرت کی کتابوں شیث ۔ کی ولادت۔ حضرت شیث ۔سے حضرت آدم ۔کی صیت۔ ن کا حکم اور نہ خدا کا حج۔ ان کا اپنے فرزند انوش ۔سے وصیت کرنا حضرت شیث[ع]کی ولا دتمسعودی نے مروج الذھب میں تحریر فرمایا ہے:جب جناب حوّا کے بطن میں شیث قرار پائے تو ان کی پیشا نی سے نور چمکنے لگا.اور جب شیث پیدا ہوگئے تو وہ نور شیث میں منتقل ہو گیا اور جب شیث بالغ ہوئے اور ایک کا مل اور پختہ وان ہوگئے تو حضرت آدمؑ نے انھیں اپنا جا نشین قرار دیا اور اپنی وصیت ان کے درمیان رکھی اور انھیں آگاہ کیا کہ وہ آدمؑ کے عد دا کی حجت اور روئے زمین پر خدا کے خلیفہ ہیں.انھیں چاہئے کہ اپنے جانشینوں تک حق کو پہنچا ئیں اور وہ دوسرے وہ شخص ہیں کہ اتم الانبیاءؑ کا نور جن میں منتقل ہوا ہے[2]۔حضرت آدم ۔کی وصیت حضرت شیث ں سےاخبار الزمان میں مذکور ہے:جب دا ند عالم نے حضرت آدمؑ کی موت کا ارادہ کیا تو انھیں حکم دیا کہ اپنی وصیت اپنے فرزند شیث کے حوالے کر دیں اور تمام وہ علوم و انش جو انھیں تعلیم دیئے گئے تھے انھیں تعلیم دے دیں،تو آدمؑ نے ایسا ہی کیا[3]۔تا ریخ یعقوبی میں مذکور ہے:جب حضرت دمؑ ی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت شیثؑ اپنے فرزند اور پوتوں کے ہمراہ ان کی خدمت میں پہو نچے حضرت آدمؑ نے اُن پر رود بھیجا اور ان کے لئے خدا وند عالم سے برکت کی درخواست کی،ھر اُس کے بعد اپنی وصیت شیث کے حوالے کی اور انھیں کم دیا کہ ان کے جسد کی حفاظت کریں

[1] تاریخ ابن اثیر میں، ج، ۱،ص ۱۹۔۲۰ اور ج۱، ص ۴۰۔ ۴۸ اور تاریخ ابن کیثر، ج۱، ص ۹۸؛ تاریخ یعقوبی، ج۱، ص ۱۱ ، اُس میں ذکر کیا گیا ہے

[2] مسعودی کی مروج الذھب کی ج۱،ص ۴۷،۴۸ میں شیث کے الا ت زندگی کا خلاصہ.

[3] مسعودی کی اخبار الزمان کا خلا صہ،طبع دار الاندلس بیروت ۱۹۷۸ ء، سبط ابن جوزی نے بھی بعض اخبار صیت کوشیث کے حالات زندگی کے ضمن میں مرآۃ الزمان نامی کتاب،طبع دار الشروق بیروت ۱۴۰۵ ھ ص ۲۲۳ پر ذکر کیا ہے

اور ان کے مرنے کے بعد غار نج میں رکھدیں اور پھر اس کے بعد اپنی رحلت کے وقت اپنے فرزند او رپوتوں کو یکے بعد دیگرے وصیت کریں اور موت کے وقت ہر شخص دوسرے کو اپنا وصی و جانشین بنائے؛ اور جب اپنی سرزمین سے نیچے آجائیں تو ان کے جسد کو لے کر زمین کے وسط (درمیان) میں رکھ دیں. پھر شیث کو حکم دیا کہ ان کے بعد ان کے فرزندوں میں ان کا قائم مقام رہتے ہوئے، انھیں تقوای الٰہی اور اس کی عبادت وپرستش کا حکم دیں اور انھیں قابیلیوں کے ساتھ مخلوط ہونے سے روکیں، پھر اس کے بعد حضرت آدمؑ نے ان تمام پر درود بھیجا اور آپ کی آنکھ بند ہوگئی اور جمعہ کے دن دنیا سے رحلت کر گئے[1]۔

ان کا فیصلہ اور خانۂ خدا کا حج الف۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

شیثؑ اپنے باپ حضرت آدمؑ کی موت کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور لوگوں کو تقوائے الٰہی اور نیک کاموں کا حکم دیا[2]۔ اخبار الزمان میں ذکر ہے کہ: خدا وند عالم نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں اور حج وعمرہ بجالائیں شیثؑ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے عمرہ کیا ہے[3]۔ ب۔ مرآۃ الزمان کتاب میں مذکور ہے: جب حضرت آدمؑ دنیا سے رخصت ہوگئے، شیثؑ مکہ تشریف لائے اور حج و عمرہ انجام دیا اور خانہ کعبہ کی فرسودگی اور پرانے ہونے کے بعد اس کی نئے سرے سے تعمیر کی اور اسے پتھر اور مٹی سے تعمیر کر کے زمین کی آبادی و عمران کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باپ کے مانند مفسدوں پر حدود الٰہی کا اجراء کیا[4] ۔ج۔ مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے: جب حضرت آدمؑ نے شیثؑ سے وصیت کی تو شیث نے اس کے مضمون کو ذہن میں رکھ لیا اور لوگوں کے درمیان حکومت اور فرمانروائی کرنے لگے اور باپ کے قوانین کا اجراء کیا پھر اس کے بعد ان کی بیوی حاملہ ہوئیں اور انوش کو جنم دیا یہی وقت تھا کہ شیث کی پیشانی میں موجود درخشاں نور انوش میں منتقل ہوگیا. یہ انتقال ان کی ولادت کے وقت عمل میں آیا. جب انوش بالغ ہوئے اور کمال کی منزل کو پہونچے تو شیث نے حضرت آدم ں کی امانت ان کے حوالے کی اور انھیں

---

[1] تاریخ یعقوبی، طبع بیروت، ج١،ص٧.
[2] تاریخ یعقوبی،ج١، ص ٨.
[3] اخبار الزمان ،ص٧۶.
[4] مرآۃ الزمان، ص ٢٢٣.

اس وصیت کی کرامت، عظمت، شرافت اور مرتبہ سے آگا ہ کیا اور انھیں وصیت کی کہ(وہ بھی) اپنے فرزند کو اس شرف وکرامت کی حقیقت سے آگا ہ کریں اور وہ اپنے فر زندوں کو بھی اس امر سے آگاہ کریں اور اس وصیت کے امر کو جب تک نسلوں کا سلسلہ قائم ہے یکے بعد دیگرے آپس میں منتقل کرتے رہیں[۱]۔

وصیت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور ایک صدی سے دوسری صدی تک منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ خداوند عالم نے نور تاباں کو جناب عبد المطلب اور اُن سے اُن کے فرزند عبد اللہ رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے والد تک پہنچا یا اور ہم انشاء اللہ ان میں سے بعض اخبار کو اجداد پیغمبر کے اخبار کے ضمن میں ذکر کریں گے ۔ شیث کی اپنے فرزند انوش سے وصیتاریخ یعقوبی میں مذ کور ہے: جب شیث کی موت کا زمانہ آیا تو ان کے رزندوں ور پوتوں نے کہ جن میں انوش، قینان، مہلائیل، یرد، اخنوخ اور ان کی عورتیں اور بچے شامل تھے، ان کے بستر کے پاس سب جمع ہوگئے شیث نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور تمام چیزوں سے پہلے اس بات کی وصیت کی کہ قابیل ملعون کی اولاد کے قریب نہ جائیں اور ان سے رفت وآمد نہ رکھیں، پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ حضرت آدم کے جسد کو اسی طرح محفوظ رکھیں،اور یہ کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں اور اپنی قوم کو بھی تقوائے الٰہی اور نیکی کا حکم دیں؛

پھر اس کے بعد آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے[۲]۔ حضرت شیث ۔ کے فرزند انوش انوش [ع]کی لادت اور ان سے شیث ۔کی وصیتاور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نور کا ان میں منتقل ہونا۔ ۔ انوش [ع]سب سے پہلے شخص نھوں نے درخت لگا یا اور زراعت کی۔ ۔ انوش [ع]کی اپنے فرزند قینان سے وصیت اور حضرت آدم [ع]کے صحیفوں کی انھیں علیم ۔ انوش

[۱] مروج الذهب، مسعودی،۱۔۴۸.
[۲] تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۸۔۹.

[ع]کی وفاتانوش کی ولادت اور ان سے شیث کی وصیت اور خاتم الانبیاء کے نور کا ان میں منتقل ہونا ۔ مرآۃ الزمان یں مذکور ہے:انوش حضرت آدم کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے.

جب حضرت شیث نے اپنی موت کو قریب پایا تو اپنے فرزند نوش کو اپنا وصی قرار دیااور انھیں اس نور سے جو ولادت کے وقت اُن میں منتقل ہوا تھا (یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا نور کہ ان کی سل سے دنیا میں آئیں گے) آگاہ کیااور انھیں حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اس افتخار و شرف سے کہ ایک بزرگ سے دوسرے بزرگ اور ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہو گا آگاہ کریں۔

انوش نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے فرامین کی انجام دہی میں س بہترین طریقہ اپنایا اور رعایا کے امور کی تدبیر اور قوانین الٰہی کے اجراء کے لئے اپنے باپ کے زمانے کی طرح قیام کیا وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے خرمے کا درخت لگایا اور زمین میں دانہ ڈالا[1]۔ سب سے پہلا شخص جس نے درخت لگایا اور کھیتی کیمروج الذھب میں مذکور ہے:

انوش نے زمین کو آباد کرنے ور اُسے قابل زارعت بنانے کے لئے اقدام کیا،اس کے بعدان کے فرزند قینان پیدا ہوئے،تابندہ نور قینان کی پیشانی پر درخشندہ ہوا،انوش نے اس نور کے بارے میں قینان سے عہد وپیمان لیا [2] (یعنی ان سے عہد وپیمان لیا کہ پیغمبر ختمی مرتبت صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے حاملین کو جو کہ انھیں کے فرزندوں میں سے ہوں گے اس نور کے وجود اور اس کی برکت سے آگاہ کریں گے۔نوش کی اپنے فرزند قینان کو وصیت اور انھیں حضرت آدم ۔کے صحیفوں کی تعلیم دیناا خبار الزمان میں مذکور ہے:انوش حضرت یث کے فرزند تھے جو کہ ان کے سب سے پہلے فرزند شمار کئے جاتے ہیں اور اپنے باپ کے وصی تھے.انوش نے بھی اپنی حلت کے وقت اپنے بیٹے قینان کو اپنا وصی بنایا اور (حضرت آدمؑ کے) صحیفوں کی تعلیم دی [3]۔تاریخ

[1] مرآة الزمان، ص ٢٢٣.
[2] مروج الذهب، مسعودی،ج١،ص۴٩.
[3] اخبار الزمان ص٢٢٣. ٢٢۴ .

یعقوبی میں مذکور ہے: شیثؑ کے فرزند انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت کی حفاظت اور نگہداشت کی. اور نھوں نے باحسن الوجوہ خدا کی بندگی اور عبادت کی اور اپنی قوم کو بھی حکم دیا کہ خدا کی احسن طریقہ سے عبادت وپرستش کریں[۱]۔

انوش کی وفات تاریخ طبری میں مذکور ہے: انوشؑ اپنے باپ کے بعد ملکی نظام کو چلانے اور رعایا کے نظم و تدبیر میں مشغول ہوگئے[۲] جب رحلت کا وقت قریب آیا تو اپنے فرزندوں اور فرزندوں کے فرزندوں (پوتوں) مہلائیل، یرد، اخنوخ (ادریس) متوشلح اور ان کی عورتوں اور ان کے فرزندوں کو بلایا. اور جب سب حاضر ہوگئے تو سب پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی درخواست کی؛ اور اس بات سے منع فرمایا کہ ان کے فرزندوں میں سے کوئی بھی قابیل ملعون کی اولاد سے معاشرت اور رفت وآمد کرے، پھر اس وقت قینان کو اپنا وصی نامزد کیا اور انھیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی اور سب کو حکم دیا کہ ان کی خدمت میں خدا کی نماز پڑھیں اور اس کی بکثرت تقدیس کریں. پھر اس وقت آنکھ بند ہوگئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے[۳]۔

انوش ع کے فرزند قینان

قینان کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں خاتم الانبیاءؐ کے نور کا درخشاں ہونا ۔ انوش نے قینان کو حضرت آدم ل کے صحیفوں کی تعلیم دیتے ہوئے حکم دیا کہ نماز قائم کریں اور تمام احکام کا اجراء کریں۔ قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

حضرت قینان ل کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں حضرت خاتم الانبیاء کے نور کا درخشاں ہونا.

[۱] تاریخ یعقوبی ، طبع بیروت، ج ۱ ،ص۸.
[۲] تاریخ طبری ، طبع یورپ،ج ۱ ،ص ۱۶۵
[۳] اریخ یعقوبی ،ج ۱ ، ص۸-۹ .

الف۔ مروج الذھب میں ذکر کیا گیا ہے:انوش کے فرزند قینان پیدا ہوئے جب کہ وہ نورِمعہود (خاتم الانبیاءؐ کا نور)ان کی پیشانی میں ضوبار تھاانوش نے قینان کے پیدا ہو جانے کے بعد ان کی جانشینی اور وصایت کے بارے میں دوسروں سے عہد وپیمان لیا[1]۔

ب۔مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:جب حضرت انوش کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزند قینان سے وصیت کی اور وہ معہود نور قینان میں منتقل ہو گیا۔انوش نے قینان کو اس راز کی حقیقت سے جو انھیں سپرد کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انوش کے انتقال کے بعد قینان نے باپ کی روش اپنائی[2]۔مؤلف فرماتے ہیں: سر سے مراد،وہی حضرت خاتم الانبیاءؐ کا نور ہے کہ جو پے در پے ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہااور ہم انشاء اللہ اس عہد کے معنی کی خدا کی مرضی سے انھیں مطالب کے ذیل میں تحقیق کریں گے.انوش نے صحیفوں کی قینان کو تعلیم دی اور انھیں نماز قائم کرنے اور دیگر احکام کا حکم دیا .

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:انوش نے اپنے فرزند قینان کو اپنا وصی مقرر کیا .وہ اس سے پہلے حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم انھیں دے چکے تھے اور زمین کے ٹکروں اور اس بات کو کہ کون کون سی چیز ان کے اندر ہے ان کے لئے بیان کیا۔ انھوں نے قینان کو حکم دیا کہ نماز قائم کریں زکاۃ دیں،حج بجا لائیں اور قابیل کی اولاد سے جنگ کریں قینان نے حکم کی تعمیل کی اور باپ کے دستورات کا اجراء کیا[3]۔

قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیتتاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: قینان ایک خلیق،ملنسار اہل تقویٰ اور پرہیزگار انسان تھے اپنے باپ کے بعد وظائف کے انجام دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی بنحو

[1] مروج الذ ھب، ج ۱، ص ۴۹
[2] مرآۃ الز مان، ص ۲۲۴.
[3] اخبار الزمان،ص۷۷

احسن عبادت کرنے اور حضرت آدمؑ اور حضرت شیثؑ کی وصیتوں کی پیروی کا حکم دیا.اور جب قینان کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند ''پوتے''یعنی مہلائیل، یرد، متوشلخ،لمک ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پاس جمع ہوگئے. قینان نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی پھر اس وقت مہلائیل سے وصیت کی اور انھیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت اور نگہداشت کا حکم دیا[1]۔

قینان کے فرزند مہلائیل

۔مہلائیل اپنی قوم کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیتے ہیں.۔ مہلائیل وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے درخت کاٹا، شہروں اور مساجد کی بنا ڈالی اور معدنیات کے نکالنے میں مشغول ہوئے.۔ مہلائیل اپنے فرزند یرد کو وصیت کرتے ہیں اور حضرت آدم کے صحیفوں کی انھیں تعلیم دیتے ہیں.۔ مہلائیل اپنی قوم کو اپنے فرزند یرد کے اندر حضرت خاتم الانبیاءؐ کے نور کے منتقل ہونے کی خبر دیتے ہیں. تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:قینان کے بعد ان کے وصی مہلائیل اپنی قوم کے درمیان آئے اور انھیں خداوند عالم کی اطاعت اور اپنے باپ کی وصیت کا اتباع کرنے کا حکم دیا۔

جب مہلائیل کی موت کا زمانہ قریب آیا، تو انھوں نے اپنے فرزند (یرد) کو اپنا وصی اعلان کیا اور حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی پھر وہ دنیا سے رخصت ہوگئے[2]۔ مرآة الزمان میں مذکور ہے:قینان نے موت کے وقت اپنے فرزند مہلائیل کو اپنا وصی قرار دیا اور انھیں اُس نور کے بارے میں جو ان تک منتقل ہوا ہے آگاہ کیا. مہلائیل نے بھی باپ کی سیرت کو لوگوں کے ساتھ قائم رکھا[3]۔ مہلائیل وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے گھر بنایا، مسجدیں قائم کیں اور معدن (کان) کا استخراج کیا :تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ: حضرت مہلائیلؑ وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے درخت کاٹ کر (اس کی لکڑی سے فائدہ اٹھایا اور) گھر بنایا اور

---

[1] تاریخ یعقوبی ۔ج۱،ص ۹.
[2] تاریخ یعقوبی ،ج۱،ص۱۰
[3] مرآة الزمان،ص ۲۲۴

معدن کے استخراج میں مشغول ہوئے. اور اپنے زمانے کے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عبادت کے لئے کسی مخصوص جگہ کا انتظام کریں ،وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے روئے زمین پر شہروں کی بنیاد ڈالی؛ انھوں نے دو شہروں کی بنیا د ڈالی ہے ایک کوفہ کے اطراف میں بابل اور دوسرا شوش نامی شہر ہے[1]۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں مذکور ہے کہ: مہلائیل وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے لوہے کا استخراج کیا اور اس سے صنعت کے آلات بنائے انھوں نے لوگوں کو زراعت اور کسانی کی تشویق دلائی اور حکم دیا کہ درندہ جانوروں کو مار کر اور ان کی کھال سے جسم چھپائیں. گائے، بھیڑ اور دیگر جنگلی حیوانات کا سر کاٹ کر ان کے گوشت سے استفادہ کریں یعنی کھائیں[2]۔

مہلائیل ۔ کی اپنے فرزند یرد ں سے وصیتاخبار الزمان میں مذکور ہے کہ :مہلائیل نے اپنے فرزند یوارد (یرد) کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم دی اور زمین کے حصّوں اور اس بات کی کہ دنیا میں کیا ہوگا انھیں تعلیم دی؛ اور کتاب سر ملکوت کہ جسے مہلائیل فرشتے نے حضرت آدمؑ کو تعلیم دی تھی اور جسے اوصیاء مہر شدہ اور لفافہ بند میراث پاتے تھے ان کے حوالے کیا ۔

مہلائیل کے فرزند یوارد ں ۔ یوارد کا پیدا ہونا اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کے نور کا ان میں منتقل ہونا.۔ ان کے باپ مہلائیل کی ان سے وصیت.۔ یوارد ں کی اپنے فرزند اخنوخ ں (ادریس پیغمبر)سے وصیت یرد کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور ان میں نور کا منتقل ہونا مروج الذھب میں مذکور ہے:یوارد[3]،(ا) مہلائیل کے فرزند دنیا میں تشریف لائے اور وہ نور جو (ایک وصی سے دوسرے وصی تک)بعنوان ارث پہنچتا رہا ان تک منتقل ہوا ، عہد وپیمان ہوا اور حق اپنی جگہ ثابت اور برقرار ہوگیا[4]۔ مہلائیل کی اپنے فرزند

---

[1] تاریخ طبری۔ج۱،ص ۱۶۸

[2] الکامل فی التاریخ،۱،ص ۲۲.

[3] عربی توریت کے نسخوں میں یرد کو " یوارد " لکھا گیا ہے اور مرآۃ الزمان کے ص ۲۲۴ میں "یرد" کو توریت میں موجود یوارد کی تقریب کے عنوان سے استعمال کیا گیا ہے.تاریخ یعقوبی کی پہلی جلد کے دسویں(۱۰) صفحہ میں یوارد کو مخفف کر کے یرد لکھا گیا ہے.مروج الذھب،ج۱، ص ۵۰ پر "لور " کو تحریف کر کے استعمال کیا گیا ہے لیکن اخبار الزمان ص ۷۷ اور تاریخ ابن اثیر،ج۱،ص ۲۲ اور طبری ،ج ۱،ص ۱۶۸ پر یوارد ہی مرقوم ہے.

[4] مروج الذھب ،مسعودی ،ج۱،ص۵۰.

یرد سے وصیت کتاب مرآۃ الزمان میں مذکور ہے: مہلائیل نے اپنے فرزند یرد سے وصیت کی اور انھیں سرّ مکنون (پوشیدہ راز) اور حضرت خاتم محمد مصطفےٰ صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نور کے انتقال کے بارے میں خبر دی. یرد نے صالحین اور نیک افراد کی سیرت اپنائی ۔تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے :مہلائیل کے بعد یرد ان کے جانشین ہوئے.وہ ایک با ایمان اور خدا وند عزّوجل کے کامل عبادت گذار انسان تھے اور شب وروز میں بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے ۔یرد کا زمانہ تھا کہ شیثؑ کے فرزندوں نے کئے ہوئے عہدوپیمان کو توڑڈالا (اور شیثؑ اور دیگر افراد کی وصیت کے بر خلاف،کوہ رحمت سے) نیچے آکر قابیلیوں کی سرزمین پر قدم رکھ دیا اور ان کے ساتھ گناہوں میں شریک ہوگئے[1]۔

یرد ں کی اپنے فرزند ادریس سے وصیت جب یردؑ کی موت کا زمانہ قریب آیاتوان کی اولاد اور اولاد کی اولاد یعنی اخنوخ،متوشلح، نوح اور لمک ان کے پاس جمع ہوگئے یرد نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی اس گھڑی اپنے فرزند اخنوخ (ادریس) کو حکم دیا کہ ہمیشہ غار گنج میں(کہ جس میں حضرت آدم کا جسد ہے) نماز پڑھیں، پھر آنکھ بند ہوئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے ۔

خدا کے پیغمبر ادریس (اخنوخ)

۔قرآن کریم میں ادریس کا نام .۔ ادریس ں سیرت کی کتابوں میں. ۔ آسمانی صحیفوں کا ادریس پر نازل ہونا.۔ خدا وند عالم نے ادریس کو مہینوں اور ستاروں کے اسماء تعلیم دئیے .۔ ادریس وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سوئی اور دھاگہ کا استعمال کیا اور کپڑا سلا .۔ حضرت ادریس کے عہد میں شیث اور قابیل کے فرزندوں کے درمیان اختلاط ۔ ادریس کی اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت.

[1] تاریخ یعقوبی،ج ۱، ص ۱۱ ، اخبار الزمان ،ص۷۷.

ا۔قرآن کریم میں ادریس کا نام خدا وند عالم سورۂ مریم میں ارشاد فرماتا ہے:(وَاذْکُرْ فِیْ الْکِتَابِ اِدْرِیْسَ اِنَّہ کَانَ صِدِّیقاًنَبِیّاً *وَرَفَعْنَاہُ مَکَاناًعلیاً)اس کتاب میں ادریس کو یاد کروکہ وہ صدیق پیغمبر تھے.اور ہم نے ان کو بلند مقام عطا کیا ہے[1]۔

کلمات کی تشریح

الف۔ صدّیق :اللہ اور اس کے پیغمبر وں کے تمام اوامر کی تصدیق کر نے والا،جیسا کہ سورۂحدید میں فر ماتا ہے۔ (وَالَّذِین آمَنُوا بِا للّٰہِ وَرُسلہ اُولٰئکَ ھُمُ الصّدّ یقون[2]...) جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں وہ لوگ صدیق ہیں۔ ایسی چیز کا امکان نہیں ہے مگر جب امر الٰہی کے قبول کرنے اور خواہشات نفسانی کے ترک کرنے میں انسان کا قول و فعل ایک ہو. اس لحاظ سے صدیقین کا مرتبہ انبیاء کے بعد ہے اور ہر نبی صدیق ہے لیکن بعض صدیقین انبیاء میں سے نہیں ہیں۔

ب۔ علیاً : علیاً یہاں پر بلند و بالا مکان کے معنی میں ہے اور توریت میں مذکورہے کہ اخنوخ خدا کے ہمراہ گئے لیکن دکھائی نہیں دیئے کیونکہ خدا نے ان کو اٹھا لیا تھا ۔

۲۔ادریس سیرت کی کتابوں میں :

ادریسؑ کا عرصۂوجود پر قدم رکھنا اور خاتم الانبیاءکا نور ان میں منتقل ہونا تاریخ طبری میں مذکو ر ہے۔ حضرت ادریسؑ کے والد یرد اور ان کی ماں برکنا تھیں وہ اُس وقت پیدا ہوئے جب حضرت آدمؑ کی عمر کے ۶۲۲ سال گذر چکے تھے.وہ اس اعتبار سے ادریس کہلائے کہ انھوں نے آدمؑ اور شیثؑ کے صحیفوں کا کافی مطالعہ کیا کرتے تھے ۔حضرت آدمؑ کے بعد سب سے پہلے پیغمبر حضرت ادریسؑ ہیں.وہ نور محمدی کے حامل تھے اور یہ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے لباس سل کر زیب تن کیا تھا ۔حدیث

---
[1] سورۂ مریم: آیت: ۵۶،۵۷.۲
[2] سورۂ حدید: آیت: ۱۹.

میں مذکور ہے کہ انبیاء حضرات کا رزق یا کاشت کاری کے ذریعہ حاصل ہوتا تھا یا جانوروں کی رکھوالی کے ذریعہ سوائے ادریس پیغمبر کے کہ وہ خیاط یعنی درزی تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کوفہ میں مسجد سہلہ حضرت ادریسؑ کا گھر تھا جہاں آپؑ سلائی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔ جب ادریسؑ ۶۵ ، سال کے ہوئے تو (ادانہ) نامی ایک عورت سے شادی کی اور اس سے متوشلح اور دیگر بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں پھر اس وقت شیث کی اولاد سے خدا کی عبادت کی درخواست کی اور یہ خواہش کی کہ شیطان کی پیروی نہ کریں. اور قابیلیوں سے برے اعمال، زشت افعال اور گمراہی میں اختلاط نہ کریں، لیکن انھوں نے ان کی بات نہیں مانی اور ان میں سے بعض گروہ قابیلیوں سے مخلوط ہوگئے، محرمات اور گناہوں کا ارتکاب انکے درمیان حد سے زیادہ ہوگیا. جس قدر حضرت ادریسؑ انھیں خیر کی طرف راہنمائی کرتے اور گناہوں سے روکتے وہ اتنا ہی سرپیچی کرتے اور برے کاموں سے دست بردار نہیں ہوتے تھے. لہٰذا انھوں نے راہ خدا میں ان سے جنگ کی، کچھ کو قتل کیا اور قابیلیوں کی اولاد کے کچھ گروہ کو اسیر کر کے غلام بنالیا یہ تمام واقعات حضرت آدمؑ کی زندگی میں رونما ہو چکے تھے.

جب حضرت ادریس، ۳۰۸ سال کے سن کو پہنچے تو حضرت آدم، دنیا سے رحلت کر گئے. ادریسؑ نے ۳۶۵ ، سال کی عمر میں فرمان خداوندی کے مطابق اپنے فرزند متوشلح کو اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور ان کو اور ان کے اہل وعیال کو یاد دہانی کرائی کہ خداوندعالم قابیل کی اولاد اور جو ان کے ساتھ معاشرت رکھے گا اور ان کی طرف مائل ہوگا ان کو عذاب کرے گا ،لہٰذا اس اعتبار سے انھیں ان کی معاشرت اور اختلاط سے منع کیا[1]۔

[1] تاریخ طبری، ج۱، ص۱۱۵، ۱۱۷

اسی ہنگام میں ان کے وصی (متوشلح) کا سن جو کہ نور محمدی کے حامل تھے، ۳۰۰ سال ہو چکا تھا اور ان کے آباء و اجداد یرد سے لے کر شیث تک سب کے سب زندہ و حیات تھے[1]۔

حضرت ادریس پر آسمانی صحیفوں کا نزول اور ان کا سلائی کرنا

مروج الذھب میں مذکور ہے: یرد کے بعد آپ کے فرزند اخنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر ہیں باپ کے جانشین ہوئے. صابئین[2] کا خیال یہ ہے کہ ادریس وہی ہرمس ہیں اور وہی ہیں جن کے بارے میں خدا وند عزو جل نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ انھیں بلند جگہ تک لے گیا ، ادریس وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے خیاطی کی اور سلنے کے لئے سوئی کا استعمال کیا. ادریس پیغمبرؑ پر ۳۰ صحیفے نازل ہوئے اور ان سے قبل حضرت آدمؑ پر ۲۱ صحیفے اور شیثؑ پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے ہیں کہ اس میں تسبیح و تہلیل کا تذکرہ ہے[3]۔ خدا وند عالم نے حضرت ادریسؑ کو برجوں اور ستاروں کے اسماء کی تعلیم دیا ادریس پیغمبرؑ حضرت آدمؑ کے زمانے میں پیدا ہوئے وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے قابیل کی اولاد اور پوتوں کو اسیر کیا اور ان میں سے بعض کو غلام بنایا .آپ علم نجوم، آسمان کی کیفیت، بارہ برجوں اور کواکب و سیارات کے بارے میں کافی اطلاع رکھتے تھے. خداوند عالم نے انھیں ان تمام چیزوں کی شناخت کے بارے میں الہام فرمایا تھا[4]۔

ادریسؑ کے زمانے میں شیث اور قابیل کے پوتوں کے درمیان اختلاط

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: یرد کے بعد ان کے فرزند اخنوخ اپنے باپ کے جانشین ہوئے اور خدا وند سبحان کی عبادت میں مشغول ہوگئے اخنوخ کے زمانے میں حضرت شیثؑ کی اولاد اور اولاد کی اولاد ان کی عورتیں اور ان کے بچے (کوہ رحمت سے) نیچے آ

[1] تاریخ طبری ج۱ ، صفحہ ۱۱۷ اور ۱۱۸ ملاحظہ ہو
[2] فرہنگ فارسی معین،ج۵،ص ۹۶۳ ملاحظہ ہو
[3] مروج الذھب، مسعودی، ج۱،ص۵۰
[4] مرآة الزمان ـص ۲۲۹.

گئے اور قابیلیوں کے پاس چلے گئے اور ان سے خلط ملط ہوگئے. شیث کے پوتوں کا یہ کارنامہ حضرت اخنوخ کو گراں گذرا،لہذا اپنے فرزند متوشلح اور پوتے لمک اور نوح کو بلا یا اور ان سے کہا ''ٗ:میں جا نتا ہوں کہ خدا وند عالم اس امت کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا اور ان پر رحم نہیں کرے گا .''

اخنوخ وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قلم ہا تھ میں لیا اور تحریر لکھی. انھوں نے اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ خدا کی خا لصا نہ انداز میں عبادت کریں اور صدق ویقین کا استعمال کریں۔ پھر اُس وقت خدا نے حضرت ادریس کو زمین سے آسمان پر اٹھا لیا[1]۔ جو کچھ ذکر ہوا اس کی بناء پر حضرت ادریس صدیق اور نبی تھے ، خدا نے انھیں کتاب و حکمت عنایت کی تھی اور انھوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کو اللہ کی شریعت کی طرف راہنمائی کی تھی پھر خدا نے انھیں بلند مقام عطا کیا ان تمام چیزوں اور خوبیوں کے باوجود وہ اپنی قوم کی پیغمبری کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث نہیں ہوئے اور خدا کی طرف سے کسی آیت اور معجزہ کے ذریعہ ان کے ڈرانے والے اور منذ ر نہیں تھے.طبقات ابن سعد میں اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: حضرت آدمؑ کے بعد سب سے پہلے نبی حضرت ادریسؑ تھے کہ وہی اخنوخ یرد کے فرزند ہیں...اخنوخ کے فرزند کا نام متوشلح تھا جو کہ اپنے باپ کے وصی تھے،ان کے علاوہ دیگر اولاد بھی تھی. متوشلح کے فرزند لمک ہیں جو اپنے باپ کے وصی تھے اور ان کے علاوہ بھی دیگر اولاد تھی. لمک کے فرزند حضرت نوحؑ تھے[2].

---

[1] تاریخ یعقوبی ،ج۱،ص۱۱،طبع بیروت دار صادر؛تاریخ طبری.ج۱،ص ۱۷۳، ۳۵۰ طبع یورپ؛ طبقات ابن سعد،طبع بیروت، ج۱ ،ص ۳۹ ، طبع یورپ، ج۱ ،ص ۱۶ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں؛ اخبار الزمان،ص،۷۷ ؛مروج الذھب،ج۱،ص۵۰، مرآۃ الزمان،ص ۲۲۹ ؛ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر تاریخ یعقوبی اور مرآۃ الزمان میں آئی ہے

[2] طبقات ابن سعد،طبع بیروت، ج۱ ،ص ۳۹ ، طبع یورپ، ج۱ ،ص ۱۶ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں.

یوارد کی وصیت اپنے فرزند اخنوخ سے

کتاب اخبار الزمان میں مذکور ہے :یوارد نے اخنوخ کو وصیت کی اور ان تمام علوم کی انھیں تعلیم دی جو خود جانتے تھے اور مصحف سرّ انکے سپرد کیا. اخنوخ یا ادریس پیغمبر کے فرزند متوشلح ۔ادریس نے اپنے فرزند متوشلح ل کو وصیت کی اور انھیں حضرت خاتم الانبیاء صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے جو ان میں منتقل ہوا تھا آپ نے آگاہ کیا۔ شہروں کا ان کے ذریعہ آباد ہونا. سب سے پہلے انسان جو سواری پر سوار ہوئے.

حضرت ادریس کا اپنے فرزند سے وصیت

کرنا اور خاتم الانبیاء کا نور اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:ادریس نے اپنے فرزند متوشلح کو وصیت کی کیونکہ خداوند سبحان نے انھیں وحی کی تھی کہ اپنے فرزند متوشلح کو وصیت کرو کہ میں بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا جس کے افعال میری رضایت اور تائید کے حامل ہیں[1]۔ مرآۃ الزّمان نامی کتاب میں مذکور ہے:ادریس نے اپنے فرزند متوشلح سے وصیت کی اور چونکہ ان کے ساتھ عہد وپیمان کیا لہٰذا وہ نور جو ان کی طرف منتقل ہوا تھا (حضرت ختمی مرتبتؐ کا نور) اُس سے آگاہ کیا.متوشلح وہ پہلے آدمی ہیں جو اونٹ پر سوار ہوئے[2] ۔ مروج الذهب نامی کتاب میں مذکور ہے:متوشلح اخنوخ کے فرزند اپنے باپ کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور شہروں کے بسانے میں مشغول ہوگئے اور ان کی پیشانی میں ایک تابندہ نور درخشاں تھا[3] اور وہ حضرت ختمی مرتبت کا نور تھا[4]۔ تاریخ طبری میں مذکور ہے:اخنوخ نے اس (متوشلح) کو فرمان خداوندی کے مطابق اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور دنیا سے رحلت کرنے سے قبل ان سے اور ان کے اہل وعیال سے لازم وصیت فرمائی اور انھیں آگاہ کیا کہ

---

[1] اخبار الزمان، ص، ٧٩

[2] مرآۃ الزمان ص ٢٢٩، میں انهیں '' متوشلح '' یا '' متو شلخ '' کہا گیا ہے

[3] اخبار الزمان،ص ٧٩ ؛مرآۃ الزمان،ص ٢٢٩ میں کہا گیا ہے کہ وہ '' متوشلح '' ہیں یا '' متو شلخ '' مروج الذهب،ج١،ص ٥٠؛ اور تاریخ طبری،ج١ ،ص ١٧٣

[4] مروج الذهب، ج١، ص ٥٠ .انهیں ان کے ساتھ خلط ملط ہو نے سے منع کیا

خداوندعالم بہت جلد ہی قابیلیوں اور جو ان کے ساتھ ہیںیا ان کے دوستدار ہیں ان پر عذاب نازل کرے گا.اور[1] ۔سب سے پہلے سوارتاریخ طبری میں مذکور ہے:وہ (متوشلح) سب سے پہلے آدمی ہیں جو مرکب پر سوار ہوئے وہ جہاد میں اپنے باپ کے پیرو تھےاور اپنے ایام حیات میں خداوند رحمان کی اطاعت وعبادت میں اپنے آباء واجداد کی راہ اختیار کئے تھے[2] ۔

متوشلح کے فرزند لمک

۔لمک سے متوشلح کی وصیت شیث اور قابیل کے فرزندوں کا ازدواج اور ان کی نسلوں کا اختلاط اور سرکش وباغی اور تباہ نسل کا دنیا میں آنا. حضرت شیث کی نسل سے ۸ ,افراد کا تنہا رہ جانا.لمک کی نوح سے وصیت.متوشلح کی اپنے فرزند لمک سے وصیت تاریخ طبری اور اخبار الزمان میں مذکور ہے:جب متوشلحؑ کی موت کا وقت قریب آیا ،تو اپنے بیٹے لمک (جامع کے معنی میں ہے) کوجو نوحؑ کے والد تھے وصیت کی اور ان سے عہد لیا اور حضرت ادریسؑ پیغمبر کی مہر کردہ کتابیں اور صحیفے ان کے حوالے کئے اس طرح سے وصیت ان تک منتقل ہوئی[3] ۔شیث اور قابیل کے پوتوں کاباہمی ازدواج اور اس شادی کےنتیجے میں ظالم و جابر، سرکش و باغی نسل کا دنیا میں آنامروج الذھب میں مذکور ہے: لمک کے زمانے میں بہت سے واقعات اور نسلوں کے اختلاط ظاہر ہوئے[4]یعنی حضرت شیثؑ اور قابیل ملعون کی نسل کا اختلاط۔تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ مذکور ہے:لمک اپنے باپ کے بعد خدا کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہوگئے.ان کے زمانے میں سرکشوں اور ستمگروں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا کیونکہ شیث کے فرزندوں نے قابیل کی لڑکیوں سے ازدواج کر لیا تھا اور سرکش و ظالم لوگ ان سے پیدا ہوئے۔

---

[1] تاریخ طبری،ج۱،ص ۱۷۳
[2] تاریخ طبری،ج۱،ص۱۷۳.
[3] اخبار الزمان،ص،۸۰؛ اور تاریخ طبری،ج۱،ص ۱۷۸، طبع یورپ
[4] مروج الذھب،مسعودی،ج۱،ص ۵۰.

شیث کی اولاد میں سے صرف ۸، افراد کا باقی رہنا اور لمک کی نوح سے وصیت جب لمک کی موت کا زمانہ قریب آیا تو نوح، حام، سام،یافث اور ان کی عورتوں کو بلایا یہ لوگ آٹھ آدمی تھے جو شیث کی اولاد میں بازماندگان میں شمار ہوتے تھے اور شیث کی اولاد میں ان ۸، افراد کے علاوہ کوئی (سچے دین پر) باقی نہیں رہ گیا تھا۔اور باقی لوگ کوہ مقدس سے نیچے اتر آئے اور قابیل کی اولاد کے پاس چلے گئے اور ان سے آمیزش و اختلاط پیدا کر لیا تھا. لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور ان سے کہا :اُس خدا وند متعال سے سوال کرتا ہوں جس نے آدم کو پیدا کیا کہ وہ ہمارے باپ آدم کی برکت کو تم پر باقی رکھے اور سلطنت و قدرت تمہاری اولاد میں قرار دے۔

اے نوح! میں مر جاؤں گا اور اہل عذاب میں سے تمہارے علاوہ کوئی نجات نہیں پائے گا جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ غار گنج میں جہاں حضرت آدمؑ کا جنازہ ہے رکھ دینا اور جب خدا کی مرضی ہو کہ کشتی پر سوار ہو تو ہمارے باپ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے ساتھ اسے لے کر پائینتی کی طرف جاؤ اور کشتی کے اوپری کمرہ میں رکھدو اور تم اور تمہاری اولاد کشتی کے مشرقی سمت میں اور تمہاری بیوی اور بہوویں مغربی سمت میں جگہ لیں.جسد آدم کو تمہارے درمیان میں ہونا چاہئے، نہ تم ان عورتوں تک دسترسی رکھو اور نہ وہ عورتیں تم تک رسائی رکھیں نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ ہی پیو اور ان سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ کشتی سے باہر آجاؤ... جب طوفان تھمے اور کشتی سے نیچے اترجاؤ تو حضرت آدم کے جسد پر نماز پڑھو۔اس کے بعد اپنے فرزندارشد سام سے وصیت کرو کہ جسد حضرت آدمؑ کو اپنے ہمراہ لے جائے اور زمین کے بیچ میں رکھ دے اور کسی ایک فرزند کو مقرر کرو کہ اس کے پاس رہے۔ یہاں تک فرمایا کہ: خدا وند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو اس (سام)کا راہنما قرار دے گا تا کہ اس کا مونس و غمخوار رہے اور زمین کے درمیان میں اس کی راہنمائی کرے[1]۔ ہم حضرت نوحؑ سے پہلے کے اوصیاء وانبیاء کے حالات کو قرآن کریم اوراسلامی

[1] تاریخ یعقوبی،ج،۱،ص۱۳،۱۲،طبع بیروت ۱۳۷۹ ھ.

منابع کی رو سے اتنی ہی مقدار میں نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، اب خدا کی تائید و مرضی سے ان کی سوانح توریت سے بیان کریں گے۔

پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ توریت کی روشنی میں

توریت کی نقل کے مطابق حضرت نوح کے زمانے تک اوصیاء کی کچھ سرگذشت سفر تکوین اصحاح پنجم میں مذکور ہے:یہ کتاب میلاد آدم ہے جس دن خدا وند عالم نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ (دست قدرت) سے خلق فرمایا انھیں نرینہ اور مادینہ پیدا کیا اور انھیں برکت دی اور اسی روز تخلیق ان کا نام آدم رکھا حضرت آدمؑ ایک سو تیس سال کے تھے کہ ان کی شکل وصورت کا ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام (شیث) رکھا آدمؑ نے شیث کے پیدا ہونے کے بعد دنیا میں آٹھ سو سال زندگی گذاری اور اس مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے باپ ہوئے (کثیر اولادھوئی) حضرت آدمؑ کی پوری مدت عمر نو سو تیس سال تھی اور آپ نے اسی عمر میں رحلت کی ہے.شیث ایک سو پانچ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (انوش) پیدا ہوئے شیث انوش کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سات سال زندہ رہے.اور اتنی مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مالک ہوئے شیث کی پوری مدت عمر ۹۱۲ سال تھی تب انتقال ہوا ۔

انوش بھی نوے سال کے تھے کہ ان کے فرزند (قینان) پیدا ہوئے انوش قینان کی پیدائش کے بعد آٹھ سوپندرہ سال زندہ رہے اور صاحب اولاد ہوئے پھر نو سو پانچ سال کی عمر میں رحلت کر گئے.قینان ستر سال کے تھے کہ ان کے بیٹے ''مَہلَلْ ئِیل'' (مهلائیل) پیدا ہوئے، قینان مہلائیل کی پیدائش کے بعد آٹھ سو چالیس سال زندہ رہے اور ان بہت سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں اور نو سو دس (۹۱۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔)مہلائیل) ۶۵ء سال کے تھے کے ان کے فرزند (یارد) پیدا ہوئے مہلائیل یارد کی پیدائش کے بعد آٹھ سو تیس سال زندہ رہے،لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے پھر انتقال کر گئے مہلائیل کی مدت عمر پورے ۸۹۵ سال ہے.یارد ۱۶۲ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (اخنوخ) پیدا ہوئے اخنوخ کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سال زندہ رہے،لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے یارد کی پوری عمر ۹سو ۶۲ سال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے.اخنوخ ۶۵ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (مَتُوشَلَح)پیدا ہوئے.اخنوخ متوشلح کے پیدا ہونے سے خدا کے پاس جانے تک ۳۰۰ سال مزید زندہ رہے اور اس مدت میں

صاحب اولاد ہوئے لہٰذا اخنوخ کی پوری مدت حیات ۳۶۵ ء سال ہے اخنوخ خدا کے جوار میں چلے گئے اس کے بعد کبھی دکھائی نہیں دئیے کیونکہ خداوند عالم نے انھیں اٹھا لیا تھا ۔ متوشلخ ۱۸۷ء سال کے تھے کہ ان کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں متوشلخ کی پوری مدت حیات ۹۶۹ء سال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے ۔ (لامک) ۱۸۲ء سال کے سن میں صاحب فرزند ہوئے ان کا نام نوح رکھا اور کہا یہ بچہ ، ہمارے کاروبار اور اس زمین کے حاصل سے جس پر خدا نے لعنت کی ہے ہمیں بہرہ مند کرے گا ۔ لامک نوح کی پیدائش کے بعد ۵۹۵ء سال زندہ رہے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں لامک کی پوری مدت حیات ۷۷۷ء سال ہے پھر انتقال کر گئے،نوح پانچ سو سال کے تھے کہ ان کے بیٹے سام،حام اور یافث پیدا ہوئے ۔

اسی طرح توریت نے آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان اوصیاء کے حالات نقل کرنے میں ہر ایک کی مدت عمر کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے مگرا خنوخ کی خبر میں اس جملے (اور اخنوخ خدا کے پاس گئے کیونکہ خدا وندعالم نے انھیں اُٹھا لیا تھا) کا بھی اضافہ ہے. قرآن کریم نے بھی اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: (وَ رَفَعْنَاہ مَکَا نًا عَلیاً) ہم نے اسے بلند جگہ پر اٹھا لیا ۔

اس بحث کا نتیجہ

خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو بخش دیا اور انھیں لوگوں کی ہدایت اور اولین انسانوں کو جن چیزوں کی ضرورت تھی یعنی ان کے زمانے کے انسانوں کو جن اسلامی احکام کی ضرورت تھی اس کی تبلیغ کے لئے انتخاب کیا. پھر اس وقت انھیں اپنے پاس بلالیا اور ان کے بعد اوصیاء شریعت کی حفاظت اور پاسداری اور لوگوں کی ہدایت کے لئے اس کی تبلیغ کو اٹھ کھڑے ہوئے .انسان حضرت ادریسؑ کے زمانے تک دھیرے دھیرے تہذیب وتمدن سے نزدیک ہوتا گیا اور تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی کی راہ میں اسلامی احکام کی شرح وبیان کی نئے سرے سے ضرورت محسوس ہوئی یہی وجہ ہے کہ خدا وند عالم نے ادریس پیغمبرؑ کو ان چیزوں کے لئے جن کی ان کے ہم عصر لوگوں کوضرورت تھی ''یعنی اسلامی احکام '' کی وحی کی تو آپ نے بھی احسن طریقہ سے

اپنی رسالت انجام دی، خدا نے جس چیز کی انھیں وحی کی تھی لوگوں کی ہدایت کی خاطر انھیں تبلیغ کی ؛ اس کے بعد حکمت خدا وندی یہ رہی کہ انھیں بلند جگہ پرلے جائے، خدا جانتا ہے کہ انھیں کیسے اور کہاں بلندی پر لے گیا ،اس بحث میں اس کی تحقیق کی گنجائش نہیں ہے۔اس کے علاوہ اسلامی مصادر میں انبیاء واوصیاء کی خبروں سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے وصی سے حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نور کے بارے میں جو کہ اس کو منتقل ہوتا تھا، عہد وپیمان لیا اور اس نے بھی اپنے بعد کے وصی کے ساتھ ایسا ہی کیا اور اسے متعہد و پابند بنایا۔

اس عہد و پیمان پر تاکید قرآن مجید میں نمایاں اور روشن ہے:(وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ * فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ)جب خدا وند عالم نے پیغمبروں سے پیمان لیا ،کہ چونکہ تمھیں کتاب و حکمت دی ، پھر جس وقت تمہارے پاس وہ پیغمبر جائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تمھیں چاہئے اُس پر ایمان لاکر اُس کی نصرت کرو (خدا وند عالم نے پیغمبروں سے فرمایا) آیا اقرار کرتے ہو اور اپنی امتوں سے اس کے مطابق پیمان لیا ہے؟سب نے کہا ہاں : اقرار کرتے ہیں. فرمایا اس پر گواہ رہنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں لہٰذا جو کوئی اس کے بعد (آخری رسولؐ کے آنے کے بعد)حق سے روگردانی کرے یقیناً وہ فاسقوں میں ہوگا[1]۔

طبری نے پہلی آیت کی تفسیر میں حضرت امام علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا :خداوند عالم نے حضرت آدمؑ اور ان کے بعد کے پیغمبروں کو پیغمبری کے لئے مبعوث نہیں کیامگر یہ کہ ان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سلسلہ میں عہد وپیمان لیا پھر اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی: (وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّين۔ ۔)دوسری آیت کی تفسیر میں حضرتؑ سے نقل کیا

[1] آل عمران،۸۱ اور ۸۲

ہے کہ آیہ کریمہ اس مطلب کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ خدا وند فرماتا ہے : اس مطلب پر اپنی امتوں پر گواہ رہنا کہ میں تم پر بھی گواہ ہوں اور اُن پر بھی۔ لہٰذا اے محمدؐ! جو بھی اس عہد و پیمان کے بعد ان تمام امتوں میں سے تم سے رو گردانی کرے وہ فاسقوں میں سے ہوگا[1]۔ مذکورہ آیت کی تفسیر میں قرطبی فرماتے ہیں: یہاں پر حضرت علی، اور ابن عباس کے بقول ''رسول'' سے مراد حضرت محمدؐ ہیں۔ مؤلف فرماتے ہیں: یہ دونوں مذکورہ آیتیں اُن چند آیات کے مجموعہ کے ضمن میں ذکر ہوئی ہیں جو خود ہی ایسی بات پر گواہ ہیں کہ حضرت علیؑ سے روایت کی گئی ہے، کہ جس کے آغاز ہی میں خدا وند عالم نے اس طرح فرمایا: (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو کتاب سے تھوڑا بہرہ مند ہوئے ہیں جب انھیں کتاب خدا وندی کی دعوت دی گئی تا کہ وہ لوگ اپنے درمیان قضاوت کریں، تو ان میں سے بعض گروہ نے پچھلے پاؤں لوٹ کر روگردانی کی اور وہ لوگ اعراض (روگردانی) کرنے والوں میں ہیں[2]؟

(قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ..) (اے پیغمبر) کہدو: اگر جو کچھ تم لوگ دل میں رکھتے ہو خواہ چھپاؤ یا آشکار کرو خدا سب جانتا ہے[3]۔ (قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) (اے پیغمبر) کہو: اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تا کہ خدا تمھیں دوست رکھے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے[4]۔

(قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ) (اے پیغمبر) کہو: خدا اور پیغمبر کی اطاعت کرو اگر ان دو سے روگردانی کروگے، تو بیشک خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا[5]۔ چونتیسویں آیت اور اس کے بعد اسی سورہ میں بیان کرتا ہے کہ خدا نے آدمؑ اور نوحؑ کو منتخب کیا اور یہ کہ اس نے کس طرح عیسیٰ کو پیدا کیا اور بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور یہ کہ حواری ان پر ایمان

[1] تفسیر طبری، ج ۳، ص ۲۳۶ اور ۲۳۸؛ زاد المسیر فی علم التفسیر، تالیف، ابن جوزی، ج۱، ص ۴۱۶؛تفسیرابن کثیر، ج۱، ص۳۷۸، الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ؛ اور تفسیر قرطبی، ج۴، ص ۱۲۵.
[2] سورۂ آل عمران، آیت:۲۳
[3] سورۂ آل عمران، آیت:۲۹.
[4] سورۂ آل عمران، آیت: ۳۱.
[5] سورۂ آل عمران، آیت: ۳۲

لائے۔پھر اس کے بعد فر ماتا ہے:(فَمَن حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ)پھر جو بھی (حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں) علم آجانے کے بعد تم سے کٹ حجتی کرے، تو اس سے کہو: آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں، پھر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیتے ہیں[۱]۔پھر چند آیات کے بعد فرماتا ہے:(يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ)اے اہل کتاب !کیوں حق کو باطل کے لباس میں ظاہر کرتے ہو،جب کہ خود بھی جانتے ہو کہ حق چھپا رہے ہو[۲]؟

دوسری جگہ فر ماتا ہے:(وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم...)جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا ،چونکہ ہم نے تمھیں کتاب وحکمت بخشی ہے[۳]...اس طرح سیاق آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا وند اعالم کی فرمایش سے مراد سورۂآل عمران کی ۸۱ ویں آیت میں کہ اس میں فر ماتا ہے: (تمہا ری ہدایت کے لئے اے اہل کتاب! خدا کی طرف سے ایک رسول آیا جس نے تمہاری کتاب اور شریعت کی صداقت کی گو اہی دی، تا کہ ایمان لاؤ.اور اس کی نصرت کرو...)یہ چیز ہے کہ امتوں سے عہد لیا گیا ہے کہ حضرت ختمی مرتبتؐ کی رسالت پر ایمان لائیں،

جس طرح سے اس کی تفسیر ہم نے حضرت امیر المو منین علیؑ سے نقل کی ہے.ان تمام چیزوں کے علا وہ اُن آیات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کریں گے جسے ہم نے کتاب کے آخر میں ''آخرین شریعت'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے جیسے اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ)اہل کتاب، خاتم الانبیاءؐ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنی اولا دکو پہچانتے ہیں۔ان تمام آیات سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا وند متعال نے گزشتہ انبیاء سے عہد وپیمان لیا ہے کہ اپنی امتوں کو حضرت ختمی مرتبت کی

---

[۱] سورۂ آل عمران، آیت:۶۱
[۲] سورۂ آل عمران، آیت:۷۱
[۳] سورۂ آل عمران، آیت:۸۱

رسا لت کے وجوب پر ایمان لا نے سے آگا ہ کریں [1] اور یہ بھی کہ ہرایک نبی نے اپنے وصی سے اس سلسلہ میں عہد وپیمان لیا ہے جیساکہ اسلامی منابع و مصادر سے حضرت نوحؑ کے زمانے تک اس کی شرح و تفصیل گذر چکی ہے۔یہ سب حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ کے زمانے تک انبیاء اور ان کے اوصیاء کی کچھ خبریں تھیں۔

حضرت نوحؑ کے زمانے میں شیث کے پو توں نے قا بیل کے پو توں سے آمیز ش اور اختلاط پیدا کیا اور نتیجہ کے طور پر ایک فاسد،سر کش،گمراہ ،بت پرست اور طاغی نسل کو جنم دیا ۔انشاء اللہ ان کے حالات کوحضرت نوحؑ کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

حضرت نوح اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات

۔نوح ۔نوح کے فرزند سام ۔سام کے فرزند ارفخشد ۔ارفخشد کے فرزند شالح۔ حضرت نوح ۔ قرآنی آیات میں نوح کی سیرت۔ کلمات کی تشریح۔آیات کی تفسیر۔ داستان نوح کا خلاصہ۔ اسلامی منابع و مآخذ میں نوح کی خبریں

قرآنی آیات میں حضرت نوح کی سیرت وروش

ا۔ خدا وند عالم سورۂ حدید کی ٢٦ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً وَاِبْرَاهِیمَ وَ جَعَلْنَا فِی ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْکِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَ کَثِیرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ)ہم نے نوح اور ابراہیم کو (رسالت)کے لئے مبعوث کیا اور ان کے فر زندوں کے درمیان کتاب اور نبوت قرار دی پس ان میں سے بعض ہدایت یافتہ ہیں (لیکن) بہت سارے فسق و فجور میں مبتلا ہوگئے:

---

[1] لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن ، متوفیٰ ٧٤١ھ، ج١، ص٢٥٢.اورتفسیر البحر المحیط، ابوحیان،متوفیٰ ٧٤٥ھ، ج٢، ص٥٠٨، ٥٠٩.اورتفسیر در منثور، سیوطی، متوفیٰ ٩١١ھ، ج٢، ص٤٧، ٤٨.

۲۔سورہ عنکبوت کی ۱۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔(وَلقَدْ اَرْسلْنا نُوحاً اِلیٰ قَو مِہ فَلَبِثَ فیهِمْ اَلفَ سَنۃٍ اِلاّ خَمْسین عَاماً)

اور ہم نے نوح کو (رسالت کے ساتھ) ان کی قوم کی طرف بھیجا انھوں نے ان کے درمیان ساڑھے نو سو سال زندگی گذاری۔..

۳۔سورۂ مومنون کی ۲۳ سے ۲۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (فَقَالَ یاقَومِ اعْبُدوا اللّٰہ ما لکُمْ مِن إلٰہٍ غَیرُہُ أفَلاَتَتَّقون * فَقَالَ الْمَلأُ الَّذِین کَفَرُوا مِن قَوْمِہِ ما ہٰذا إلاّ بَشَرٌ مِثْلُکُمْ یُرِیدُ أن یَتَفَضَّلَ عَلَیکُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لأنْزَلَ مَلاءِکَۃً ما سَمِعْنَا بِہٰذا فی آبَاءِنَا الأَوَّلِین * إن ہُوَ إلاّ رَجُلٌ بِہِ جِنَّۃٌ فَتَرَبَّصُوا بِہِ حَتّٰی حِینٍ)(نوح) نے کہا :اے قوم!خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کیا تم لوگ خدا سے ڈرتے نہیں ؟!کافر قوم کے بزرگوں نے کہا ،یہ (نوح) تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے اور تم پر سرداری کرنا چاہتا ہے اگر خدا کسی پیغمبر کو بھیجنا ہی چاہتا تو کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ہم نے (اس کے ادّعا کو) اپنے گزشتہ آباء واجداد سے نہیں سنا ہے۔یہ شخص ایک دیوانہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔لہٰذا ایک مدت تک اُس کے حالات کا انتظار کرو۔

۴۔سورۂ شعراء کی۱۰۶اور ۱۰۸آیات میں ارشاد ہوتا ہے :(إذْ قَالَ لَہُمْ أخُوہُمْ نُوحٌ ألاَ تَتَّقُون *إنّی لَکُمْ رَسُولٌ أمِین * فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَأطِیعُونِ)ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا : تم لوگ خدا سے خوف کیوں نہیں کرتے اور پرہیزگار کیوں نہیں ہوتے؟! میں تمہارے لئے ایک امین پیغمبر ہوں لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

۵۔سورۂیونس کی ۷۲ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(فَاِن تَوَلَّیتُمْ فَمَا سَألْتُکُمْ مِن اَجْرٍ اِن اَجرِیَ اِلاّ عَلَی اللّٰہِ وَ اُمِرْتُ اَن اَکُونَ مِنَ الْمُسْلِمِین)(نوح نے اپنی امت سے کہا :) پس اگر تم لوگ حق سے روگرداں ہو تو میں تم سے کسی جزاء کا طالب نہیں ہوں(کیونکہ)اجر وپاداش خدا ہی کے ذمہ ہے اور میں مامور ہوں کہ مسلمان رہ کر اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم ہو جاؤں۔

۶۔ سورۂشعراء کی ۱۱۱ویں تا۱۱۶ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :(قَالُوا أَنُؤْمِن لَکَ وَاتَّبَعَکَ الْأَرْذَلُونَ * قَالَ وَمَا عِلْمِی بِمَا کَانُوا یَعْمَلُونَ * إِنْ حِسَابُھُمْ إِلاَّ عَلَی رَبِّی لَوْ تَشْعُرُونَ * وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِینَ * إِنْ أَنَا إِلاَّ نَذِیرٌ مُبِینٌ * قَالُوا لَءِن لَمْ تَنْتَہِ یَانُوحُ لَتَکُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِینَ) (نوح کی قوم نے ان حضرت سے)کہا :کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں جب کہ تمہارا اتباع پست لوگ کرتے ہیں ؟!فرمایا :مجھے اس سے کیا سروکار کہ ہم دوسروں کے اعمال واحوال کو جانیں،ان کا حساب میرے پروردگار کے ذمہ ہے اگر شعور رکھتے ہو،میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگا دوں میں توآشکار طور پر ڈرانے والا ہوں انھوں نے کہا :اے نوح !اگر تم اپنی بات سے باز نہیں آئے تو ہم تمھیں بری طرح سنگسار کر دیں گے.

۷۔ سورۂھود کی ۲۸ویں تا ۳۳ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(قَالَ یَاقَوْمِ أَرَأَیْتُمْ إِنْ کُنتُ عَلَی بَیِّنَۃٍ مِنْ رَبِّی وَآتَانِی رَحْمَۃً مِنْ عِنْدِہِ فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ أَنُلْزِمُکُمُوھَا وَأَنْتُمْ لَھَا کَارِھُونَ * وَیَاقَوْمِ لاَأَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ مَالاً إِنْ أَجْرِی إِلاَّ عَلَی اللّٰہِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِینَ آمَنُوا إِنَّھُمْ مُلاَقُو رَبِّھِمْ وَلَکِنِّی أَرَاکُمْ قَوْمًا تَجْھَلُونَ * وَیَاقَوْمِ مَنْ یَنصُرُنِی مِنَ اللّٰہِ إِنْ طَرَدْتُھُمْ أَفَلاَتَذَکَّرُونَ * وَلاَ أَقُولُ لَکُمْ عِندِی خَزَاءِنُ اللّٰہِ وَلاَأَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلاَأَقُولُ إِنِّی مَلَکٌ وَلاَأَقُولُ لِلَّذِینَ تَزْدَرِی أَعْیُنُکُمْ لَنْ یُؤْتِیَھُمْ اللّٰہُ خَیْرًا اللّٰہُ أَعْلَمُ بِمَا فِی أَنفُسِھِمْ إِنِّی إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِینَ* قَالُوا یَانُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَکْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ کُنتَ مِنَ الصَّادِقِینَ * قَالَ إِنَّمَا یَأْتِیکُمْ بِہِ اللّٰہُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِینَ)(نوح) نے کہا :اے قوم تم لوگ!کیا کہہ رہے ہو جب دیکھو کہ میرے پاس خدا کی جانب سے ایک روشن دلیل ہے اور اس کی رحمت میرے شامل حال ہے پھر بھی حقیقت تم سے پوشیدہ ہی رہے گی؟!کیا میں تمھیں تمہاری خواہش کے خلاف مجبور کروں؟!اے قوم !میں تم سے کوئی مال تونہیں چاہتا ہوں، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کررہا ہوں.اے قوم !اگر میں ان خدا رسیدہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگا دوں،تو کون ہے جو مجھے غضب الٰہی سے بچائے گا ؟!آیا نصیحت حاصل نہیں کرتے ؟!میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ خدا کے خزانے میرے پاس ہیں اور (اس بات

کا) مدعی بھی نہیں ہوں کہ میں علم غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور یہ بھی نہیں کہتا کہ جو لوگ تمہاری نگا ہوں میں بے قیمت ہیں انھیں خدا کوئی خیر نہیں دے گا خدا ان کے حال سے زیادہ واقف ہے اگر میں ایسی بات کروں گا تو ظالموں میں شمار ہوں گا انھوں نے کہا اے نوح !تم نے ہم سے جنگ وجدال کی اور ہم سے جدال کو طول دے دیا اگر سچے ہو تو جو کچھ ہم سے وعدہ کیا ہے پیش کرو، نوح نے کہا : اگر خدا چاہے گا تو اسے تم پرنازل کردے گا اور تم اس کے مقابل کوئی قدرت اور راہ فرار نہیں رکھتے ۔

۸ ۔سورۂ نوح کی ۵ویں تا ۲۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا * فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاءِي إِلَّا فِرَارًا * وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا * ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا * ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا * فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا * يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا * وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا * مَا لَكُمْ لَاتَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا * وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا * أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا * وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا * وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا * ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا * وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا * لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا * قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا * وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا * وَقَالُوا لَاتَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَاتَذَرُنَّ وَدًّا وَلَاسُوَاعًا وَلَايَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا * وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَلَاتَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا * مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا * وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا * إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَايَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا * رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَاتَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا) نوح نے کہا : خدا یا!میں نے شب وروز اپنی قوم کو دعوت دی .لیکن میری دعوت نے ان کے فرار میں اضا فہ کے سوا کچھ نہیں کیا.اور میں نے انھیں جب بھی دعوت دی تا کہ تو انھیں بخش دے تو انھوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں اور اپنے کپڑے سروں پر ڈال لئے اور عظیم تکبر کیا ۔

پھر میں نے انھیں بلند آواز سے دعوت دی پھر آشکار اور پوشیدہ طور پر میں نے اپنی دعوت کا اظہار کیا.اور میں نے کہا : خدا سے طلب مغفرت کرو (کیونکہ)وہ بہت بخشنے والا ہے، تا کہ تم پر کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہارے اموال اور اولاد کے ذریعے تمہاری نصرت کرے اور تمہارے لئے باغات اور نہریں قرار دے تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کی عظمت کے سامنے سر نہیں جھکاتے، جب کہ اس نے تمھیں مختلف اقسام میں خلق فرمایا ہے؟!کیا تم نے نہیں دیکھا کی خدا وند عالم نے کس طرح ایک پر ایک سات آسمانوں کو خلق کیا ہے.اور ان کے درمیان چاند کو نور اور آفتاب کو ایک بڑا چراغ قرار دیا ہے .

اور خدا نے تمھیں زمین سے خاص طرز سے پیدا کیا ہے اور پھر تمھیں اس کی طرف واپس کر دے گا اور مخصوص طریقے سے خارج کرے گا؟!خدا وند عالم نے تمھارے لئے زمین کا فرش بچھایا.تاکہ اس کی وسیع اور دور دراز راہوں میں چلو.نوح نے کہا : خدایا!ان لوگوں نے میری مخالفت کی ہے اور ایسے شخص کی بات مانی ہے کہ جس کے مال اور فرزند جز گمراہی وضلالت کے کچھ اور نہیں بڑھا سکتے.اور ان لوگوں نے فریب دیا ، عظیم فریب اور کہا : اپنے خداؤں سے دور نہ ہونا اور انھیں نہ چھوڑنا.ود، سواع،یغوث، یعوق اور نسر نامی بتوں کو.انھوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے اب تو ظالموں پر ضلالت وگمراہی کے سوا کچھ اضافہ نہ کرنا . وہ لوگ اپنے گناہوں کے سبب غرق ہوگئے اور عظیم آگ میں داخل ہوگئے اور خدا کے علاوہ کسی کو اپنا ناصر نہیں پایا۔ نوح نے کہا : خدایا!روئے زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ رکھ کہ اگر تو انھیں زندہ چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بد کار کافر کے علاوہ کسی اور کو جنم نہیں دیں گے.خدایا!مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں باایمان داخل ہو اور تمام مومنین و مومنات کو بھی.اور ستمگروں کو ہلاکت اور نابودی کے سوا کچھ اور نہ دے۔

۹۔ سورۂ ہود کی ۳۷ویں تا ۴۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِأَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلاَ تُخَاطِبْنِی فِی الَّذِینَ ظَلَمُوا إِنَّہُمْ مُغْرَقُونَ * وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِہِ سَخِرُوا مِنْہُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُونَ * فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ یَأْتِیہِ عَذَابٌ یُخْزِیہِ وَیَحِلُّ

عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ * حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ * وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِاسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ * وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَابُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَاتَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ * قَالَ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَاعَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ * وَقِيلَ يَاأَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ * وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ * قَالَ يَانُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ * قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ * قِيلَ يَانُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ)

ہماری نگرانی اور راہنمائی میں کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے بات نہ کرنا کہ وہ غرق ہو جائیں گے. نوح کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کا کوئی گروہ ان کی طرف سے (ان کے پاس سے) گذرتا تو وہ مذاق اڑاتے تھے.نوحؑ نے کہا : اگر تم لوگ ہمارا مذاق اڑاؤگے تو ہم بھی اسی طرح تمہارا مسخرہ کریں گے اور مذاق اڑائیں گے بہت جلد ہی تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے جس تک ذلیل اور رسوا کرنے والا عذاب پہنچے گا اور دائمی عذاب اس پر نازل ہو گا. یہاں تک کہ ہمارا فرمان پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے کہا : ہر حیوان کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کرو. اپنے اہل وعیال کو بھی سوار کرو، سوائے اس کے جس پر عذاب کا وعدہ گذر چکا ہے اور مومنین کو بھی سوار کرو اوراس (نوح) پر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے. نوح نے ان سے کہا : کشتی میں سوار ہو جاؤ، اس کی نقل وحرکت خدا کے نام سے ہے، بیشک میرا خدا بخشنے والا اور مہربان ہے. کشتی انھیں پہاڑ جیسی موج کے درمیان لے جا رہی تھی، نوحؑ نے اپنے بیٹے کو جو کنارہ کھڑا تھا آواز دی اور کہا : میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کی ہمراہی اختیار نہ کرو. اس نے کہا : ابھی میں ایک ایسے پہاڑ پر پناہ لوں گا جو مجھ کو سیلاب سے محفوظ رکھے گا. نوحؑ

نے کہا :آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جس کو خدا نے اپنی رحمت میں شامل کر رکھا ہے ؛ (اتنے میں) ان دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ غرق ہو گیا .خدا کا فرمان پہونچا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان !(برسنے سے) رک جا اپنی بارش بند کر دے اور پانی زمین کی تہہ میں پہنچ گیا اور جس کا حکم دیا گیا تھا وہ انجام پا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا کر رکی اور کہا گیا : ظالمین رحمت خدا سے دور ہیں.

اور نوحؑ نے اپنے رب کو آواز دی کہ: خدایا !میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام انصاف کرنے والوں میں سب سے زیادہ عادل اور منصف ہے .خدا نے کہا : اے نوح وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے وہ ایک غیر صالح عمل ہے ،جو تم نہیں جانتے اس کی مجھ سے درخواست نہ کرو میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جانا. نوح نے کہا : خدایا !تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے ایسی چیز طلب کروں جسے نہیں جانتا ہوں.اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا.کہا گیا !اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ نیچے اتر آؤ اور یہ سلامتی اور برکتیں تم پر اور ان لوگوں پر ہیں جو تمہارے ہمراہ ہیں اور کچھ قومیں ایسی ہیں جنھیں ہم پہلے راحت دیں گے پھر اس کے بعد ہماری طرف سے ان پر عذاب نازل ہوگا ۔

۱۰۔سورۂ صافات کی ۷۷ویں تا ۸۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ * وَتَرَكْنَا عَلَيهِ فِي الآخِرِينَ * سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ * إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ * إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ)اور ہم نے صرف ان کی ذریت کو باقی رکھا .اور آیندہ والوں کے درمیان ان کا نیک نام باقی رکھا.ساری خدائی میں نوح پر سلام ہو .ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں ہی، وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

١١۔ سورۂہود کی ۴۹ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (تِلکَ مِن أنبَاءِ الغَیبِ نُوحِیھا اِلَیکَ مَا کُنتَ تَعلَمُھَا أنتَ وَ لَا قَومُکَ مِن قَبلِ ھٰذَا فَاصبِر اِنَّ العَاقِبَۃَ لِلمُتَّقِین) یہ سب کچھ غیب کی باتیں ہیں جن کی ہم نے تم پر وحی کی ہے،نہ تم انھیں اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ ہی تمہاری قوم.صبر و تحمل سے کام لو کہ انجام پرہیز گاروں کے نفع میں ہے.

کلمات کی تشریح

١۔ فعمّیت علیکم: عمیت الاخبار والامور عنہ و علیہ: اخبار اور واقعات اُس سے پنہاں اور پوشیدہ رہ گئے، عمّی علیہ طریقہ یعنی راہ اُس پر پوشیدہ ہوگئی۔

٢۔ بمعجزین :اعجز فلان اُس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی فرار کرے اور گرفتار نہ ہو،کہ یہی معنی موقع اور مقام کے اعتبار سے مناسب ہے۔

٣۔ استغشوا ثیا بھم:خود کو لباس سے ڈھانپ لیا (سر پر لباس ڈال لیا) تا کہ وہ لوگ اسے سنیں لیکن دیکھ نہ سکیں۔

۴۔ مدراراً :لگا تار اور موسلا دھار برسنا۔

۵۔ وقاراً : حلم و بردباری،ایسا سکون واطمینان جو عظمت کے ساتھ ہو یہاں پر عظمت کے معنی مناسب ہیں۔

٦۔ اطواراً :اس کا مفرد طور ہے جو حالت اور شکل کے معنی میں آتا ہے۔

٧۔ طباقاً : تہہ بہ تہہ اور ایک دوسرے کے اوپر قرار پانا،خواہ فاصلہ کے ساتھ ہو یا بغیر فاصلہ کے۔

٨۔ فجاجاً :کشادہ راستے اس کا مفرد فج آتا ہے.

۹۔ تبا راً : ہلاکت اور نا بودی۔

۱۰ ۔ با عیننا :ہماری راہنمائی اور نگرانی میں اور ہماری پناہ میں۔

۱۱۔تنور : منجملہ اس کے معنی چشمہ اور فوارہ کے ہیں. حضرت نوحؑ کی شرح حال سے متعلق تاریخ ابن عساکر میں اس طرح ذکر ہوا :یہ تنور مسجد کوفہ کے ایک کونے میں واقع تھا ۔[1]

۱۲۔ غیض پانی زمین کے اندر چلا گیا ۔

۱۳ ۔جودی:اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ یہ ''جودی'' جزیرہ ابن عمر میں واقع تھا یا موصل کے ارد گرد، یا غری میں نہر فرات سے قریب نجف کی بلندیوں پر یا دوسری جگہ ۔کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے : حضرت نوحؑ کی کشتی آرارات نامی پہاڑ پر ٹھہری جو کہ نہر ارس اور دریائے وان کے درمیان واقع ہے ۔ (جودی) کی لغت کے بارے میں حموی کی معجم البلدان میں مذکور ہے : جودی دجلہ کے شرق اور موصل کے اطراف میں ابن عمر نامی جزیرہ پر واقع ایک پہاڑ ہے. جس پر حضرت نوحؑ کی کشتی رکی تھی۔ (استوت علی الجودی) کی تفسیر میں تفسیر طبری، ابن کثیر اور سیوطی میں چند روایات کے ضمن میں مذکور ہے: جودی جزیرۂ ابن عمر میں ہے،ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ موصل میں واقع ہے.[2] اور روضہ کافی میں مذکور ہے کہ: کوہ جودی وہی فرات کوفہ ہے .روضہ کافی کے اس مطلب کی تشریح میں مجلسیؒ مرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں : احتمال ہے کہ یہ مطلب در حقیقت '' قریب الکوفہ ''، یعنی کوفہ سے قریب تھا کہ بعد میں نسخہ برداری میں '' فرات الکوفہ '' سے تصحیف اور تبدیل ہوگیا ہے[3]۔ ''جودی '' سے متعلق استاد محقق آقا سید سامی البدری حقیر کے خط کے جواب میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ:اُس توریت میں جو عربی زبان

---

[1] تاریخ ابن عساکر، خطی شمارہ ۳۲۹، الف
[2] تفسیر طبری، ج ۱۲، ص ۲۹۔۳۰ ؛ تفسیر ابن کثیر،ص ۴۴۶، ۴۴۷؛ الدار المنثور ،ج ۳،ص ۳۳۱ ،۳۳۴، ۳۳۵.
[3] روضۃ الکافی، حدیث ۴۲۱؛اسی طرح بحار الانوار ،ج، ۱۱،ص ۳۰۳، ۳۱۳، ۳۳۳ ، ۳۳۸ ملاحظہ ہو.

میں ترجمہ ہوئی ہے مذکور ہے کہ نوحؑ کی کشتی ''آراراط'' کے پہاڑ پر ٹھہری تھی.اور کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے: یہ ایک عبری زبان کا لفظ ہے کہ جو آکادی کے لفظ ''اورارطو'' سے لیا گیا ہے جو کہ عراق کے شمال میں واقع شمال آشور کی پہاڑی نہروں کے لئے استعمال ہوتا ہے. نوحؑ کی کشتی انہیں پہاڑوں میں سے کسی ایک پر ٹھہری تھی۔ لیکن میری نظر میں کلمۂ آکادی ''اورارطو'' دو جزسے تشکیل پایا ہے۔

۱۔ ''اور'' جو شہر کے معنی میں ہے جیسے ''اورشلیم'' شہر سلام کے معنی میں ''اور کلدانیین'' کلدنیوں کے شہر کے معنی میں اور ''اوربیل'' شہر بت بعل۔

۲۔ ''ارطو'' یا ''اردو'' کہ یہ لفظ بھی متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے منجملہ نہر فرات کا ایک نام ہے اور شہر بابل کا قدیم نام ہے۔جو کہا گیا اس بنیاد پر کلمہ ''اورارطو'' آکادی زبان میں شہر فرات اور شہر بابل تھا۔جو چیز میرے نظریہ کی تائید کرتی ہے وہ حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے عہد میں عبری توریت کا آرامی ترجمہ ہے کہ آج یہودیوں کے نزدیک ''اونقلیوس کے ترجمہ'' کے نام سے مشہور ہے وہاں پر ''کلمہ'' آراراط کا ترجمہ ''قردو'' اور ''قردون'' سے کیا ہے اور سریانی زبان کی تورات نے بھی اسی معنی کو اخذ کیا اور لیا ہے ۔عہد آشور کے سلسلہ میں تحقیق کرنے والے دانشور کہتے ہیں: ''قردو'' ایک نام ہے جو حضرت مسیحؑ کی ولادت سے ۱۵۰۰ء سال پہلے کشئیوں کی طرف سے (کہ جنھوں نے تقریبا چار سو سال بابل پر حکمرانی کی ہے) سرزمین بابل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

اس لحاظ سے ارارات کے پہاڑ وہی بابل یا فرات کے پہاڑ ہیں جو بلند چٹانوں اور پراگندہ طور پر کم بلندی والے پہاڑوں کا ایک مجموعہ ہیں جو کہ نجف کی سہ گانہ بلندیوں سے شروع ہوکر دریائے نجف اور حبّانیہ کے شمال غربی تک چلے گئے ہیں جو ''الطارات'' سے معروف ہیں. ان سب میں سب سے زیادہ اونچائی نجف کی اونچائی ہے جو زمانہ قدیم میں ''کوفان'' نامی پہاڑ سے مشہور

تھی۔ لیکن روضہ کافی کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ: ''جودی پر جا کر ٹھہری اور وہ فرات کوفہ ہے'' یہ اس بات کا موید ہے کہ لفظ (جودی) یا (جودا) فرات کوفہ کا ایک نام ہے کہ پتھر پر مکتوب ابھی جلد ہی حاصل ہوا ہے۔ ہم نے اس کی مفصل داستان اور شرح طوفان نوحؑ کے بارے میں جو مطالب تحریر کئے ہیں اس میں ذکر کی ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں: مذکورہ بالا مطالب کی تائید میں ایک دوسرا نکتہ یہ ہے کہ بین النھرین (دجلہ و فرات) کی زمینیں کہ جو قدیم زمانے سے کھیتوں کی سرسبزی اور نخلستانوں کی ہریالی کی بناء پر ایک دوسرے سے متصل آراضی سواد (وہ زمینیں جو ہریالی کی شدت سے سیاہی مائل دکھائی دیتی ہیں) سے معروف تھیں .اور حیرہ (موجودہ نجف) اور مدائن (آج کے بغداد) سے دجلہ وفرات دو دریاؤں کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک پھیلی ہوئی ہیں وہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے بنی عباس کے دور حکومت تک انسانی حیات کے لئے سب سے بہتر زمینیں شمار کی جاتی تھیں. بر خلاف عراق کے شمال میں واقع پہاڑ برفیلے اور طولانی ٹھنڈک والے علاقے میں حکمت الٰہی کا یہ تقاضہ تھا کہ نوحؑ کی کشتی پر سوار افراد جو زندگی کے اسباب ووسائل سے محروم تھے انھیں ایسی جگہ اتارا جائے جو زندگی گذارنے اور سلسلہ حیات کی بقا کے لئے بہترین جگہ ہو۔

گزشتہ آیات کی تفسیرحضرت آدمؑ کی نسل میں چند سال گذرنے کے بعد اضافہ ہوتا رہا اور واضح ہے کہ وہ لوگ سر سبز و شاداب سر زمین اور فرات اور دجلہ دو دریا اور ان سے نکلی ہوئی ،چھوٹی چھوٹی نہروں کے کنارے آباد ہوئے جو انھیں سے متصل تھیں، حضرت نوحؑ کے دور میں آبادی اور تہذیب وتمدن ارتقائی منزل پر گامزن تھے وہ اس طرح کہ جو اسلامی احکام اولین انسانوں کیلئے حضرت آدمؑ کے زمانے میں وضع کئے گئے تھے اور ا۔اس کے بعد حضرت ادریسؑ پر جو کچھ اس کی تکمیل کے لئے نازل ہوا تھا اس سے عصر نوحؑ کے لوگوں کی ضرورت بر طرف نہیں ہو رہی تھی کیونکہ اس پیغمبر کے دور کے لوگ دھیرے

[1] ن آیات کی تفسیر کے بارے میں جو اللہ کے پیغمبروں کی سر گذشت سے مربوط ہے انشاء اللہ جو کچھ ہماری آیندہ بحثوں سے متعلق ہو گا ہم اس کی تحقیق اور چھان بین کریں گے

دھیرے ''ود، سواع، یغوث، یعوق'' اور نسر نامی بتوں کی پرستش کی طرف مائل ہوگئے تھے یہ بت دراصل مجسمہ تھے ان پانچ نیک اور شائستہ افراد کی یادگار کے جو حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے زمانے کے درمیان زندگی گذار چکے تھے جنھیں اس زمانے کے لوگوں نے تراشا تھا.اور ان کے ذریعہ ان بزرگوں کی یاد مناتے تھے.شیطان نے اسی راہ سے فائدہ اٹھایا اور انھیں آمادہ کیا کہ ان ہیکلوں سے تبرک حاصل کریں اور آہستہ آہستہ ان کی عبادت اور پرستش کریں اور انھیں چھوٹے خداؤں کے عنوان سے ''اللہ'' کے مقابلے ایک خدا قبول کریں''۔

حضرت نوحؑ ۹۵۰، سال ان کے درمیان رہے اور انھیں خداوند عالم کی عبادت وپرستش اور احکام اسلام پر عمل کرنے اور بت پرستی کے ترک کرنے کی دعوت دیتے رہے.لیکن ان کی طغیانی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا گیا، ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو شدید تکلیف پہنچائی اور اذیت دی اور ان پر ایمان نہیں لائے اس وجہ سے خدا نے ان پر بارش کو روک دیا کیونکہ خدا کی حکمت اس بات کی تھی کہ جو امتیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھیں وہ بے چارگی، فقر وفاقہ،مشقت، جان اور مال کے نقصان میں مبتلا ہوں تاکہ شاید ان کی سمجھ میںآجائے اور خدا کے حضور معافی تلافی کریں.

نوحؑ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ توبہ کریں اور خدا کی سمت آجائیں اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کے کھیتوں میں موسلا دھار بارش نازل کرے گا.لیکن انھوں نے اس کے برعکس اپنے عناد اورانحراف میں اضافہ کیا اور انھیں ذلیل وخوار سمجھا اور ان کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لئے آمادہ ہوگئے، منجملہ یہ ہے کہ انھیں میں سے ایک اپنے بیٹے کو حضرت نوحؑ کے پاس لایا اور اپنے بیٹے کو بتایا کہ یہ نوح، ہیں اور کہا : اے فرزند!اگر تو میرے بعد زندہ رہے تو ہرگز اس دیوانے پر ایمان نہ لانا!!اس عناد اور دشمنی،ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ خدا کے مہلک عذاب کے مستحق ہوئے سب سے پہلے یہ عذاب نازل ہوا کہ ان کی عورتیں بانجھ ہوگئیں اُس وقت خدا نے نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا.نوح،نے حکم کی تعمیل کی اور

خدا کی تعلیم وراہنمائی کے ساتھ اور اس کے تحت نظر اس کی تعمیر میں مشغول ہوگئے۔ پھر تنور سے پانی ابلنے کے ساتھ جو کہ طوفان کے شروع ہونے کی علامت تھی طوفان کا آغاز ہوا،ابن عساکر کے بقول وہ مذکورہ تنور مسجد کوفہ کے ایک گوشہ میں واقع تھا۔ نوحؑ نے اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور کچھ جانوروں کو کشتی پر سوار کیا پھر زمین نے ہر گوشے سے اپنا منھ کھول دیا اور سیل رواں جوش کھانے لگا اور شدید بارش ہونے لگی، پانی نے زمین کو چھپا لیا یہاں تک کہ نوحؑ کی کشتی کو اٹھا کر اسے موجوں کے درمیان پہاڑوں کی بلندی پر لے گیا۔[1]

نوحؑ کا بیٹا کشتی پر سوار ہونے سے انکار کر گیا.نوحؑ کی پدرانہ شفقت نے دل میں درد پیدا کیا ایسی شفقت جو تمام انسانوں کو ہوتی ہے،لہذا بیٹے کو خطاب کر کے آواز دی: (یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَعَنَا وَ لَاتَکُن مَعَ الکَافِرِین*قَالَ سَآوِی اِلیٰ جَبَلٍ یَعْصِمُنِی مِنَ المَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الیَومَ مِن اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَن رَحِمَ وَحَالَ بَیْنَھُمَا المَوجُ فَکَانَ مِنَ المُغْرَقِین*فَنَادیٰ نُوحٌ رَبَّہُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابنِی مِن أَھلِی وَاِنَّ وَعدَکَ الحَقُّ وَ اَنتَ أَحکَمُ الحَاکِمِین* قَالَ یَا نُوحُ اِنَّہُ لَیْسَ مِن أَھلِکَ اِنَّہُ عَمَلٌ غَیرُ صَالِحٍ فَلَا تَسأَلْنِی مَا لَیْسَ لَکَ بِہِ عِلمٌ)

اے میرے بیٹے! ہمارے ہمراہ کشتی پر سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو.نوحؑ کے بیٹے نے کہا : میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو میری اس پانی سے حفاظت کرے گا.نوحؑ نے کہا : آج کے دن امر خدا سے کوئی چیز بچانے والی نہیں ہے، مگر وہ شخص کہ جس پر خدا نے رحم کیا ہو،(اس اثناء میں) ان کے درمیان موج حائل ہوگی اور وہ غرق ہو گیا .نوحؑ نے اپنے رب کو آواز دی کہ:خدایا! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام حاکموں میں بہتر حکم کرنے والا ہے ۔خدا نے کہا :اے نوح :وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے اس نے نازیبا حرکتیں کی ہیں لہذا تم جو نہیں جانتے ہو اس کا مجھ سے مطالبہ نہ کرو۔نوحؑ اللہ کے خطاب کے ذریعہ اس حقیقت سے واقف ہوگئے جس کا انھیں علم نہیں تھا اور سمجھ گئے کہ ان کا بیٹا اپنے ناروا اور نازیبا افعال کے باعث خدا کے عذاب کا مستحق ہو گیا ہے اور عرض کیا۔ (رَبِّ اِنِّی أَعُوذُ بِکَ اَن اَسأَلَکَ مَا لَیْسَ لِی بِہِ عِلمٌ...)

---
[1] تاریخ ابن عساکر شرح حال نوحؑ ،خطی نسخہ مجمع علمی اسلامی میں ،ص۳۲۹، الف.

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تجھ سے ایسی چیز کا مطالبہ کروں جو نہیں جانتا۔ خدا وند عالم ان تمام لوگوں کو جو نوحؑ کی کشتی پر سوار نہیں ہوئے تھے ہلاک کردیا، اس کے بعد سیل آسا بارش بند ہوئی اور سارا پانی زمین کے اندر چلا گیا اور جو لوگ کشتی پر سوار تھے بابل کی سر زمین پر اترے۔ اور جن حیوانات کو نوحؑ نے اس پر سوار کیا تھا باہر آئے اور زمین پر پھیل گئے۔ جو لوگ حضرت نوحؑ کے بعد آج تک وسیع وعریض زمین پر پیدا ہوئے ہیں ان کے تین فرزندوں سام، حام اور یافت کی نسل سے ہیں۔ قریش کو حضرت نوحؑ کے واقعہ سے آگاہی نہیں تھی اور غیبی اخبار کے ذریعہ کہ جنھیں حضرت ختمی مرتبت صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم نے وحی کے ذریعہ دریافت کیا تھا اُس واقعہ سے مطلع ہوئے۔

جو کچھ بیان ہو چکا وہ آیات کی تفسیر میں اخبار نوحؑ کا خلاصہ تھا، بعض اخبار ہیں جو اسلامی منابع و مآخذ میں مذکور ہوئے ہیں۔ اب ہم اسلامی مآخذ میں: اب ہم حضرت نوحؑ کے اخبار کے دوسرے حصّہ سے بحث کرتے ہیں۔

اسلامی مصادر میں حضرت نوح کی داستان

ہم تاریخ یعقوبی سے (اختصار کے ساتھ) اس طرح نقل کرتے ہیں: خدا وند عالم اخنوخ کے زمانے میں کہ اخنوخ نوحؑ کے جد اور ادریس پیغمبر ہیں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نوحؑ کو وحی کی اور حکم دیا کہ اپنی قوم کو ڈرائیں اور گناہوں کے ارتکاب سے جن کے وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں دور رکھیں۔ اور اللہ کے عذاب سے ڈرائیں، نوحؑ نے حکم کی تعمیل کی اور خود اللہ کی عبادت اور قوم کو اس کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہوگئے۔ پھر یعقوبی (اور دوسرے مورخین) مفصل شرح وبسط کے ساتھ جو ہم نے اختصار سے اس سے پہلے گزشتہ آیات کی تفسیر میں ذکر کیا ہے ذکر کرتے اور تحریر فرماتے ہیں: نوحؑ نے کشتی سے نکلنے کے بعد ۳۶۰، سال زندگی گذاری اور جب موت قریب آگئی تو اپنے تینوں فرزندوں (سام، حام، یافث) اور ان کے فرزندوں کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور حکم دیا کہ خدا وند عالم کی عبادت کریں۔ حموی معجم البلدان میں مادہ بابل کے ذیل میں اختصار کے ساتھ تحریر فر

ماتے ہیں:بابل اس علاقہ کانام ہے کہ انھیں میں سے((حلہ اور کوفہ بھی ہے))جہاں نوح اور ان کے ساتھی کشتی سے نیچے آئے اور ایک پناہ گاہ بنائی،یہ پہلی جگہ ہے کہ وہ لوگ اس جگہ آبادی کر کے رہنے لگے اور یہاں پر تولید ونسل کا سلسلہ بڑھایا یہاں تک کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ان میں سے بادشاہت کے مالک ہوئے اور شہروں کی بنا کی ان کی زندگی حدود دجلہ اور فرات اور دجلہ کی طرف سے نیچے((کسکر))اور کوفہ کی طرف سے ماروا٫ ''کوفہ''تک پھیل گئی کہ اسے سواد کہتے ہیں.

اوران کے بادشاہوں نے بابل میں اپنی پناہ گاہ بنائی اور اسی کو پایۂ تخت بنا یا پھر اس گھڑی سام سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کر جاؤں،قبل اس کے کہ کوئی آگاہ ہو تم ہی کشتی میں سوار ہونا اور جسد آدمؑ کو مقدس جگہ جو کہ زمین کے درمیان واقع ہے لے جانا اور اس کے بعد فرمایا:اے سام : جب تم اپنے بیٹے ''ملکیزدق''کی نصرت سے حضرت آدمؑ کے جسد کو اٹھاؤگے تو خداوندعالم فرشتوں میں ایک فرشتہ کو تمہارے ہمراہ کرے گا تاکہ وہ تمہاری راہنمائی کرے اور تمھیں زمین کے وسط کا پتہ بتائے.اس ماموریت کے سلسلہ میں تمہارے کام سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے؛ کیونکہ یہ آدم کی اپنے بیٹے سے وصیت ہے کہ ہر ایک نے دوسرے سے وصیت کی ہے یہاں تک کہ تم تک پہنچی ہے،جب تم اس جگہ پر جہاں فرشتہ تمہاری راہنمائی کرے پہنچ جانا تو وہاں پر حضرت آدمؑ کے جسد کو سپرد خاک کر دینااور ''ملکیزدق''کو حکم دینا کہ اسی جگہ ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کرے اور اس سے جدا نہ ہو اور اللہ کی عبادت اور پرستش کے علاوہ کوئی کام نہ کرے[1]۔ جب نوحؑ کا انتقال ہو گیا تو عراق میں اسی جگہ دفن کر دیے گئے جہاں انتقال ہوا تھا کیونکہ پیغمبر خدا نے فرمایاہے: (وَ ما قُبِضَ نَبِیٌ اِلاَّ دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ)ہر پیغمبر جہاں انتقال کرتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔اس لحاظ سے،حضرت آدمؑ کا مدفن (دفن کی جگہ)وہیں ہونا چاہئے جہاں ان کا انتقال ہوا ہے۔

[1] سیرۂ ابن ہشام، ج۴، ص ۲۴۳ . سنن ابن ماجہ، حدیث ۱۶۲۸. فتح الباری، ج۱، ص ۵۲۹.کنز العمال، ۱۸۷۶۳.

نوح کے فرزند سام

نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت۔ سام کا حضرت آدم کے جسد کو سفینہ سے باہر نکالنااوراس جگہ دفن کرنا جہاں انھیں حکم دیا گیا تھا۔ سام کی اپنے بیٹے ارفخشد سے وصیت.

نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت تاریخ ابن اثیر میں مذکور ہے: حضرت نوحؑ نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سام سے وصیت کی[1] مسعودی کی اخبار الزمان میں مذکور ہے: خدا وند عالم نے حضرت نوحؑ کے بعد ریاست ان کے فرزند سام کے حوالے کی اور انھیں گزشتہ پیغمبروں کی کتا بوں کا وارث قرار دیا اور حضرت نوحؑ کی وصیت کو دیگر بھائیوں کے علا وہ خود ان سے اور ان کے فرزندوں سے مخصوص قرار دیا[2]۔

سام حضرت آدم ں کے جسد کو کشتی سے اٹھا تے ہیں تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: سام اپنے والد کے بعد خدا وند عالم کی عبادت اور اس کی اطا عت و فر ما نبرداری میں مشغول ہوگئے اور کشتی کا دروازہ کھولا اور خفیہ طور پر اپنے دونوں بھائیوں کو اطلا ع دی اور ان کے حا ضر ہوئے بغیر اپنے بیٹے کی مدد سے حضرت آدمؑ کے جسد کو وہاں سے اٹھا کر با ہر نکا ل لائے اور نگہبان فر شتے نے انھیں راستہ کی راہنمائی کی اور وہ لوگ اسی طرح حضرت آدمؑ کے جسد کو اپنے ہمراہ لے گئے یہاں تک کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں طے تھا کہ حضرت آدمؑ کا جسد سپرد خاک ہو پھر حضرت آدمؑ کے جسد کو خا ک کے حوالے کر دیا (دفن کر دیا)۔

سام کی اپنے فرزند ارفخشد ں سے وصیت

جب سام کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزند ارفخشد کو بلایا اور ان سے وصیت کی[3] سام کے فرزند ارفخشد ۔

---

[1] تاریخ ابن اثیر ، طبع اول مصر،ج ۱، ص ۲۶.
[2] ا خبار الزمان، مسعودی ، ص ۷۵ ۔۱۰۲سال طبا عت ۱۳۸۶ ھ بیروت.
[3] تاریخ یعقو بی ، ص ۱ ۔ ۱۷، طبع بیروت، ۱۳۷۹ ھ.

باپ کے بعد ان کی جانشینی۔ ارفخشد کی اپنے فرزند سے وصیت. ارفخشد اپنے والد سام کے بعد مسعودی کی مروج الذھب میں مذ کور ہے: سام کے بعد ان کے فرزند ارفخشد نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی[1] ۔تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:ارفخشد اپنے والد سام کے بعد خداوند عالم کے اوامر کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہوگئے اور ۱۸۵ء سال کے بعد ان کے فرزند شالح پیدا ہوئے. ان کے عہد میں نوح کی اولاد متفرق ہو کر مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کر چکی تھی ،ظالموں اور سرکشوں کی روز افزوں زیادتی ہونے لگی اور انھوں نے ہر سو تعدی اور تجاوز کا ہاتھ بڑھایا اور کنعان بن حام کے فرزندوں کو تباہی اور فساد میں مبتلا کردیا ؛اور وہ لوگ گستاخانہ اور کھلم کھلا گناہوں کے مرتکب ہونے لگے[2] ۔

ارفخشد کی اپنے بیٹے سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے :جب ارفخشد کی موت کا زمانہ قریب آیا تو ان کے بیٹے اور رشتہ دار سب ان کے پاس جمع ہوگئے ارفخشد نے ان سے خدا کی عبادت اور گناہوں سے دوری کی وصیت کی، پھر اس وقت اپنے فرزند شالح سے کہا :میری وصیت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال کے درمیان میرے بعد خدا کی عبادت میں مشغول رہنا ،پھر آنکھ بند ہوگئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے[3]۔

ارفخشد کے فرزند شالح ۔ خدا کی اطاعت و عبادت میں شالح کا مشغول ہونا ۔ ان کی وصیت اپنے فرزند عابر سے

خدا کی اطاعت و عبادت میں شالح کا مشغول ہونا

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:پھر ارفخشد کے فرزند شالح (اپنے باپ کی وصیت کے مطابق) اپنی قوم کے درمیان خدا کی عبادت میں مشغول ہوگئے اور انھیں خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا اور گناہوں کے ارتکاب سے منع فرمایا اور عذاب الٰہی سے جو کہ

[1] مروج الذهب، مسعودی، ج۱، ص۵۴
[2] تاریخ یعقوبی، ج۱، ص ۱۸
[3] تاریخ یعقوبی، ج۱، ص ۱۸.

گناہ گاروں کے لئے آئے گا ڈرا یا .شالح ۱۳۰، سال کے تھے کہ ان کے فرزند عابر پیدا ہوئے اور جب ان کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو اپنے فرزند عابر کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ قابیل کی اولاد کے گناہ آلود کاموں سے دوری اختیار کریں، پھر اس وقت آنکھ بند ہوگئی اور دنیا سے رحلت کر گئے[1]ہم نے گزشتہ مباحث میں نوحؑ کے وہ اوصیاء جو کہ انبیاء نہیں تھے ان میں سے صرف سام،ارفخشد اور شالح کی سرگذشت پر اکتفاء کی ہے ۔اب انشاء اللہ ہم انبیاء کے حالات اور حضرت نوحؑ کے اوصیاء میں سے پیغمبروں کے بعض حالات کو قرآن کی تشریح کے اعتبار سے بیان کریں گے۔

قرآن کریم میں اوصیاء حضرت نوح میں سے

انبیاء کے حالات ۔حضرت ہود پیغمبر ۔حضرت صالح ۔حضرت ہود ۔ قرآن کی آیات کریمہ میں حضرت ہود کی سیرت ۔کلمات کی تشریح. ۔آیات کریمہ کی تفسیر.آیات کریمہ میں حضرت ہود پیغمبر کی سیرت

ا۔ خداوند عالم سورۂ احقاف کی ۲۱ویں تا ۲۵ویں آیات میں اپنے رسول کو مخاطب کر کے حضرت ہودؑ کے بارے میں ان سے فرماتا ہے: (واذکر اخا عادٍ اذ انذر قومہ بالاحقاف وقد خلت النذر من بین یدیہ ومن خلفہ الا تعبدوا الا اللہ انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم * قالوا اجئتنا لتأفکنا عن آلھتنا فأتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین * قال انما العلم عند اللہ وابلغکم ما ارسلت بہ ولکنی اریکم قوماً تجھلون * فلما راوہ عارضاً مستقبل اودیتھم قالوا ھذا عارض ممطرنا بل ھو ما استعجلتم بہ ریح فیھا عذاب الیم * تدمر کل شیءٍ بامر ربھا فاصبحوا لایری الا مساکنھم کذلک نجزی القوم المجرمین)قوم عاد کے بھائی (ہودؑ) کو یاد کرو جب اس نے احقاف نامی سرزمین پر اپنی قوم کو انذار کیا (ڈرایا) جب کہ ان کے زمانے میں اور ان سے پہلے پیغمبر آچکے تھے (اس بات پر کہ) خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو کیوں کہ میں تمہارے سلسلہ میں عظیم دن کے عذاب کے بارے میں خوفزدہ ہو

[1] تاریخ یعقوبی ،ج۱، ص ۱۸.

ں. انھوں نے کہا : کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے منحرف کر دو؟ اگر سچے ہو تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کیا ہے نازل کر دو ۔

(حضرت ہود نے) کہا : علم (عذاب) خدا کے پاس ہے جس چیز کے لئے مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اس کی میں تمھیں تبلیغ کروں گا، لیکن میں تمھیں ایک ایسی قوم دیکھ رہا ہوں جو جہالت کی راہ پر گامزن ہے. اور جب عذاب کو دیکھا کہ بادل کی صورت ان کی سر زمین کی طرف آرہا ہے تو سب نے کہا : یہ بادل ہے جو ہمیں بارش نصیب کرے گا،(حضرت ہود نے) کہا : ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے آنے کے لئے تم نے جلد بازی کی ہے، ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے. اور ہر زندہ چیز کو اپنے خدا کے حکم سے تباہ و برباد کردے گا جیسے ہی ان کی صبح ہوئی، ان کے گھروں کے علاوہ (کوئی چیز) دکھائی نہ دی، ہم گنا ہگار قوم کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

۲۔ سورۂ ہود کی ۵۰ویں تا ۵۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَالیٰ عَادٍ اَخاھُم ھُوداً قَالَ یَٰا قَوم اعْبُدوا اللّٰہ مَا لَکُم مِن اِلٰہٍ غَیرُہُ اِن اَنتُم اِلَاّ مُفتَرون* یَٰا قَومِ لاَ أَسئَلُکُم عَلیہِ أَجْراً اِن أَجرِیَ إلَاّ عَلَی الَّذِی فَطَرَنِی أَفَلاَ تَعقِلُون* وَ یَٰاقَومِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّکُم ثُمَّ تُوبُوا اِلیہِ یُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیکُم مِدْرَاراً وَ یَزِدْکُم قُوَّۃً اِلیٰ قُوَّتِکُم وَ لاَ تتَوَلَّوا مُجْرِمِین* قَالُوا یَٰاھُودُ مَا جِئتَنا بِبَیِّنَۃٍ وَ مَا نَحن بِتَارکی آلِھتِنا عَن قَولِکَ وَ مَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤمِنِین* اِن نَقُولُ اِلَاّ اعتَرَاکَ بَعضُ آلِھتِنَا بِسُوءٍ قَالَ اِنّیِ أُشْھِدُ اللّٰہ وَ اشْھَدُوا أَنِّی بَرِیءٌ مِمَّا تُشرِکُون* مِن دُونِہِ فَکِیدُونِی جَمِیعاً ثُمَّ لاَتُنظِرُونِ)

قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو ہم نے بھیجا،اس نے کہا : اے میری قوم والو! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگ بتوں کی پوجا کر کے (خدا وند سبحان پر) تہمت لگانے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتے : اے قوم ! میں تم سے رسالت کی اجرت نہیں چاہتا ، میری اجرت میرے خالق کے ذمہ ہے کیا تم غور کرنا نہیں چاہتے؟ !اے میری قوم !اپنے خدا

سے بخشش طلب کرو اور اس کی بار گاہ میں توبہ کرو تا کہ تم پر وہ کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے اور گناہ گار حالت میں مجھ سے رو گردانی نہ کرو. سب نے کہا : اے ہود ! تم نے ہمارے سامنے کوئی (معجزہ) دلیل پیش نہیں کی ہے اور ہم اپنے خداؤں کو صرف تمہارے کہنے سے نہیں چھوڑیں گے اور تم پر ایمان نہیں لائیں گے. صرف یہ کہیں گے کہ ہمارے بعض خداؤں نے تمھیں دیوانہ بنا دیا ہے. حضرت ہودؑ نے کہا : میں خدا کو گواہ بناتا ہوں اور تمھیں بھی گواہ بناتا ہوں کہ میں اس چیز سے بیزار ہوں جس چیز کو تم لوگ خدا کا شریک قرار دیتے ہو پس تم سب کے سب مجھ سے فریب کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

۳۔ سورۂ مومنون کی ۳۳ ویں تا ۴۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ * وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ * أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ * هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ * إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ * إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ * قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ * قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ * فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ)اُن (حضرت ہودؑ)کی قوم کے بزرگوں نے جو کہ کافر ہوگئے تھے اور عالم آخرت کی تکذیب کی اور دنیا میں انھیں عیش و عشرت کی ہم نے زندگی دی تھی انھوں نے کہا : یہ (ہود) بھی تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے جو تم کھاتے ہو وہ بھی کھاتا ہے جو تم پیتے ہو وہ بھی پیتا ہے. اور اگر اپنے ہی جیسے انسان کا کہنا مانوگے تو اس صورت میں تم لوگ نقصان اُٹھانے والوں میں ہوگے. کیا وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے کہ جب مر جاؤگے اور بوسیدہ ہو کر (سڑ گل کر) خاک ہو جاؤ گے تو پھر تمھیں قبر سے باہر نکالا جائے گا؟! کتنا دور ہے وہ وعدہ جو تم سے کیا گیا ہے .زندگی یہی دنیا ہے، کہ مریں گے اور زندہ جئیں گے اور پھر کبھی اٹھائے نہیں جائیں گے اس شخص نے خدا پر جھوٹا الزام لگایا ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے.(حضرت ہودؑ) نے کہا : خدایا ! میری مدد کر کہ انھوں نے میری تکذیب کی ہے ۔

خدا نے کہا : کچھ دن بعد وہ پشیمان ہوں گے، ایک بر حق آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا اور ہم نے انھیں کوڑا کرکٹ بنا دیا. خدا کی اس ستمگر قوم پر لعنت ہو۔

۴۔ سورۂ اعراف کی ۶۵ ویں تا ۷۲ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ * قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ * قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ * أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ * أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ * قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ * قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ * فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ)ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ''ہود'' کو بھیجا. اُس (ہود) نے کہا : اے قوم: واحد اوریکتا خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آیا (اس کے عذاب سے) ڈرتے نہیں؟ کافر قوم کے بزرگوں نے کہا : ہم تمھیں نادانی اور سفاہت کا پیکر جانتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹوں میں سے ہو. ہود نے کہا : اے میری قوم! مجھ میں کوئی سفاھت نہیں ہے. بلکہ پروردگار عالم کی طرف سے ایک پیغمبر ہوں. اپنے رب کے پیغام تم تک پہنچاتا ہوں اور تمہارے لئے ایک خیر خواہ اور امین ہوں. کیا تم نے تعجب کیا کہ تمہارے لئے پروردگار کی جانب سے تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعہ نصیحت آئی ہے تاکہ تمھیں ڈرائے؟!

اُس وقت کو یاد کرو جب خداوند عالم نے تمھیں قوم نوح کے بعد جانشین قرار دیا اور تمہاری قوت میں اضافہ فرمایا خدا کی انواع واقسام کی نعمتوں کو یاد کرو شاید کامیاب ہو جاؤ. قوم ہود نے کہا ! تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف خدا کی عبادت کریں اور جو کچھ ہمارے آباء واجداد پوجتے تھے اسے چھوڑ دیں؟ جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے اگر سچے ہو تو لے آؤ۔

ہود نے کہا : یقیناً خدا کا عذاب اور اس کا غضب تم پرنازل ہو گا،آیا تم ان اسماء کے بارے میں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے اُن بتوں کو دیا ہے اور خدا نے اس سلسلے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے ہم سے جنگ و جدال کرتے ہو ؟! لہذا منتظر رہو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں. ہم نے ہود اور ان کے ہمراہ افراد کو اپنی رحمت سے نجات دی ہے اور ان لوگوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ہم پر ایمان نہیں لائے۔

۵ ۔ سورۂ قمر کی ۱۸ ویں تا ۲۰ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (کَذَّبَتْ عَادٌ فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِی وَنُذُرِ * إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیحًا صَرْصَرًا فِی یَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ * تَنْزِعُ النَّاسَ کَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ)قوم عاد نے (اپنے پیغمبر کی)تکذیب کی لہٰذا (دیکھو کہ) میرا عذاب اور انذار کیسا تھا؟ ہم نے تیز وتند، وحشتناک اور سرد ہوا ایک منحوس دن میں پے در پے بھیجی. کہ وہ ہوا لوگوں کو کھجور کے جڑ سے اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے کے مانند اکھاڑ پھینکتی تھی ۔

کلمات کی تشریح

۱ ۔احقاف: حقف: ریت کے طولانی پرپیچ اور خم دار ٹیلے کو کہتے ہیں، اس کی جمع احقاف ہے. یہاں پر احقاف سے مراد عمان سے حضر موت تک ایک ریتیلا علاقہ ہے جس کی تفصیل کو حموی کی معجم البلدان میں لفظ احقاف کے باب میں مطالعہ کیجئے۔

۲ ۔ لتا فکنا : افک: عظیم افتراء اور جھوٹ ہے اور مشرکین کا مقصد یہ تھا کہ : تم آئے ہوتا کہ ہمیں اپنے عظیم افتراء اور جھوٹ سے ہمارے خداؤں سے روگرداں اور منحرف کر دو؟!

۳ ۔ عارض : عارض: جو کچھ افق میں منجملہ بادل کا ٹکڑا ہو یا ٹڈی اور شہد کی مکھی نمودار ہوتی ہے۔

۴۔ اترفنا ہمُ :ترف :لغت میں تنعم کے معنی میں ہے۔ یعنی ہم نے انھیں انواع و اقسام کی نعمتوں، مال،اولاد اور عالی شان محلوں سے نوزا۔

۵۔ ھیھات:ھیھات ھذا الامر،اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا انجام بہت بعید ہے یعنی نہ ہونے والا ہے۔

۶۔ بصطۃ :بصطہ لغت میں وہی وسعت اور فراخی ہے، بصطۃ فی العلم، علم میں وسعت، فضیلت اور زیادتی کے معنی میں ہے۔ بصطہ فی الجسم، قوت اور طاقت میں زیادتی کے معنی میں ہے کہ یہاں پریہی آخری معنی مراد ہے۔

۷۔ رجس:یہاں پر اس عذاب کے معنی میں ہے جو ناپسندیدہ اعمال اور نا زیبا افعال کی بناء پر نازل ہوتا ۔

۸۔قطعنا دابرھم :قطع الدابرعجز اور بے چارگی مراد ہے، قطع اللہ دابرھم یعنی خدا نے ان کی بیخ کنی کی اور ان کو درمیان سے اٹھا لیا۔

گزشتہ آیات کی تفسیر کا خلاصہ

عاد قبیلہ حضرت نوحؑ کے اعقاب میں سے تھا وہ لوگ تہذیب و ثقافت میں اس درجہ ترقی کر چکے تھے کہ حضرت نوح کی وسیع وعریض شریعت کے لائق اور مناسب ہوگئے، لیکن شیطان انھیں آہستہ آہستہ بتوں کی عبادت کی طرف کھینچ لے گیا یہی وجہ تھی کہ خدا نے ان کی ہدایت کے لئے ہودؑ کو جو کہ اسی قبیلہ سے تھے پیغمبری کے لئے مبعوث کیا تو ہودؑ نے انھیں خدا وندیکتا کی عبادت و بندگی اور دین اسلام پر عمل کرنے کی دعوت دی جو خدا کی شریعت سے متعلق تھا اور حضرت نوحؑ اسے لائے تھے۔ انھوں نے انھیں پند و نصیحت اور انذار کیا، لیکن قوم عاد نے عناد اور گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو خدا نے بھی ان پر سختی کی اور ان سے بارش کو روک دیا، شاید کہ وہ خود کو سنبھال لیں اور خدا کی اطاعت و عبادت کا راستہ اختیار کر لیں،پھر ہودؑ نے انھیں بشارت دی کہ اگر

ایمان لا کر، ناشائستہ اور ناروا اعمال سے توبہ کریں تو خدا وند عالم انھیں فراوان بارش سے نوازے گا .اور عذاب خداوندی سے انھیں ڈرایا لیکن وہ لوگ اس کے بر عکس اپنی سرکشی اور عناد میں اضافہ ہی کرتے رہے اسی وجہ سے خدا نے ان کی طرف سیاہ اور کالی آندھی بھیج دی جب قوم عاد نے اس آندھی کو دور سے افق کے کنارے دیکھا تو سمجھی کہ وہ برسنے والا بادل ہے،اس بات سے غافل کہ وہ ایک تیز و تند آندھی ہے جو انھیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی اور ان کے گھروں کو اپنی جگہ پر چھوڑ دے گی.قوم ثمود کا بھی یہی انجام ہوا اب انشاء اللہ ان کے حالات کی تفصیل بیان کریں گے۔

حضرت صالح پیغمبر

قرآن کریم میں حضرت صالح کی سیرت اور روش کلمات کی تشریح آیات کی تفسیر

قرآن کریم میں حضرت صالح کی سیرت اور روش

ا۔ خدا وند سبحان سورۂ نمل کی ۴۵ ویں تا ۴۷ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے: (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ * قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰہَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ * قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ)اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو بھیجا تاکہ وہ کہیں کہ خدا وند واحد ویکتا کی عبادت کرو،ان کی قوم دو گروہ میں تقسیم ہوگئی (ایک مومن گروہ اور دوسرا کافر گروہ) اور آپس میں دونوں جنگ وجدال کرنے لگے.صالح نے کہا : اے قوم والو! کیوں قبل اس کے کہ کوئی نیک کام کرو برے کاموں کی طرف جلد بازی کر رہے ہو تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے کہ شاید تم پر رحم کر دیا جائے ؟انھوں نے کہا : ہم تجھے اور تیرے ماننے والوں کو فال بد جانتے ہیں. صالح نے کہا :تمہاری سرنوشت (برا انجام) خدا کے پاس ہے بلکہ تم لوگ آزمائے گئے ہو۔

۲۔ سورۂ شعراء کی ۱۴۱تا ۱۵۵ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (کَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ * إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ * إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ * فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ * وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ * أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ * فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ * وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ * وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ * فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ * وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ * الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ * قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ * مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ * قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ)قوم ثمود نے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی.جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا : کیوں تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے؟! میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں، لهذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو . میں تم سے اپنی رسالت کا اجر نہیں چاہتا میرا اجر رب العالمین کے ذمہ ہے.

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ اس دنیا وی ناز ونعمت میں رہو گے؟! انھیں باغات، بہتے چشموں، کھیتیوں اور نخلستان میں جو کہ لطیف اور نازک پھول والے ہیں اور جو پہاڑوں میں ہنرمندی اور مہارت کے ساتھ گھروں کو تعمیر کرتے ہو؟! خدا سے ڈرو اور میری بات مانو اور فضول خرچی اور اسراف کرنے والوں کا کہنا نہ مانو. وہی لوگ جو اس سرزمین پر فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے . انھوں نے کہا : یقیناً تم پر جادو کر دیا گیا ہے، تم ہمارے جیسے انسان کے علاوہ کچھ نہیں ہو،اگر سچے ہو تو معجزہ دکھاؤ. (صالح) نے کہا : یہ اونٹنی ہے ایک دن یہ پانی پےئے گی اور ایک دن پینا تم لوگوں کے لئے معین اور مخصوص ہے.

۳۔اور سورۂ ہود کی ۶۱تا ۶۸ویںآیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ * قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ * قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ * وَيَا قَوْمِ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ * فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ

أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ * فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ * وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ * كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَ لَاإِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَابُعْدًا لِّثَمُودَ)قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا .صالح نے کہا : اے میری قوم!اس خدا کی عبادت کرو جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے .اس نے تمھیں خاک سے پیدا کیا اور تمھیں اس میں آباد کیا لہٰذ ا اس سے مغفرت طلب کرو اور گناہوں سے توبہ کرو یقیناً میرا رب (تم سے) نزدیک ہے اور توبہ قبول کر نے والا ہے ۔

انھوں نے کہا :اے صالح !اس سے قبل تم ہم لو گوں کے نزدیک ایک پناہ گاہ (امید کی جگہ) تھے کیا تم ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے خداؤں کی عبادت کرنے سے روک کر رہے ہو ؟ جس چیز کے لئے تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اس کی بہ نسبت ہم بد گمان اور مشکوک ہیں ۔صالح نے کہا !اے قوم والو!اگر میں اپنے رب کی طرف سے کوئی معجزہ دکھاؤں جوکہ اس نے مجھ کو اپنی رحمت سے منتخب کیا ہے تو اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟اور اگر اس کا کہنا نہ مانوں تو پھر کون ہے جو ہمیں اللہ (کے غضب) سے امان دے گا ؟ کہ تم لوگ مجھ پر ضرر ونقصان کے اضا فے کے سواء کچھ نہیں کر سکتے .اور اے میری قوم! یہ اوٹنی خدا کی ہے جو تمہارے لئے معجزہ ہے،اسے چھوڑ دو تا کہ اللہ کی سرزمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ بہت جلد ہی خدا کا عذا ب تمھیں اپنی گرفت میں لے لے گا.صالح کی قوم نے اوٹنی کو مار ڈالا .صالح نے ان سے کہا :تین دن مزید اپنے گھروں میں زند گی کا لطف اٹھاؤ،یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہے. جب ہمارا عذاب آیا توصالح اور ان کے ہمراہ با ایمان افراد کو اپنی رحمت کے ذریعہ اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بے شک تمہاراپروردگار تو قوی اور عزیز ہے. اور ستمگروں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ہنگا م صبح اپنے گھروں میں موت کی نیند سورہے تھے گویا وہ لوگ کبھی اس دیار میں زندہ ہی نہیں تھے. جان لوکہ ثمود کی قوم اپنے رب کی منکر ہوئی اور خدا کی رحمت سے دور ہو گئی ۔

۴۔ سورۂ اعراف کی ۷۳۔ ۷۹ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ * وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ * قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ * قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ * فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ * فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ * فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ) اور قوم ثمود پر ان کے بھائی صالح کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا .صالح نے کہا : اے میری قوم والو !خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے .بتحقیق تمہارے رب کی طرف سے آشکار معجزہ آیا ہے یہ خدا کی اونٹنی ہے جو کہ تمہارے لئے ایک معجزہ ہے اُسے چھوڑ دو تاکہ خدا کی سر زمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچانا ورنہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے.اُس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمھیں قوم عاد کی ہلاکت کے بعد گزشتہ افراد کا جانشین بنا یا اور زمین میں ٹھکانہ دیا کہ اس کی ہموار زمینوں میں محلوں کی تعمیر کرو اور پہاڑوں میں گھروں کی بنا ڈالو.لہٰذا خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین پر فساد برپا نہ کرو ، تو اس قوم کے بڑے لوگوں نے کمزور بنادے ئے جانے والے لوگوں میں سے جو ایمان لائے تھے ان سے کہا : کہ تم کو کیا معلوم کہ صالح اپنے رب کا فرستادہ ہے ؟ وہ لوگ بولے : جو آئین (قانون) وہ لائے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہیں، تو جن بڑے لوگوں نے ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیا تھا بولے: جن باتوں پر تم ایمان لائے ہو ہم ان کے منکر اور کافر ہیں.لہٰذا اونٹنی کو مارڈالا اور خدا کے حکم کی نا فرمانی کی اور کہا : اے صالح! اگر تم پیغمبر ہو تو جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے وہ لے آؤ .پھر وہ زلزلہ میں گرفتار ہوگئے اور اپنے گھروں میں بے جان پڑے رہ گئے. پھر اس وقت صالح نے ان سے منھ پھیر کر کہا : اے میری قوم ! میں نے اپنے رب کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور تمھیں پند و نصیحت بھی کر دی لیکن تم لوگ خیر خواہوں

اور نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔ ۵۔ سورۂ نمل کی ۴۸ ویں تا ۵۳ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ * قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ * وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ * فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ * فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ * وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ)اُس شہر میں نو افراد قبیلہ (رؤسائے میں سے) تھے جو فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے. ان لوگوں نے کہا : تم سب آپس میں خدا کی قسم کھاؤ کہ شب میں اس (صالح) کو اور جو اس کے ساتھ ہیں ان سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے، پھر اس وقت انکے ورثہ سے کہیں گے کہ ہم لوگ ان کے ساتھیوں کی ہلاکت کے وقت حاضر نہیں تھے اور سچ کہتے ہیں. انھوں نے زبردست دھوکا دیا اور ہم نے ان کی بے خبری میں تدبیر کی. غور کرو کہ ان کے فریب کا نتیجہ کیا ہوا ؟ ہم نے ان سب کو اور ان کی قوم کو ایک ساتھ ہلاک کر ڈالا اور یہ خالی گھر انھیں کے ہیں جن کی دیواریں اور چھتیں نیچے گر گئی ہیں ان کے ان مظالم کے سبب سے جو انھوں نے کئے ہیں ؛ اس میں، ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں ایک عبرت ہے. اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور پرہیزگاری کا ثبوت دیا ہم نے انھیں نجات دی۔

کلمات کی تشریح

۱۔ اطّیرنا وطائرکم: تطیّر و اطّیر :اس نے بد فالی کی، بد شگونی کی اور طائرکم یہاں پر تمہاری بد شگونی اور نحوست کے معنی میں ہے۔

۲۔ ھضیم : ھضیم پختہ اور قابل استفادہ اور لطیف یعنی خوشگوار اور نرم میوہ ۔

۳۔ فارھین: فارہ، مدہوش اور ماہر کہ دونوں ہی معنی بحث سے مناسبت رکھتے ہیں۔

۴۔ جاثمین: جثم جثوماً ، زمین سے چپکا ہوا، افتادہ اور ہلاک شدہ ۔

۵ ۔بوّاکم :بوّاہ منزلاً ،وہاں اسے نیچے لایا ۔

٦۔ و لا تعثوا :عاث و عثا،زبردست فساد کیا ۔

۷۔ عتوا : عتا عتوا،تکبر کیا سرکشی اور طغیانی کی حد کر دی۔

۸ ۔ رجفۃ:رجف،اُسے زبردست حرکت اور جنبش پر مجبور کیا،الرّجفہ یکبارگی لرزنا (زلزلہ) ۔

۹ ۔ رھط :رھط یہاں پر دس آدمی سے کم کا ایک گروہ ہے جس میں کوئی عورت نہ ہو۔

آیات کی تفسیر کا خلاصہ

ثمود کا قبیلہ حضرت نوح ؑکے اعقاب میں تھا جو قوم عاد کے بعد زندگی گذار رتے تھے وہ لوگ مدینہ اور شام کے درمیان عالی شان محلوں میں زندگی گذار تے تھے.یہ قوم خود پسندی اور سرکشی میں مبتلا ہو گئی اور خدا کو ترک کر دیا اور بتوں کی پرستش میں مشغول ہوگئی خداوند عالم نے بھی صالح ؑپیغمبر کو جو کہ اسی ثمود قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے بشارت وانذار کی ذمہ داری دے کر ان کی طرف بھیجا گزشتہ آیات میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان کے اور ان کے افراد قبیلہ کے درمیان کیا گزری۔

آخر کار قوم ثمود نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا اس شرط کے ساتھ کہ پہاڑ سے ایک حاملہ اونٹنی اپنے مدعا کی صداقت کے عنوان سے ظاہر کریں. خداوند سجا ن نے ان کی یہ خواہش پوری کی، پہاڑ کے اندر زبردست پیچ وتاب کی کیفیت پیدا ہوئی پھر اس سے ایک حاملہ موٹی اونٹنی بر آمد ہوئی اور اس نے قوم ثمود کے سامنے بچہ جنا ۔ حضرت صالح نے اپنی قوم سے طے کیا کہ ایک دن ناغہ کر کے نہر کا پانی اُس اونٹنی سے مخصوص رہے اور کوئی دوسرا اس پانی سے استفادہ نہ کرے اور اونٹنی کا دودھ پانی کی جگہ ان کا ہو گا.اور دوسرے دن نہر کا پا نی ان کے اور ان کے چوپایوں کے لئے ہو گا.ایک مدت تک وہ لوگ اس عہد پر باقی رہے،یہاں تک کہ ۹ء

اوباش اور ظالم افراد نے اس اونٹنی کے قتل کا مصمم عزم کر لیا اور آخر کار اسے قتل کر ڈالا۔ نتیجہ کے طور پر خوفناک آسمانی آواز (چنگھاڑ) آئی اور زمین کو شدید جنبش ہوئی (زلزلہ آیا) اور اپنی جگہ پر ہلاک ہوگئے۔

بحث کا نتیجہ

خدا وند عالم نے ہود اور صالح علیہما السلام کو (رحمت خدا وندی کا) بشارت دینے والا اور (اس کے عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا۔انھون نے بھی شریعت نوحؑ اور ان کے قوانین و آئین پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ اس طرح سے جو بھی حضرت نوحؑ کے بعد آیا ان کے آئین اور شریعت کی تبلیغ کرتا تھا وہ نوح پیغمبر کا ان کی شریعت پر وصی تھا خواہ خدا کی طرف سے رسول ہو جیسے ہود اور صالح علیہما السلام یا نہ ہو جیسے نوحؑ کے فرزند سام یا دیگر اوصیاء جو ان کے بعد تشریف لائے ہیں؛یہاں تک کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو شریعت حنفیہ کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث کیا کہ انشاء اللہ اس موضوع سے متعلق مطالب آیندہ بحث میں آئیں گے۔

ابراہیم (خلیل الرحمن)۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کی سرگذشت کے مناظر۔ حضرت ابراہیم اور مشرکین۔ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کعبہ کی تعمیر اور مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسحق اور۔ حضرت یعقوب.

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کی سرگذشت کے مناظر

پہلا منظر، حضرت ابراہیم اور مشرکین.

ا۔خدا وند سبحان سورۂ شعراء کی ۶۹ویں سے ۸۲ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ * إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ * قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ * قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ * أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ * قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ * قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ * أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ * فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ * الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ * وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ * وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ * وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ * وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ)

(اے پیغمبر!)ابراہیم کی خبر امت کے لئے بیان کرو .جب انھوں نے اپنے مربی باپ(چچا) اور اپنی قوم سے کہا:تم لوگ کس معبود کی عبادت کرتے ہو.انھوں نے جواب دیا:اُن بتوں کی جو مسلسل ہماری پرستش کا محل و محور ہیں.اُنھوں نے کہا تم لوگ انھیں پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری باتیں سنتے ہیں؟!یا تمہارے حال کے لئے کوئی نفع ونقصان کے مالک ہیں؟انھوں نے کہا :ہم نے اپنے آباء واجداد کو دیکھا ہے کہ ایسا کرتے تھے. حضرت ابراہیم نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تم جن کی پرستش کرتے ہو، تم اور تمہارے گزشتہ آباء واجداد .میں ان سب کو دشمن رکھتا ہوں جز رب العالمین کے. کہ اُس نے ہمیں پیدا کیا اور راہ راست کی ہمیں راہنمائی کی .وہ ہے جس نے ہمیں سیر کیا ہے اور ہماری تشنگی دور کی ہے. اور جب بیمار ہوتے ہیں تو ہمیں شفا دیتا ہے. اور وہ کہ جو ہمیں مارتا

اور اُس کے بعد زندہ کرتا ہے. وہ خدا جس سے لو لگائے رہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہمارے گناہوں کو بخش دے ۔ ۲۔ سورۂ انعام کی ۷۴ویں سے ۸۱ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ * وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ * فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ * فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ * فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ * إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ * وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ * وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) (اے پیغمبر)اُس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے مربیّ باپ آزر سے کہا :آیا تم نے.بتوں کو خدا بنا یا ہے ؟! میں تمھیں اور تمہاری قوم کو آشکار گمراہی میں دیکھتا ہوں.اور اس طرح سے ابراہیم کو زمین وآسمان کے ملکوت کا نظارہ کرایا تا کہ مقام یقین تک پہنچ جائیں. لہٰذا جب شب کی تاریکی چھائی، تو ایک ستارے کو دیکھا اور کہا یہ میرا رب ہے.

لیکن جب وہ ستارہ ڈوب گیا تو کہا :میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہوں پھر جب چاند کو درخشاں دیکھا،تو کہا : یہ میرا رب ہے،لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا : اگر خدا میری راہنمائی نہ کرے تو یقیناً میں گمرا ہوں میں ہو جاؤں گا.اور جب ضوفشاں خورشید (تابناک سورج) کو دیکھا تو کہا : یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے ۔

لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا : اے میری قوم ! میں ان چیزوں سے جن کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں.میں نے خالص ایمان کے ساتھ اس خدا کی طرف رُخ کیا ہے جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے اور میں کبھی مشرکین کا موافق نہیں ہوں گا.ابراہیم کی قوم ان کے ساتھ دشمنی اور کٹ حجتی پر آمادہ ہو گئی.تو آپؑ نے کہا : آیا ہم سے خدا کے بارے میں بحث کرتے ہو جبکہ

خدا نے در حقیقت ہماری ہدایت کی ہے؟!تم جن چیزوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں مگر یہ کہ خدا کی مرضی ہو کہ ہمارے رب کا علم تمام موجودات کو محیط ہے،کیوں تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟!اور میں کیسے ان چیزوں سے خوف کھاؤں جنھیں تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو جبکہ تم خدا کا شریک قرار دینے سے نہیں ڈرتے جب کہ اس سلسلے میں کوئی حجت اور برہان نہیں ہے؟! ہم دونوں میں سے کون سلامتی (اور کون خوف)کا سزاوار ہے،اگر تم لوگ فہم رکھتے ہو(یا جانتے ہو تو بتاؤ) ۔

۳۔ سورۂ عنکبوت کی ۱۶سے ۱۸اور۲۴اور ۲۵ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإبرَاهيمَ إذْ قَالَ لِقَومِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقوهُ ذٰلِكُمْ خيرٌ لَكُمْ إن كُنتُمْ تَعلَمُون * إنَّمَا تَعبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ أوْثَاناً وَ تَخْلُقُونَ إفْكاً إنّ الَّذِينَ تَعبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ لَايَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقاً فَابتَغُوا عِندَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعبُدُوهُ وَاشكُرُوا لَهُ إلَيهِ تُرجَعُونَ * وَإن تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِن قَبلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إلَّا البَلَاغُ المُبِين *...*فَمَا كَانَ جَوَابَ قَومِهِ إلَّا أن قَالُوا اقْتُلُوهُ أوْ حَرِّقُوهُ فَأنجَاهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ إنّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَومٍ يُؤمِنُون * وَقَالَ إنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِن دُونِ اللّٰهِ أوْثَاناً مَوَدَّةَ بَينِكُمْ فِي الحَيَاةِ الدُّنيَا ثُمَّ يَومَ القِيَامَةِ يَكفُرُ بَعضُكُمْ بِبَعضٍ وَيَلعَنُ بَعضُكُمْ بَعضاً وَمَأوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِن نَاصِرِين)ابراہیم کی داستان کو یاد کرو جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو.اگر سمجھو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے.تم خدا کے علاوہ صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اپنے پاس سے جھوٹ گڑھتے ہو اور جن لوگوں کو خدا کے علاوہ پوجتے ہو وہ تمھیں روزی دینے پر قادر نہیں ہیں لہٰذا خداوند سبحان سے روزی طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر بجالاؤکہ تمہاری بازگشت اسی کی طرف ہے.اور تم لوگ جو مجھے جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کی ہے، لیکن رسول پر رسالت کی آشکار تبلیغ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے...(ان تمام نصیحتوں کے بعد جو ابراہیم نے کی ہے) ان کی قوم کا جواب اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا کہ انھوں نے کہا :اسے قتل کر ڈالو یا جلا ڈالو؛ اور خدا نے اسے آتش سے نجات دی بیشک اس حکایت میں صاحبان قوم کے لئے نشانیاں ہیں.

پھر ابراہیم نے کہا :اے لوگو!جن کو تم لوگ خدا کے سوا خدا بنائے ہوئے ہو وہ ایسے بت ہیں جو تم نے صرف اپنے درمیان دنیاوی زندگی میں دوستی کے لئے اپنا یا ہے (اور) پھر قیامت کے دن تم لوگ ایک دوسرے کی تکفیر کروگے اور ایک دوسرے پر لعن و نفرین کروگے اور تمہارا ابدی ٹھکانہ آتش جہنم ہوگا اور کوئی یاور و مددگار بھی نہیں ہوگا ۔

۴۔ سورہ صافات کی ۷۹اور۸۳سے۹۸ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (سَلاَمٌ عَلَی نُوحٍ فِی الْعَالَمِینَ *...*وَإِنَّ مِنْ شِیعَتِہِ لَإِبْرَاہِیمَ * إِذْ جَاءَ رَبَّہُ بِقَلْبٍ سَلِیمٍ * إِذْ قَالَ لِأَبِیہِ وَقَوْمِہِ مَاذَا تَعْبُدُونَ * أَئِفْکًا آلِہَۃً دُونَ اﷲِ تُرِیدُونَ * فَمَا ظَنُّکُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِینَ * فَنَظَرَ نَظْرَۃً فِی النُّجُومِ * فَقَالَ إِنِّی سَقِیمٌ * فَتَوَلَّوْا عَنْہُ مُدْبِرِینَ * فَرَاغَ إِلَی آلِہَتِہِمْ فَقَالَ أَلاَتَأْکُلُونَ * مَا لَکُمْ لاَتَنْطِقُونَ * فَرَاغَ عَلَیْہِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِینِ * فَأَقْبَلُوا إِلَیْہِ یَزِفُّونَ * قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ * وَاﷲُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ * قَالُوا ابْنُوا لَہُ بُنْیَانًا فَأَلْقُوہُ فِی الْجَحِیمِ * فَأَرَادُوا بِہِ کَیْدًا فَجَعَلْنَاہُمْ الْأَسْفَلِینَ)

تمام عالم میں نوح پر سلام...اور ان کے شیعوں میں ایک ابراہیم ہیں . وہ پاکیزہ دل اور سالم قلب کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں آئے . اُس وقت جب انھوں نے اپنے مربیّ باپ اور اپنی قوم سے کہا :یہ کیا ہے جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو؟!آیا جھوٹے خداؤں کو(سچے) خدا کی جگہ چاہتے ہو؟! عالمین کے رب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟!اُس وقت ستاروں کی طرف نگاہ ڈالی اور کہا : میں بیمار ہوں. (لوگ) ان سے منھ موڑ کر باہر نکل گئے. انھوں نے ان کے بتوں کی طرف رخ کیا اور کہا : آیا اُن غذاؤں کو (جو مشرکین عید کے دن تمہارے لئے لاتے ہیں) کیوں نہیں کھاتے؟! تمھیں کیا ہوگیا ہے,کیوں نہیں بولتے؟! (یہ کہا)اور کلہاڑی سے بتوں پر حملہ کر دیا اور بڑے بت کے علاوہ سب کو توڑ پھوڑ ڈالا .(شہر کے لوگ) ہراساں اور سراسیمگی کے عالم میں ان کی طرف دوڑے ۔ابراہیم نے پوچھا : آیا اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہو,جبکہ خدا نے تمھیں اور تمہارے بنائے ہوئے بتوں (پتھروں) کو پیدا کیا ہے؟!انھوں نے کہا :اس کے لئے کوئی عمارت بناؤ اور اسے آگ میں ڈال دو,انھوں نے ان کے ساتھ ایک چال چلنا چاہی لیکن ہم نے انھیں پست اور ذلیل کر دیا ہے۔

۵ ۔ سورۂ انبیاء کی ۵۱ ویں تا ۷۰ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ * إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ * قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ * قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ * قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ * قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ * وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ * فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ * قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ * قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ * قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ * قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ * قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ * فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ * ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ * قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ * أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ * قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ * قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ * وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ)بیشک ہم نے ابراہیم کو وہ رشد عطا کیا جو ان میں ہونا چاہئے تھا اور ہم اس سے آگاہ تھے. جب انھوں نے اپنے مربیّ باپ اور اپنی قوم سے کہا : یہ مورتیاں کیا ہیں کہ جن کی عبادت میں مشغول ہوگئے ہو؟! انھوں نے کہا ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ان کا پجاری پایا ہے. ابراہیم نے کہا: بیشک تم اور تمہارے آباء واجداد کھلی ہوئی گمراہی میں ہو. انھوں نے پوچھا: آیا تم حق کی طرف سے ہماری جانب آئے ہو یا تم بھی ایک بازی گر ہو؟! ابراہیم نے کہا : بلکہ تمہارا رب زمین اور آسمانوں کا رب ہے، جس نے ان سب کو خلق کیا ہے اور میں اس امر پر گواہی دیتا ہوں. خدا کی قسم تمہارے باہر جانے کے بعد تمہارے بتوں کے بارے میں کوئی تدبیر میں ضرور کروں گا .

پھر بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جز بڑے بُت کے کہ شاید اس کی جانب رجوع کریں. (لوگوں نے) کہا: جس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے وہ ستمگروں میں سے ہے.انھوں نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ ابراہیم نامی جوان ہمارے بتوں کو بُرے لفظوں سے یاد کرتا ہے.انھوں نے کہا: اسے لوگوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ سب گواہی دیں. انھوں نے پوچھا !اے ابراہیم !کیا تم

نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے؟ابراہیم نے جواب دیا:بلکہ ان میں جو سب سے بزرگ ہے اس نے ایسا کیا ہے،اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو!(قوم) نے اپنے نفوس کی طرف رجوع کر کے کہا : تم خود ہی ظالم و ستمگر ہو،پھر سر جھکا کر بو لے، (اے ابراہیم) تم تو جانتے ہو کہ یہ کلام نہیں کر سکتے.ابراہیم نے کہا : پھر خدا کے سوا کیوں کسی ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان؟!تم پر اور ان بتوں پر وائے ہو جن کی خدا کے بجائے پرستش کرتے ہو، کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ؟! (لوگوں نے کہا) اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر تم لوگ کچھ کر سکتے ہو تو.اور ہم نے خطاب کیا کہ: اے آگ!ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا.انھوں نے ان (ابراہیم) کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ کیا تو ہم نے بھی انھیں نقصان اٹھانے والوں میں قرار دیا۔

٦۔ سورۂ بقرہ ٢٥٨ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (أَلَمْ تَرَ إِلَی الَّذِی حَاجَّ إِبْرَاهِیمَ فِی رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِیمُ رَبِّیَ الَّذِی یُحْیِی وَیُمِیتُ قَالَ أَنَا أُحْیِی وَأُمِیتُ قَالَ إِبْرَاهِیمُ فَإِنَّ اللّٰهَ یَأْتِی بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِی کَفَرَ وَاللّٰهُ لاَیَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِینَ)کیا تم نے نہیں دیکھا اس شخص (بادشاہ وقت) کو جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں بحث کی صرف اس لئے کہ خدا نے اس کو ملک عطا کیا تھا جس وقت ابراہیم نے کہا : میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، (بادشاہ) نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں،ابراہیم نے کہا : میرا خدا وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (اے بادشاہ) تو اسے مغرب سے نکال دے وہ کافر (بادشاہ) مبہوت وششدر ہوگیا اور جواب سے عاجز اور بے بس ہوگیا خدا ستمگروں کی راہنمائی نہیں کرتا ۔

دوسرا منظر۔ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط

۱۔ سورہ عنکبوت کی ۲۶۔ ۲۷۔ ۳۱۔ ۳۲۔ آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ * وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ *... *وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ * قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ)

پس لوط ان (ابراہیم) پر ایمان لائے اور کہا :میں (اس دیار شرک سے) اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں،میرا رب عزیز اور حکیم ہے .اور ہم نے اسے اسحق اور یعقوب عطا کیا اور اس کے خاندان میں نبوت اور آسمانی کتاب قرار دی اور دنیا میں اسے اس کا اجر مرحمت کیا اور آخرت میں بھی وہ صالحین کے زمرہ میں ہے .اور جب ہمارے نمائندہ فرشتوں نے ابراہیم کے لئے (فرزند کی ولادت کی)خوشخبری دی اور انھوں نے کہا : ہم (اپنے رب کے حکم سے) اس دیار کے لوگوں کو جو ظالموں کے زمرہ میں ہیں ہلاک کر دیں گے. ابراہیم نے کہا :لوط بھی وہیں ہیں، انھوں نے کہا : ہم وہاں کے رہنے والوں سے زیادہ واقف ہیں،ہم لوط اور ان کے خاندان کو نجات دے دیں گے ان کی بیوی کے علاوہ جو کہ ہلاک ہونے والی ہے ۔

۲۔ سورۂ ہود کی ۶۹۔ ۷۶ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ *فَلَمَّا رَأَى أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمِ لُوطٍ * وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ * قَالَتْ يَا وَيْلَتَا أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ* قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ * فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ *إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ * يَاإِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ)ہمارے فرشتوں نے ابراہیم کو بشارت دی (مژدہ سنایا)اور انھیں سلام کیا،ابراہیم نے بھی جواب سلام دیا اور (چونکہ انھیں آدمی کی شکل میں دیکھا تھا اس لئے) ابھی زیادہ دیر نہیں

ہوئی تھی کہ ایک بھنا ہوا گائے کا بچھڑا حاضر کر دیا ۔اور جب دیکھا کہ وہ لوگ غذا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو انھیں ناراض سمجھا اور دل میں ان سے خوفزدہ ہوئے (فرشتوں نے) کہا : نہ ڈرو ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں انکی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی (خوشی سے)ہنسنے لگی، پھر ہم نے اس کو اسحق کی بشارت دی اور اسحق کے بعد یعقوب کی، اس نے کہا : اے وائے! میں ایک بوڑھی عورت ہوں اور میرا شوہر بھی ضعیف ہے (کیا میں بچہ پیدا کر سکتی ہوں) یہ تو بالکل عجیب سی بات ہے۔فرشتوں نے کہا : کیا تمہیں حکم الٰہی میں تعجب ہورہا ؟! خدا کی رحمت اور برکت تم گھر والوں پر ہووہ بیشک حمد و مجد اور بزرگی کا سزوار ہے اور جب حضرت ابراہیم کا ڈر ختم ہوگیا اور فرزند کی بشارت مل گئی ،تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں اصرار کرنا شروع کردیا یقیناً ابراہیم حلیم وبردوبار، دلسوزاور ہمدرد،توبہ وانابت کرنے والے تھے ۔اے ابراہیم !اس بات سے اعراض کرو کہ تمہارے رب کا حکم آچکا ہے ان کی طرف قطعی اور اٹل عذاب آنے والا ہے ۔

٣۔ سورۂ ذاریات کی ٢۴ تا ٣٧ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ * إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ * فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ * فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ * فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ * فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ * قَالُوا كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ * قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ * قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُجْرِمِينَ * لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ * مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ * فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ * فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ * وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ)آیا ابراہیم کے معزز مہانوں کی حکایت تم تک پہنچی ہے ؟!جب وہ لوگ ان کے پاس آئے اور انھیں سلام کیا (اور ابراہیم نے بھی)سلام کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ ناآشنا انسان ہو،پھر اس گھڑی اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور موٹے تازے گوسالہ کا کباب لے آئے۔اور اسے ان کے پاس رکھ کر ان سے کہا : کیا تم لوگ نہیں کھاؤ گے؟!اس وقت انھیں ان لوگوں سے خوف پیدا ہوا تو ان لوگوں نے کہا : نہ ڈرو اور انھیں ایک دانا اور

عقلمند بچے (اسحق) کا مژدہ دیا.پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آئی اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور بولی: میں ایک بوڑھی بانجھ عورت ہوں (کیسے بچہ پیدا کر سکتی ہوں)؟

تو انھوں نے جواب دیا تمہارے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے.وہ حکیم اور دانا ہے.ابراہیم نے ان سے سوال کیا :اے خدا کے نمائندو! تمہارا کیا کام ہے؟جواب دیا :ہم لوگ بد کار قوم کی جانب بھیجے گئے ہیں.تاکہ ان کے سر پر مٹی اور پتھر کی بارش کریں.ایسے پتھروں سے کہ جن پر تمہارے رب کے نزدیک ستمگروں کے لئے نشانی لگی ہوئی ہے.اور ہم مومنین میں سے جو بھی وہاں تھا اسے باہر لے آئے.اور اس پورے علاقے میں ایک مسلم،خدا پرست گھرانے کے ہم نے کوئی گھرانہ نہیں پایا.اور وہاں ان لوگوں کے لئے جو خدا کے دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں نشانی اور عبرت قرار دی۔

۴۔سورۂ شعراء کی ١٦٠تا ١٧٣ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ * إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلاَ تَتَّقُونَ * إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ * فَاتَّقُوا اللهَ وَأَطِيعُونِ * وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ * أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ * وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ * قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ * قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ * رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ * فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ * إِلاَّ عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ * ثُمَّ دَمَّرْنَا الآخَرِينَ * وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ) قوم لوط نے پیغمبروں کی تکذیب کی.جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا :کیوں تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟.میں تمہارے لئے ایک امین اور خیر خواہ پیغمبر ہوں.خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو.میں تم سے اس رسالت کی اجرت نہیں چاہتا ہوں میری اجرت صرف رب العالمین کے پاس ہے.آیا تم لوگ زمانہ کے مردوں کی طرف رخ کرتے ہو اور اپنی اُن ازواج کو جنھیں خدا نے تمہارے لئے خلق کیا ہے انھیں چھوڑ دیتے ہو ؟!یقیناً تم لوگ ظالم اور تجاوز پیشہ انسان ہو.انھوں نے جواب دیا :اے لوط! اگر اس کے بعد تم ممانعت کرنے سے باز نہیں آئے تو تمھیں شہر سے باہر کر دیں گے.لوط نے کہا :میں

تمہارے کام سے بیزار ہوں. خدا یا! ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو ان (بُرے) کاموں سے جن کے یہ مرتکب ہوتے ہیں نجات دے.ہم نے اُسے اور اس کے تمام گھرانے کو نجات دی. سوائے اُس بوڑھی عورت کہ جو پیچھے رہنے والوں میں تھی(اور اسے ہلاک ہونا چاہئے تھا) ۔پھر دوسروں کو ہلاک کردیااُن پر پتھروں کی بارش نازل کردی جو ڈرائے جانے والوں کے حق میں بدترین بارش ہے۔

تیسرا منظر۔ابراہیمں اور اسمٰعیلں اور تعمیر خانہ کعبہ

ا۔ خدا وند سبحان سورۂ ابراہیم کی ۳۵۔ ۳۷اور ۳۹۔۴۱ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:(وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ * رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ * رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ * .... * الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ * رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ * رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ)اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کیا :خدایا!اس شہر (مکہ) کو جائےامن قرار دے اورمجھےاور میرے فرزندوں کو،بتوں کی پرستش سے دور رکھ، خدایا !ان لوگوں نے بہت سارے افراد کو گمراہ کیاہے، لہٰذا جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہےاور جو میری نافرمانی کرے، توبخشنے والا مہربان ہے، خدا یا ! میں نے اپنے بعض اہل وعیال کو بے آب وگیاہ صحرا میں ساکن کر دیا ہے جو تیرے اس محترم گھر کے نزدیک ہے۔ خدا یا تاکہ وہ لوگ نماز پڑھیں لہٰذا لوگوں کے قلوب کو اُن کی طرف مائل کر دے اور انواع واقسام کے پھلوں سے انھیں روزی عطا کر شاید صبرو شکر ادا کریں.اس خدا کی ستائش ہے جس نے ہمیں بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحقؑ سے نوازا، میرا رب دعا کا سننے والا ہے، خدا یا!مجھے نماز

قائم کرنے والوں میں قرار دے اور میرے فرزندوں میں بھی،خدایا! میری دعا کو قبول کر، خدا یا! جس دن عدل کی میزان قائم ہو گی(جس دن حساب و کتاب ہو گا)تو مجھے اور میرے والدین اور تمام مومنین کو بخش دے۔

۲۔ سورۂ حج کی ۲۶،۲۷، ۷۸ویں آیات یں ارشا د ہوتا ہے:(وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ * وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ *... *وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ...)جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ آمادہ کی اور (میں نے فرمایا)کسی چیز کو میرا شریک اور ہمتا قرار نہ دو اور ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ گذاروں کے لئے پاک و پاکیزہ رکھو،اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کرو،تا کہ پیادہ اور لاغر سواریوں پر سوار ہو کر دور دراز علاقوں سے تمہاری طرف آئیں،اور خدا کی راہ میں جہاد کرو،ایسا جہاد جواُس کے سزاوار اور مناسب ہو،اُس نے تمھیں منتخب فرمایا ہے اور تمہارے لئے دین میں کوئی زحمت و دشواری قرار نہیں دی ہے، یہی تمہارے باپ ابراہیمؑ کا آئین ہے کہ اس نے تمھارا پہلے ہی سے مسلمان نام رکھا ہے۔

۳۔سورۂ بقرہ کی ۱۲۴تا ۱۲۹ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ * وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ * وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ * وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ * رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ * رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ)جب خدا وندمنان نے (حضرت

)ابراہیم کا چند کلمات کے ذریعہ امتحان لیا اور جب وہ کامیاب ہوگئے تو خدا وند عالم نے کہا :میں نے تمھیں لوگوں کا پیشوا اور امام قرار دیا.ابراہیم نے کہا :میرے فرزندوں کو بھی؟ خدا نے کہا :میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا .اور جب ہم نے کعبہ کو جائے امن اور لوگوں کا مرجع بنا یا اور یہ مقرر کیا کہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ قرار دو اور ابراہیم واسمٰعیل سے عہد وپیمان لیاکہ ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں رکوع کرنے والوں اور سجدہ گزاروں کے لئے پاک وپاکیزہ رکھیں.

اور جب ابراہیم نے عرض کیا :خدا یا :اس شہر کو جائے امن قرار دے اور وہاں کے لوگوں کو جوخدا ورسول اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں پھلوں سے رزق عطا کر .خدا وند عالم نے فرمایا :جو کفر اختیار کرے گا اسے بھی دنیا میں تھوڑا بہرہ مند کروں گا،لیکن آخرت میں آتش جہنم میں جو کہ بہت برا ٹھکا نہ ہے اُسے ضرور عذاب دوں گا.اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کررہے تھے،تو انھوں نے کہا :خدایا !ہماری خدمت کو قبول فرما کہ تو ہی سننے والا اور دانا ہے.خدایا !ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہماری ذرّیت کو بھی اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے اور ہمیں عبادت کا طریقہ سکھا اور ہم پر بخشش کر کہ تو بخشنے والا اور مہربان ہے.خدایا !ان کے درمیان انھیں میں سے پیغمبر بھیج تاکہ تیری آیات کی ان پر تلاوت کرے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے بیشک تو عزیز اور حکیم ہے۔

۴۔سورۂ صافات کی ۹۹تا ۱۰۷ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَقَالَ إِنِّی ذَاهِبٌ إِلَی رَبِّی سَیَهْدِینِ * رَبِّ هَبْ لِی مِنْ الصَّالِحِینَ * فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِیمٍ * فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یَابُنَیَّ إِنِّی أَرَی فِی الْمَنَامِ أَنِّی أَذْبَحُکَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَی قَالَ یَاأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِی إِنْ شَاءَ اللهُ مِنْ الصَّابِرِینَ * فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِینِ * وَنَادَیْنَاهُ أَنْ یَاإِبْرَاهِیمُ * قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا إِنَّا کَذَلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِینَ * إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِینُ * وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیمٍ)ابراہیم نے کہا :میں خدا کی طرف جا رہا ہوں یقیناًوہ میری ہدایت کرے گا.خدا یا !مجھے نیک اور صالح فرزند عطا کر .لہٰذا ہم نے اسے ایک حلیم و بردباراور صابر فرزند کی بشارت دی.اور جب وہ بچہ سن رشد کو پہنچا اور ان کے ہمراہ کو

شش و عمل میں لگ گیا تو ابراہیم نے کہا :اے میرے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہاری قربانی کر رہا ہوں تمہا را کیا خیال ہے(تمہاری رائے کیا ہے) بیٹے نہ کہا !اے بابا: جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے انجام دیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پا ئیں گے.اور جب دونوں ہی امر حق کے سامنے سراپا تسلیم ہوگئے اور ابرا ہیم نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹا یا,تو ہم نے اُسے آواز دی اے ابرا ہیم!تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ؛ اور ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں,یہ روشن و آشکار امتحان وآزمائش ہے,اور ہم نے اسے ذبح عظیم کا فدیہ قرار دیا ہے ۔

۵ ۔ سورۂ آل عمران کی ۶۵ ۔۶۷ ۔ ۶۸ ۔اور ۹۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (یا اھل الکتاب لم تحا جُون فی ابراھیمَ و ما نزلتِ التَّوراۃُ والا نجیلُ الآ من بعدہ أ فلا تعقلون*...* ما کان ابراھیمُ یھو دیاً و لا نصرا نیاً و لکن کان حنیفاً مُسلماً و ماکان من المشر کین* ان أو لی النّاس بابراھیم للّذین اتّبعُوہُ وَ ھٰذَا النَّبِیُّ والّذین آمنوا واللّٰہ وَلِیّ المؤمنین*...*قُل صَدَقَ اللّٰہ فَا تَّبعوا ملّۃ ابراھیمَ حنیفاً وَ مَا کَانَ مِن المُشْرِکِین)اے اہل کتاب!کیوں ابرا ہیم کے دین کے سلسلہ میں آپس میں نزاع کر رہے ہو جب کہ توریت اور انجیل اس کے بعد نازل ہوئی ہے, آیا فکر نہیں کرتے ؟!.....ابرا ہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی لیکن دین حنیف,توحید اور اسلام سے وابستہ تھے اور مشرکوں میں نہیں تھے.ابرا ہیم سے لوگوں میں سب سے زیا دہ نزدیک وہ لوگ ہیں جو ان کے پیرو ہیں اور یہ پیغمبر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور خدا وند عالم مومنین کا سرپرست ہے .....کہو (اے پیغمبر)خدا کی بات سچی ہے(نہ کہ تمہارا دعویٰ) لھٰذا حضرت ابرا ہیم کے دین و آئین کا اتباع کرو کہ ایک پاک و پاکیزہ اور صاف ستھرا دین ہے ۔ اور وہ (ابراہیم) کبھی مشرکوں میں نہیں تھے ۔

۶ ۔ سورۂ نحل کی ۱۲۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (ثُمَّ اَوحَینا اَنِ اتَّبِع مِلّۃ ابراھیمَ حَنیفاً وَ ما کان من المُشرِکین)پھر ہم نے تم کو وحی کی کہ ابرا ہیم کے پاکیزہ آئین کا اتباع کرو کہ اُس نے کبھی خدا ئے یکتا کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیا :۷ ۔ سورۂ نساء کی ۱۲۵

ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَمن اَحسَن دِیناً مِمَّن اَسلَمَ وَجْھَہُ لِلّٰہِ وَ ھُوَ مُحْسِن وَ اتَّبَع مِلَّۃَ اِبراھیمَ حَنِیفاً وَ اتَّخَذَ اللّٰہ ابراھیم خَلیلاً) اُس شخص سے بہتر کس کا دین ہے جو خدا کی طرف مایل اور نیکو کار رہے اور ابراہیم کے پاکیزہ دین کا اتباع کرتا ہے؟ کہ خداوند عالم نے ابراہیم کو اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے۔

چوتھا منظر، ابراہیم و اسحق اور یعقوب

ا۔ خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۴۹ویں اور ۵۰ ویں آیات میں رشاد فرماتا ہے: (فَلَمّا اعتَزَلَھُم وَ ما یَعبدون مِن دُون اللّٰہِ وَھَبنا لَہ اِسحاقَ وَ یَعقُوبَ وَ کُلّاً جَعَلنا نَبِیّاً *...وَجَعَلنا لَھُم لِسَان صِدقٍ عَلِیّاً) جب ابراہیم نے اُن سے اور ن کو وہ خدا کی جگہ پوجتے تھے، ان سب سے کنارہ کشی اختیار کی اور ہم نے اسے اسحق اور یعقوب سے نوازا اور سب کو نبی بنایا. اور ایک شہرہ آفاق ذکر خیر انھیں عطا کیا

۔۲۔ سورۂ انبیاء کی ۷۲ویں اور ۷۳ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :(وَوَھَبنا لَہ اِسحاقَ وَ یَعقُوبَ نافِلَۃً وَ کُلّاً جَعَلنا صالِحِین *وَجَعَلنا ھُم اَئِمَّۃً یَھدُون بِاَمرِنَا وَاَوحَینا اِلیھِمْ فِعْلَ الخَیرَاتِ وَاِقامَ الصَّلاۃِ وَاِیتاءِ الزَّکاۃِ وَکَانُوا لَنا عَابِدِین)اور ہم نے اُس (ابراہیم) کو اسحق اور یعقوب عطا کیا اور سب کو صالح قرار دیا . اور اُن سب کو پیشوا بنایا تا کہ (لوگوں کو) ہمارے امر کی طرف ہدایت کریں اور امور خیر، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی انھیں وحی کی؛ اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار تھے ۔۳، سورۂ مریم کی ۵۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (اُوْلٰئِکَ الّذِین اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیھِم من النَّبِیِّیْن من ذُرِّیَّۃِ آدَمَ وَمِمَّن حَمَلنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّیَّۃِ اِبراھیم وَاِسرائیل...) یہ وہ لوگ ہیں جن پر خداوند عالم نے انعام کیا ہے وہ اولاد آدم میں اور ان کی اولاد سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی میں بٹھایا اور ابراہیم و یعقوب (اسرائیل) کی اولاد ہیں۔

کلمات کی تشریح

۱۔ حنیفاً : حنیف:ایسے مخلص انسان کو کہتے ہیں جو خدا کے اوامر کے سامنے سراپا تسلیم ہواور کسی مورد میں بھی س سے رو گرداں نہ ہو،وہ شخص جو گمرا ہی کے مقابل راہ راست کو اہمیت دیتا ہو۔حنف :گمرا ہی سے راہ راست کی طرف ما ئل ہو ا۔ جنف:راہِ راست سے گمرا ہی کی طرف ما ئل ہونا ۔

۲۔راغ: راغ ؛ رخ کیا، متوجہ ہوا ۔

۳۔ یزفّون:زف؛ جلد ی کی،یزفّون جلد ی رتے ہیں۔

۴۔ اُفّ: نفرت اور بیزاری کا تر جما ن ایک کلمہ ہے۔

۵۔ جذاذاً : جذّہ ؛اُسے توڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔

۶۔ بہت :بھت الرجل؛ حیرت زدہ ہو گیا،ششدر ہو گیا،دلیل وبرہان کے سامنے متحیر وپریشان ہوگیا ۔

۷۔ بوّانا :بوّاہ منزلاً ؛اُسے نیچے لایا.بوّأ المنزل :اس کے لئے ایک جگہ فراہم کی۔

۸۔ ضامر:ضمر الجمل .لاغرو کمزور اور کم گوشت اور کم ہڈ الا ہوگیا.ضا مریعنی لاغر اونٹ۔

۹۔فج عمیق:الفج؛وسیع اور کشادہ راستہ۔

۱۰۔ مثابہ: المثاب والمثابۃ: گھر،پناہ گاہ۔

۱۱۔ تلّہ:اُسے منہ کے ل لٹا یا ۔

۱۲۔ قانتاً: قنت للہ ؛ اُس نے فرمانبرداری کی اور خداوند عالم کی طولانی مدت تک عبادت کی۔

۱۳۔ اواہ: الاواہ: کثرت سے دعا کرنے والا، رحیم، مہربان اور دل کا نازک اور کمزور۔

۱۴۔ منیب: بہت زیادہ توبہ کرنے والا۔ناب الیہ: بارہا اس کی بارگاہ کی طرف رخ کیا .ناب الی اللہ: توبہ کیا اور خدا کی طرف متو

جہ ہوا۔

۱۵۔ صرّۃ: الصّرۃ: چیخ پکار۔

۱٦۔ فصکت: صکت، یہاں پر یعنی عجب اور حیرت سے اپنے چہرے پر طمانچہ مارا۔

۱۷۔ نافلۃ: زیادہ، اضافہ۔ منجملہ وہ معانی جو اس بحث کے لئے مناسب ہیں وہ یہ ہیں: حد سے زیادہ نیکی، جس کو پسند کیا ہو، فرزند اور فرزند

کی اولاد چونکہ فرزند پر اضافہ ہے۔

۱۸۔ اسرائیل :اسرائیل حضرت یعقوب پیغمبر کا لقب تھا اسی لئے حضرت یعقوب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں[1]

گزشتہ آیات کی تفسیر میں قابل توجہ مقامات

(موارد) اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سرگذشت کا ایک منظر اور عقائد اسلام پیش کرنے میں انبیاء علیہم السلام کا طریق پہلا منظر، ابراہیم اور مشرکین: حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش بابل میں خداوند وحدہ لاشریک کی عبادت کے بجائے تین قسم کی درج ذیل پرستش ہوتی تھی: ستاروں کی پرستش بتوں کی پرستش زمانے کے طاغوت (نمرود) کی پرستش۔ حضرت ابراہیمؑ نے مشرکین سے احتجاج میں صرف عقلی دلائل پر اکتفاء نہیں کیا (ایسا کام جسے علم کلام کے دانشوروں نے فلسفہ یونانی کی کتابوں کے تراجم نشر

---

[1] قاموس کتاب مقدّس: لفظ اسرائیل۔

ہونے کے بعد، دوسری صدی ہجری سے آج تک انجام دیا ہے اور دیتے ہیں) اور آپ نے اپنے دلائل میں ممکن الوجود، واجب الوجود اور ممتنع الوجود جیسی بحثوں پر تاکید نہیں کی بلکہ صرف حسی دلائل جو ملموس اور معقول ہیں ان پر اعتماد کیا ہے جن کو ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں،توجہ کیجئے:۱ ۔ ابراہیمؑ اور ستارہ پرست افراد: ابراہیم خلیل اللہ نے ستارہ پرستوں سے اپنے احتجاج میں آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھایا.سب سے پہلے اُن سے فرمایا: تم لوگ تو پُر نور اشیاء کو اپنا رب تصور کرتے ہو، چاند تو ان سے بھی زیادہ روشن اور نورانی ہے لہٰذا یہ میرا پروردگار ہو گا ؟!یہ تدریجی اور طبیعی و محسوس اور معقول بات ہے اور یہی امر زینہ بہ زینہ یہاں تک منتہی ہوتا ہے کہ ان کے اذہان چاند سے سورج کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں.

اور ابراہیمؑ فرماتے ہیں: یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بزرگ اور سب سے زیادہ نورانی ہے ؟! خورشید (سورج) کی بزرگی اور نورانیت سورج کے ڈوبنے اور اس کے نور کے زائل ہونے کے بعد ستارہ پرستوں کے اذہان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ زائل و فنا ہونے والی چیز لائق عبادت نہیں ہے.یہاں پر ابراہیمؑ فرماتے ہیں:(اِنِّی بَرِیْئٌ مِمَّا تُشْرِکُونَ* اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰواتِ وَ الْأَرْضِ...)اے گروہ مشرکین! میں اُس چیز سے جسے تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں .میں نے تو خالص ایمان کے ساتھ اس خدا کی طرف رخ کیا ہے جو زمین وآسمان کا خالق ہے ۔

۲۔ابراہیم ں بت پرستوں کے ساتھ:بُت پرست.بتوں کو پکارتے تھے اور اُن سے بارش کی درخواست کرتے تھے اور خود سے دشمنوں کو دور کرنے کے بارے میں اُن سے شفاعت اور نصرت طلب کرتے تھے اور ان کی جانب رخ کر کے پوشیدہ اور خفیہ دونوں طریقوں سے اپنی حاجتوں کو طلب کرتے تھے! یہاں اُن بتوں کی بے چارگی اور ناتوانی ظاہر کرنے کے لئے وہ بھی بت پرستوں کے یقین و اعتقادات میں،ان بتوں کو توڑنے سے بہتر کوئی دلیل نہیں تھی اور ان کے اعتقادات کا مذاق اڑانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا ۔توحید کا علمبردار اسی راستہ کو اپناتے ہوئے آگے بڑھا اور نہایت غور وخوض کے ساتھ بتوں کو توڑ ڈالا اور

انھیں ٹکڑ ٹکڑے کر ڈالا اور آخر میں اپنی کلہاڑی کو بڑے بت کی گردن میں لٹکا دیا!جب بت پرست اپنے عید کے مراسم سے لوٹے اور بتوں کو ٹوٹا پھوٹا اور بکھرا ہوا پایا تو ایک دوسرے سے سوال کیا کہ:کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ سب بولے ! ہم نے ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ان کا مذاق اڑاتا ہے.اور اُسے ابراہیم کہتے ہیں!سب نے کہا :(فَأْتُوا بِہِ عَلیٰ اَعۡیُنِ النَّاسِ لَعَلَّھُمۡ یَشۡھَدُونَ) لوگوں کے سامنے اور جماعت کے حضور اُسے حاضر کیا جائے تاکہ سب اس کام سے متعلق گواہی دیں.اور جب ابراہیمؑ کو حاضر کیا گیا اور اُن سے پوچھا گیا ـ (أَ أَنۡتَ فَعَلۡتَ ھٰذَا بِآلِھَتِنَا یَااِبۡرَاھِیۡمُ * قَالَ بَلۡ فَعَلَہُ کَبِیۡرُھُمۡ ھٰذَا فَاسۡئَلُوۡھُمۡ اِنۡ کَانُوۡا یَنۡطِقُوۡنَ)اے ابراہیم آیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ابراہیم نے مقام احتجاج میں کہا :بلکہ ایسا ان کے بڑے نے کیا ہے.تم لوگ ان بتوں سے سوال کرو،اگر بولتے ہیں تو ـ

ابراہیمؑ کی دلیل نہایت قاطع اور روشن دلیل تھی کامیاب ہوگئی.مشرکین اپنے آپ میں ڈوب گئے (دم بخود ہوگئے) اور اپنے آپ سے کہنے لگے:(انکم انتم الظالمون)تم لوگ خود ظالم ہو نہ ابراہیم کہ جس نے بتوں کو توڑا ہے.پھر انھوں نے سر جھکا لیا اور لاواب ہوگئے،وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ بت جواب نہیں دیں گے ـ

وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی دلیل کے مقابلے میں عاجز ہوگئے اس لحاظ سے کہ بت اپنے دفاع کرنے سے عاجز اور بے بس ہیں،چہ جائیکہ لوگوں کو نفع پہنچائیں؟ (فَمَاکَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖ اِلَّا أَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡہُ أَوۡ حَرِّقُوۡہُ)..(وَ قَالُوا ابۡنُوا لَہٗ بُنۡیَانًا فَأَلۡقُوۡہُ فِی الۡجَحِیۡمِ)لہٰذا (ابراہیمؑ کی ان تمام نصیحتوں اور مواعظ کے بعد) ان کی قوم ے صرف یہ کہا :اسے قتل کر ڈالو یا آگ میں جلا ڈالو،اس کے علاوہ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا...

قوم نے (ان کی حجت اور برہان کو سنی ان سنی کر دیا ...) اور کہا : اس کے لئے کوئی آتش خانہ بنانا چاہئیے اور اسے آگ میں جلا دینا چاہئے اور سب نے کہا:(حَرِّقُوۡہُ وَ انۡصُرُوۡا آلِھَتَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ فَاعِلِیۡنَ *قُلۡنَا یَانَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَ سَلَامًا عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ * وَ اَرَادُوۡا بِہٖ کَیۡدًا فَجَعَلۡنَاھُمُ

الأخسرین)اسے جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر (خداؤں کی رضایت میں) کچھ کرنا چاہتے ہو،اس قوم نے عظیم اور زبردست آگ روشن کی اور اس میں ابراہیم کو ڈال دیا،ہم نے خطاب کیا کہ : اے آگ! ابراہیم کے لئے سرد و سلامت ہو جا ۔ وہ لوگ ان سے مکر و حیلہ اور کینہ وکدورت کرنے لگے تو ہم نے ان کے مکر و حیلے کو باطل کر دیا اور انھیں نقصان میں ڈال دیا ۔

۳۔ ابراہیم ں اور ان کے زمانے کے طاغوت.ابراہیم ،نے اپنے زمانے کے طاغوت نمرود (جس کی حکومت کا دائرہ نہایت سیع تھا)اور ربوبیت کا ادّعا کرتے ہوئے احتجاج کیا. خدا وند عالم نے فرمایا :(أ لَمْ تَرَ اِلیٰ اَلّذی حَاجَّ ابراھیمَ فِی رَبِّہِ أن آتاہُ اَللّٰہ لملکَ)کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جسے خدا وند عالم نے ملک دیا تھا ،اُس نے ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں حتجاج کیا ۔جیسا کہ قرآن کا شیوۂ بیان ،اس احتجاج سے عبرت حاصل کرنا ہے، لہٰذا خدا اس کے بعد فرماتا ہے: (اِذْ قَالَ اِبْراھیم رَبِّیَ لَذِی یُحییِی وَیُمیت)جب ابراہیم نے (نمرود سے) کہا :میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے(موت دیتا ہے)۔یہ با نمرود کے ادعائے ربوبیت کے مقابلہ میں بیان کی گئی ہے، اس کے بعد قرآن نے نمرود کی ابراہیم کے مقابل گفتگو کو بیان کیا ہے:

(أنا اُحیِی وَاُمِیتُ)میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

فوراً ہی حکم دیتا ہے کہ ایک آزاد انسان پکڑ کر اسے قتل کردیا جائے اور تل کے مجرم کو آزاد کر دیں!اس نے اپنے خیال میں جو دعویٰ کیا اسے ثابت کردیا.یہاں پر حضرت ابراہیم ،نے نمرود سے عقلی احتجاج نہیں کیا کہ ایک بے گناہ کا قتل کرنا اور اسی طرح موت کی سزا کے مستحق کو زندہ چھوڑنا حقیقی طور پر مارنا اور زندہ کرنا نہیں ہے، بلکہ ایک دوسرا محسوس اور معقول احتجاج پیش کیا کہ :(فإنَ اللّٰہ یأتِی بِالشَّمسِ مِن المَشْرقِ فَأْتِ بِہا من المَغْرِبِ فَبُھتَ الّذِی کَفَر) ''خدا وند عالم مشرق سے آفتاب نکالتا ہے، تم اسے مغرب سے نکال دوتو وہ کافر ششدر و مبہوت ہو کر رہ گیا!''۔ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن مشرکین سے اپنے احتجاج میں اسی طرح محسوس اور معقول دلائل کا استعمال رتے ہیں. جس طرح دیگر پیغمبروں نے بھی اپنے زمانے کے مشرکین سے بحث و احتجاج کے

موقع پر اسی روش سے استفادہ کیا ہے۔ قرآن کریم بھی جب تمام لوگوں سے گفتگو کرتا ہے یا مشرکین کے مختلف طبقے کو مخاطب قرار دیتا ہے تو یہی راستہ اپناتا ہے اور استدلال کرنے میں صرف فلاسفہ اور دانشوروں پر اکتفاء نہیں کرتا مثال کے طور پر سورۂ حج کی ۷۳ ویں آیت میں تمام انسانوں کے لئے محسوس اور معقول مثال دیتا ہے: (یَا اَیُّھَاالنَّاس ضُرِب مَثَلٌ فا ستَمِعُوالہ اِن الذّین تَد عُون مِن دُونِ اللّٰہِ لَن یَخلُقُوا ذُبَاباً) ''اے لوگو! ایک مثال دی گئی ہے، اس کی طرف توجہ دو: جن بتوں کو تم لوگ خدا کے بدلے پوجتے ہو، وہ کبھی ایک مکھی بھی خلق نہیں کر سکتے۔

خداوندعالم نے جو مثال پیش کی ہے اُس میں ایک کثیف اور گندے حشرہ (مکھی) کی بات ہے کہ سب ہی اُس سے نفرت کرتے ہیں اور وہ ہر جگہ پائی جاتی ہے. وہ فرماتا ہے: جن بتوں کی خدا کی جگہ عبادت کرتے ہو''تاکہ تمہاری ضرورتوں کو پوری کریں، وہ مکھی کے مانند کثیف اور پست حشرہ کے پیدا کرنے سے بھی عاجز ہیں اور اس کو لفظ (لن) یعنی ہرگز سے تعبیر کیا ہے تاکہ ایسی توانائی کو ان سے ہمیشہ کے لئے نفی کر دے پھر عبادت کئے جانے والے جعلی اور خود ساختہ خداؤں کی عاجزی اور ناتوانی کی زیادہ سے زیادہ تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے: (وَاِن یَسلُبْھُم الذُّبابُ شَیئاً لا یَستَنقِذُوہ مِنہ) ''اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے لے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے''اگر یہ مکھی اپنے چھوٹے اور معمولی ہونے کے باوجود (زمانے کے طاغوت) فرعون کا خون یا وہ گائیں کہ جن کی ہندو پوجا رتے ہیں (اور انسانوں کے ایسے دیگر خدا) اگر اپنی حد میں ان کا تھوڑا سا خون چوس لے تو وہ خود ساختہ خدا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ اس معمولی اور کثیف حشرہ سے اپنا حق واپس لے لیں!

اس وقت مطلب کو مزید شد ومد کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا: (مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدرِہ) ان ضعیف اور ناتواں بندوں نے خدا کو جیسا کہ حق ہے اُس طرح نہیں پہچانا ہے. کیونکہ انھوں نے اُس خدا جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے ذلیل و خوار، ضعیف و ناتواں مخلوق کو شریک قرار دیا ہے! خداوند عالم اور اس کے پیغمبروںکا تجاج اسی طرح کا ہے ان کے احتجاج میں علماء علم کلام کی

روش جو ان کے تا لیفا تمیں ذکر ہوئی ہے دکھا ئی نہیں دیتی .یقیناًکو نسی ش اور طریقہ بہتر ہے جس کا مناظرہ اور احتجاج کے موقع پر استعمال کیا جائے؟!حضرت ابرا ہیمؑ نے اپنی جا ئے پیدائش با بل میں،ستارہ پرستوں،بُت پرستوں اور زمانے کے طاغوت(نمرود) سے مقابلہ کیا ،شام میں کنعانیوں کی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ہاں پر بھی درجہ ذیل داستان پیش آئی ہے:

دوسرا منظر۔ قوم لوط کی داستان میں ابرا ہیم کا موقف

خدا وند عالم سورۂ عنکبوت کی ۲۶ ویں یت میں ارشاد فر ما تا ہے:(فآ مَن لہ لوط۔)لوط ان (ابرا ہیم) پر ایمان لائے''اس آےۂ کریمہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت لوط،ے حضرت ابرا ہیم خلیل اللہ کی شریعت پر عمل کیا اور خدا وند عا لم نے انھیں ایسے دیار میں مبعوث کیا جہاں بُرے افعا ل انجام دئیے جاتے تھے تا کہ وہاں جا کر حضرت ابر ا ہیم،کی شریعت کی تبلیغ کریں۔

کیو نکہ خدا وند عالم سورۂ صافات کی ۱۳۳ویں آیت میں رشاد فرما تا ہے:(وإن لُوطاً لمن المرسلین) ''لوط پیغمبروں میں سے تھے '' منجملہ ابرا ہیم کی لوط سے خبر کے متعلق ایک بات یہ ہے ہ حضرت ابراہیمؑ نے قوم لو ط پر عذاب الٰہی کے نزول کے مسئلہ میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے. جو قرآن کریم میں اس طرح بیان وئی ہے:الف: سورۂ عنکبوت کی ۳۲ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: (وَ قَالَ إنَ فِیہا لُوطًا قَالُوا نَحنُ أعلَمُ بِمَن فِیہَا لَنُنَجِّیَنَّہُ وَأہلَہُ إلاَّ امرَأتَہ انت منَ الغَابِرِین)(ابرا ہیم نے قوم لوط پر عذاب کے ما مور فرشتوں سے) کہا : لوط اس علا قہ میں ہیں،انھوں نے جواب یا ہ ہم وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔ لوط اور ان کے خاندان کو ہم نجات دیں گے سوائے ان کی بیوی ے کہ وہ ہلا ک ہونے والوں میں سے ہے۔ب۔ سورۂ ہود کی ۷۴ ۔ ۷۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(فَلَمَّا ذَہَبَ عَن إبرَاہِیمَ الرَّوعُ وَجَائَتہُ البُشرَی یُجَادِلُنَا فِی قَومِ لُوطٍ * إن إبرَاہِیمَ لَحَلِیمٌ أوَّاہٌ مُنِیبٌ * یَاإبرَاہِیمُ أعرِض عَن ہَذَا إنَّہُ قَد جَاء أمرُ رَبِّکَ وَإنَّہُم آتِیہِم عَذَابٌ غَیرُ مَردُودٍ)جب حضرت ابرا ہیم،سے خوف دور ہو گیا اور ان کے لئے بشارت آگئی،تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں حث کرنے لگے ۔ ابراہیمؑ بہت زیادہ صا بر، گریہ وزا ری کر نے والے اور تو بہ کر

نے والے تھے . اے ابراہیم!اس سے درگذر رو کہ تمہارے رب کا حکم آچکا ہے اور ان کے لئے نا قابل بر گشت عذاب آچکا ہے.جس بحث کے بارے میں خدا وند عالم نے خبر دی ہے وہ بحث ابراہیم اور عذاب پر مامور فرشتوں سے تھی اور ایسا اس وقت ہوا جب فرشتوں نے حضرت کو آگاہ کر دیا تھا تا کہ خدا وند عالم نے انھیں قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا ہے.ابراہیم نے ان سے سوال کیا :اگر اس شہر کے درمیان مسلمانوں کا کوئی گروہ ہوگا، پھر بھی وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دوگے؟ایک وایت میں مذکور ہے کہ !حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا:اگر وہاں پچاس آدمی مسلمان ہوں گے تب بھی ہلاک کر دوگے؟فرشتوں ے جواب دیا:اگر پچاس آدمی ہوں گے تو نہیں ۔پوچھا:اگر چالیس آدمی ہوں تو؟

جواب دیا : اگر چالیس آدمی ہوں تو بھی نہیں۔ سوال کیا : اگر تیس آدمی ہوں تو؟ فرشتوں نے کہا: اگر تیس آدمی ہوں تو بھی نہیں۔ اسی طرح سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ پوچھا اگر ان کے درمیان دس آدمی مسلمان ہوں تو کیا کروگے ؟ ۔فرشتوں نے جواب دیا:حتیٰ اگر ان کے درمیان دس آدمی بھی مسلما وں گے تو بھی ہم انھیں ہلاک نہیں کریں گے۔ قرآن کے اسی جملہ سے کہ قرآن فرما تا ہے!(قَالَ اِن فِیھَا لُوطاً)معلوم ہوتا ہے کہ صرف حضرت لوط تھے اور فرشتوں نے کہا تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی ہوگا تو اسے عذاب نہیں کریں گے،اسی وجہ سے ابراہیمؑ نے ان سے فرمایا: لوط ان کے درمیان ہیں اور فرشتوں نے بلافاصلہ جواب دیا اسے ہم نجات دیں گے. جس ہمدردی اور مہربانی کا اظہار حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوط کی قوم سے متعلق کیا ہے اور جو کوشش آپ نے ان سے عذاب دور کرنے کے لئے کی اس کے نتیجے میں وہ خدا وند متعال کی تمجید اور تعریف کے مستحق قرار پائے ۔خدا وند متعال نے فرمایا کہ : (انَ اِبراھیم لَحَلِیمُ اَوّاہُ مُنِیبُ)

تیسرا منظر۔ ابراہیم اور اسمٰعیل کی خبر خانہ کعبہ کی تعمیر اور حج کا اعلان کرنا

سارہ،ابراہیمؑ کی زوجہ ور ان کی خالہ زاد بہن تھیں.(چونکہ ضرت ابراہیمؑ سے ان کی کوئی اولاد نہیں تھی) انھوں نے اپنی کنیز

ہاجرہ کوابراہیمؑ کو بخش دیا تا کہ ان سے سکون حاصل کریں پھرہا ر ہ حاملہ ہوئیں اور اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کے دیدار سے رشک اور حسد سارہ کے دل میں پیدا ہو گیا ۔لہٰذا انھوں نے پنے شوہر ابراہیمؑ سے خواہش کی کہ ہاجرہ اور اپنے فرزند اسمٰعیل کو ان کی نگاہ سے دور کر دیں اور ان دونوں کو ناقابل زراعت سر زمین پر ساکن کر دیں. خداوندعالم نے بھی ابراہیمؑ کو حکم دیا تا کہ اپنی بیوی سارہ کی خواہش کو پوری کریں۔ابراہیمؑ نے ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ و اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی طرف چل پڑے.وہ جب بھی قابل زراعت سر زمین سے گذرتے اور وہاں اترنے کا قصد کرتے تووحی خدا کے امین جبرئیلؑ مانع ہو جاتے یہاں تک کہ ''فاران'' کی سرزمین مکہ میں جو کہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے ،سیاہ پتھروں سے گھری ہوئی،ناقابل زراعت اور بے آب و گیاہ زمین پر بیت اللہ الحرام سے نزدیک اور ایک ایسی جگہ جو حضرت آدمؑ اور دیگر انبیاء کا محل طواف ہے پہنچے ،ایسی جگہ پر جبرائیلؑ نے اُن سے خواہش کی کہ اسی جگہ رک جائیں(پڑاؤ ڈال دیں) اور ساز وسامان اتار دیں ابراہیمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور بیوی بچے کو وہاں پر اتار دیا اور کہا: (رَبَّنَااِنِّی اَسْکَنْتُ ذُرِّیَّتِی بِوادٍغَیرِذِی زَرعٍ عِندَ بَیتِکَ المُحَرَّم رَبَّنَا لِیُقِیمُوا الصَّلاَ ةَ فَاجعَل أَفئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَھوِیٰ اِلَیھِم)خدایا! میں نے اپنی بعض ذرّیت کو نا قابل زراعت وادی میں یرے محترم گھر کے پاس ٹھہرایا ہے ،خدایا !تا کہ نماز قائم کریں،لہٰذا بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے ۔

ابراہیمؑ نے ان دونوں کو ایک جگہ چھوڑا اور اپنے گھر شام واپس ہوگئے۔ہاجرہ جتنا پانی اپنے مراہ لائی تھیں سب تمام ہوگیا اور ودھ بھی خشک ہوگیا اور حجاز کی مہلک گرمی سے بے گناہ بچے کے چہرے پر موت کے آثار نمایاں ہونے لگے. بچہ پیاس کی شدت سے زمین پر ایڑی رگڑ رہا تھا اور ہاجرہ گھبرائی ہوئی ہر طرف چکر لگا تی تھیں اور دیوانہ وار صفا نامی پہاڑ کی طرف دوڑنے لگیں اور وہاں سے اوپر بلندی پر گئیں تا کہ پہاڑ کے اس طرف درہ میں کسی کو دیکھیں،لیکن جب کسی کو نہیں دیکھا اور ان کے کانوں میں کوئی آواز نہیں آئی تو صفا سے نیچے آئیں اور مروہ (پہاڑ) کی طرف رخ کیا اور اس کے بھی اوپر گئیں انھوں نے ان دونوں صفا و مروہ

نامی پہاڑوں کے درمیان سات بار رفت وآمد کی اور ہر نوبت میں جب اپنے بچے کے روبرو پہنچتیں تو اپنے قدموں کو تیزی کے ساتھ اٹھا تیں،پھر ساتویں بار دو پہاڑوں کے درمیان سعی وتلاش کے بعد اپنے بچے کے پاس لوٹ آئیں تا کہ اس کے حال اور کیفیت سے آگاہ ہوں، انہوں نے انتہائی تعجب کے ساتھ دیکھا کہ بچے کے پاؤں کے نیچے پانی جاری ہے،پھر انھوں نے تیزی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے پانی کے چاروں طرف مٹی سے گھیر دیا اور اسے بہنے سے روک دیا پھر اس پانی کو خود بھی نوش کیا اور بچے کو بھی سیراب کیا اور اسے دودھ پلایا ۔ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ ''جرہم''نامی قبیلہ کا ایک قافلہ اس طرف سے عبور کر رہا تھا ہ لوگ مکّہ کی فضا میں پرندوں کے وجود کی علت کی تلاش میں لگ گئے کہ جس سے نتیجہ نکالا کہ اس تپتی سر زمین پر پانی ضرور موجود ہے، لھٰذا ہاجرہ اور آپ کے فرزند (اسمٰعیلؑ) کے دیدار کے لئے آئے اور اس خاتون سے اجازت طلب کی کہ ان کے نزدیک پڑاؤ ڈالیں اور سکونت اختیار کریں،ہاجرہ نے ان کی درخواست قبول کر لی ۔ایک مدت گذر گئی اور اسمٰعیلؑ بڑے ہوگئے اور جرہم قبیلہ کی ایک لڑکی سے ازدواج کیا، ان کے والد ابراہیمؑ ان کے دیدار کے لئے آئے.خدا وند عالم نے بھی حکم دیا کہ کعبہ کی تعمیر کریں ۔ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی مدد سے کعبہ کی تعمیر کی اور خدا وند عالم نے بھی انھیں مناسک حج کی تعلیم دی.ابراہیمؑ نے اسی حال میں یعنی کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے اپنے رب سے درخواست کی ۔

(رَبَّنَا وَاجعَلنَا مُسلِمَینِ لَکَ وَمِن ذُرِّیَّتِنَا أُمَّةً مُسلِمَةً لَکَ)پروردگا را ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہمارے رزندوں کو بھی اپنے سامنے سراپا تسلیم قرار دے ۔اور کہا :(رَبِّ اجعَلنِی مُقِیمَ الصَّلاَةِ وَمِن ذُرِّیَّتِی)خدایا !ہمیں اور ہماری ذریت کو نماز گذار قرار دے ۔پھر اس وقت اپنے فرزندوں سے اس انداز میں وصیت کی:(اِنَّ اللّٰہَ اصطَفَیٰ لَکُمُ الدِّینَ فَلا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَأَنتُم مُسلِمُونَ)خدا وند عالم نے اس دین کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے لہٰذا نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو.(یعنی موت آئے تو الت اسلام میں آئے(کعبہ کی تعمیر تمام ہونے کے بعد ،حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے ہمراہ مناسک حج کی ادائیگی کے قصد

ے روانہ ہوگئے ؛جب یہ دونوں حضرات عرفات سے منیٰ کی طرف واپس ہوئے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند اسمٰعیل کو اطلاع دی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمھیں ذبح کر رہا ہوں) اور چونکہ پیغمبروں کا خواب ایک قسم کی وحی ہے) لہٰذا اپنے فرزند سے ان کا نظریہ جاننا چا ہا ۔اسمٰعیلؑ نے کہا: (یَااَبَتِ اِفْعَل مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُنِی اِنشَاءَ اللّٰہ ِن الصَّابِرِین)بابا! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پا ئیں گے۔ابراہیمؑ نے بیٹے کو زمین پر ٹا ا اور ذبح کرنے کے قصد سے ان کے حلقوم پر چھری چلادی،لیکن حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ چھری سے حضرت اسمٰعیلؑ کا سر ہیں ٹا اس حال میں خدا وند عالم نے انھیں آواز دی: (یَااِبراھیمُ قَد صَدَّقتَ الرُّؤیا)اے ابراہیم!تم نے عالم رویا کی ذمہ داری بھا ی۔

کیو نکہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ بیٹے کا سر کا ٹ رہے ہیں نہ یہ کہ اسمٰعیلؑ کا سر کاٹ چکے ہیں،اس لحاظ سے انھوں نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا انجام دیا تھا.خدا وند عالم نے بھی ایک گوسفند جبرائیل کے ہمراہ اس کی قربانی کے لئے روانہ کیا اور ابراہیمؑ نے اُس گوسفند کا سر کا ٹا اور منا سک حج کو اختتام تک پہنچایا ۔حضرت ابراہیمؑ کے گزشتہ امور کی انجام دہی کے بعد خدا نے انھیں حکم دیا کہ اعلان کریں اور لوگوں کو حج کی دعوت دیں تا کہ وہ لوگ دور دراز سے لاغر اور کمزور اونٹ پر سوار ہو کر خانہ خدا کی زیارت کو آئیں.اس طرح سے بیت اللہ الحرام کا حج ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت کی اساس قرار پایا اور ایک ملت کا ستون بن گیا .کہ جس کے بارے میں خدا وند متعال نے ارشاد فرمایا ہے:

(فَا تَّبِعُوا مِلَّۃَ اِبراھیمَ حَنِیفاً)ابراہیم کے پاکیزہ اور صاف ستھرے آئین ا باع کرو۔جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ مذکورہ مراحل سے گذر چکے تو خدا وند سبحان نے انھیں لوگوں کا امام اور پیشوا بنا دیا اور رمایا: (وَ اذِابتَلیٰ اِبراھیمَ رَبّہ بِکلما تِ فَأَ تَمَّھُن قالَ إِنّی جاَعِلک لِلنّا س اِمَاماً قَالَ وَمِن ذُرِیَّتِی قَالَ لَاینالُ عھدِی الظَّالمین)جب خدا وند عالم نے ابراہیم کا چند کلمات (امور) کے ذریعہ امتحان لیا اور آپؑ نے سب کو (بطور احسن) انجام دے دیا تو خدا نے ان سے کہا :میں تمھیں لوگوں کی پیشوائی اور امامت کے

لئے انتخاب کرتا ہوں۔ابراہیم نے عرض کیا.یہ امامت ہمارے فرزندوں کو بھی عطا کرے گا؟فرمایا کہ میرا عہدہ ظالموں کو نصیب نہیں ہوگا۔ ہم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سیرت اور روش میں آپؑ سے مخصوص دو واضح خصوصیت مشاہدہ کرتے ہیں.جو تمام نبیاء اور پیغمبروں کے درمیان امتیازی شان رکھتی ہے۔ا۔ مہان نوزی اور لوگوں کو کھانا کھلانے والی خصوصیت کہ اس کے ارے میں خدا نے بھی خبر دیتے ہوئے فرمایاہے:(فَمَا لَبِثَ اَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِیذٍ) پھر بلا توقف بھنا ہوا گائے کا بچہ حاضر کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کا یہ عمل نا آشنا اور اجنبی افراد کے لئے ہی غذا کی فراہمی میں پیش قدم رہنے کو بیان کرتا ہے۔اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مہان نوازی کی صفت حضرت ابراہیمؑ کی ایک اص صفت تھی اور صرف انھیں مہانوں سے مخصوص یہ مہان نوازی نہیں تھی۔ ۲۔ کعبہ اور بیت اللہ الحرام کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا: خداوند سبحان نے فرمایا ہے:(وَ طَهِّر بَیْتِیَ لِلطَّاءِفِین وَالقَاءِمِین وَالرُّکَّعِ السُّجُود *اَذِّن فِی النَّاس بِالحَجِّ یَاتُوکَ رِجَالاً وَعَلیٰ کُلِّ ضَامِرٍ یَأتِین مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیق)(اور ہم نے اسے وحی کی کہ) میرے گھر کو طواف رنے والوں،نماز گذاروں،رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو. اور لوگوں میں مناسک حج کی ادائیگی کا اعلان کردو تاکہ لوگ پیادہ اور لاغر اونٹوں پر سوار تمام دور دارازعلاقوں سے تمہاری طرف آئیں۔

ہم عنقریب انشاءاللہ ان دو صفتوں کو جو حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا لازمہ شار کی جاتی تھیں ان کے اوصیاء میں بھی تھیں جنھوں نے اُن سے میراث پائی تھی تحقیق اور بررسی کریں گے۔

چوتھا منظر:ابراہیم ںاپنے خاندان کی دو شاخ کے ہمراہ

:حضرت ابراہیمؑہاجرہ اور اسمٰعیلؑکو مکّہ منتقل کرنے اور پنے فرزند اسمٰعیلؑکے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر اور مناسک حج بجا لانے کے بعد اپنے وطن شام واپس آگئے.وہی وقت تھا جب خداندعالم نے لوط کی قوم پر عذاب نازل کیا اور حضرت ابراہیمؑکو اسحقؑاور

ان کے فرزند یعقوبؑ جیسے بیٹے بھی عطا فرمائے خدا وند عالم نے انھیں ایسا پیشوا قرار دیا جو خدا کے حکم سے لوگوں کو حق کی جا نب را ہنما ئی کرتے ہیں؛ اور انھیں نیک کام کر نے ،نما ز قائم کر نے اور زکوۃ دینے کی وحی کی۔یہاں سے حضرت ابرہیم خلیلؑ کے بعد نبوت اور وصا یت دو شاخ میں منتقل ہوئی:پہلی شاخ: حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی اولا د جو مکہ میں سا کن تھی، یہ لوگ حضرت ابرا ہیمؑ کی حنیفیہ شریعت پر ان کے اوصیاء ہیں۔دوسری شاخ: حضرت اسحقؑ اور ان کے فرزند یعقوب اور ان کی اولا د جو فلسطین میں سا کن تھی اور خداوند عالم نے ان کے لئے خصوص شریعت قرار دی جو حضرت مو سیٰ کی شریعت کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

انشاءاللہ ہم دونوں شاخوں کی جدا جدا تحقیق ریں گے ۔سب سے پہلے ان کے چھوٹے فرزند یعنی حضرت اسحقؑ اور ان کے فرزند یعقوبؑ (اسرا ئیل) اور ان کی اولا د (نی سرا ئیل) کے سلسلے میں تحقیقی گفتگو کریں گے۔حضرت اسحق ں فرزند حضرت ابرہیم ں اور حضرت اسحق ں کے فرزند حضرت عقوب ں(اسرائیل)اور فرزند یعقوب (بنی اسرا ئیل)مجھے حضرت اسحقؑ کے حالات میں کوئی ایسی خبر نہیں ملی جو اس بات ر دلالت کرے کہ ان کے والد حضرت ابرہیمؑ کے علا وہ کو ئی مخصوص ان کی شریعت تھی. ہم نے اس مطلب کو وہاں جہاں خدا نے ان کے بیٹے یعقوب (جو اسرا ئیل کے لقب سے یاد کئے جا تے ہیں) کے بارے میں خبر دی ہے، حا صل کیا ہے کہ انشاءاللہ آیندہ بحث میں اس کی تحقیق و بر رسی کریں گے[1]۔

حضرت اسحق کے فرزند یعقوب (اسرا ئیل) یعقوب کا لقب اسرا ئیل ہے اور ان کی اولا د بنی اسرا ئیل. خدا وند عالم نے بنی اسرا ئیل کے لئے مخصوص احکام وضع کئے ہیں. اس سلسلہ میں قرآن کر یم کی یات. مذکو رہ آیات میں کلمات کی تشریح. مورد بحث آیات کی تفسیر. حضرت اسحقؑ کے فرزند حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) اور ان کی ولا د ''بنی اسرا ئیل'' اور وہ احکام جو خدا وند عالم نے ان کے لئے وضع کئے ہیں

[1] خدا وند عالم سورۂآل عمران کی ۹۳ ویں آیت میں ارشاد فرما تا ہے:

۱۔ (کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلاًّ لِبَنِی إِسْرَائِیلَ إِلاَّ مَا حَرَّمَ إِسْرَائِیلُ عَلَی نَفْسِہِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاۃُ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاۃِ فَاتْلُوہَا إِن کُنتُمْ صَادِقِینَ)ساری غذائیں بنی اسرائیل کیلئے حلال تھیں جز ان کے جنھیں اسرائیل (یعقوب)نے توریت کے نزول سے پہلے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں.(اگر اس کے علاوہ ہے) تو کہو: توریت لے آؤ اور اس کی تلاوت کرو اگر سچے ہو۔

۲۔ سورۂ اسراء کی دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَآتَیْنَا مُوسَی الْکِتَابَ وَجَعَلْنَاہُ ہُدًی لِبَنِی إِسْرَائِیلَ.)اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور اسے بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ قرار دیا۔

۳۔ سورۂ سجدہ کی ۲۳ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :(وَلَقَدْ آتَیْنَا مُوسَی الْکِتَابَ فَلاَتَکُن فِی مِرْیَۃٍ مِن لِقَائِہِ وَجَعَلْنَاہُ ہُدًی لِبَنِی إِسْرَائِیلَ)اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور (تم اے پیغمبر) ان سے ملاقات ہونے پر اظہار تردد نہ کرنا اور ہم نے وریت کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے۔

۴۔ سورۂ مائدہ کی ۴۴ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاۃَ فِیہَا ہُدًی وَنُورٌ یَحْکُمُ بِہَا النَّبِیُّونَ الَّذِینَ أَسْلَمُوا لِلَّذِینَ ہَادُوا وَالرَّبَّانِیُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن کِتَابِ اللّٰہِ وَکَانُوا عَلَیْہِ شُہَدَاءَ فَلاَ تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِی وَلاَتَشْتَرُوا بِآیَاتِی ثَمَنًا قَلِیلاً وَمَن لَمْ یَحْکُمْ بِمَا أَنزَلَ اللّٰہُ فَأُوْلَئِکَ ہُمُ الْکَافِرُونَ)ہم نے توریت جس میں ہدایت و نور ہے نازل کی تاکہ وہ انبیاء جو (امر خداوندی کے سامنے) سراپا تسلیم ہیں اس کے ذریعہ سے یہودیوں، خدا کی معرفت رکھنے والوں اور ان عالموں پر جو کہ کتاب خدا کے احکام کی حفاظت اور نگہداری پر مامور ہیں اور اس کی صحت و درستگی پر گواہی دیتے ہیں، حکم کریں لہٰذا (احکام خداوندی کے اجراء میں) لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ہماری آیات کو معمولی قیمت پر نہ بیچو،کہ جو بھی حکم خداوندی کے خلاف حکم کرے گا وہ کافروں میں سے ہوگا۔

۵۔ سورۂ صف کی ۵۔ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَ اذ قَالَ مُوسیٰ لِقَومِہ یٰا قَومِ لِمَ تُؤذُونَنی وَ قَد تَعلَمونَ اَنّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلَیکُم...)

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم لوگ مجھے کیوں ستاتے ہو جبکہ تم لوگ یقین کے ساتھ جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ ہوں۔

٦۔ سورۂ آل عمران کی ۴۵ ویں اور ۴۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(إِذْ قَالَتِ الْمَلاٰئِکَۃُ یَا مَرْیَمُ إِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیحُ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیہًا فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِینَ * وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَہْدِ وَکَہْلاً وَمِنَ الصَّالِحِینَ * قَالَتْ رَبِّ أَنَّی یَکُونُ لِی وَلَدٌ وَلَمْ یَمْسَسْنِی بَشَرٌ قَالَ کَذَلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ إِذَا قَضَی أَمْرًا فَإِنَّمَا یَقُولُ لَہُ کُنْ فَیَکُونُ * وَیُعَلِّمُہُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرَاۃَ وَالْإِنْجِیلَ * وَرَسُولاً إِلَی بَنِی إِسْرَائِیلَ أَنِّی قَدْ جِئْتُکُمْ بِآیَۃٍ مِنْ رَبِّکُمْ أَنِّی أَخْلُقُ لَکُمْ مِنْ الطِّینِ کَہَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَأَنْفُخُ فِیہِ فَیَکُونُ طَیْرًا بِإِذْنِ اللّٰہِ وَأُبْرِءُ الْأَکْمَہَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْیِ الْمَوْتَی بِإِذْنِ اللّٰہِ وَأُنَبِّءُکُمْ بِمَا تَأْکُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِی بُیُوتِکُمْ إِنَّ فِی ذَلِکَ لَآیَۃً لَکُمْ إِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِینَ)فرشتوں نے مریم سے کہا :اے مریم! خدا وند عالم تمہیں اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اور وہ دنیا وآخرت میں آبرو مند اور خدا کا مقرب ہے... وہ ایک پیغمبر ہے بنی اسرائیل کی طرف۔

٧۔ سورۂ صف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَ اِذْ قَالَ عِیسیٰ ابن مَریَمَ یٰابَنی اِسرائیل اِنّیِ رَسُولُ اللّٰہ اِلَیکُم۔۔)

اور (اے پیغمبر! یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا : اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف خدا کا پیغمبر ہوں۔

کلمات کی تشریح

١۔ ھا دوا :دین یہود پر پابند افراد کے معنی میں ہے ۔

٢۔ ربانیون :ربانی علوم دین میں ماہر دانشور اور عالموں کے معنی میں ہے۔

۳۔ احبار '' :حبر'' ح پر زیر اور زبر کے ساتھ دانشور کے معنی میں ہے اور قرآن کریم میں علماء اہل کتاب پر اطلاق ہوا ہے۔

۴۔ کلمۃ : کلمہ یہاں پر اس مخلوق کے معنی میں ہے کہ جیسے خدا وند عالم نے لفظِ کن (ہو جا) اور اس کے مانند کے ذریعہ اور معروف اسباب و وسائل کے بغیر خلق کیا ہے۔

۵۔ مسیح : مسیح، حضرت عیسیٰؑ کا لقب ہے کیو نکہ آپؑ جب کسی بیمار کو (مسح) چھو دیتے تھے تو وہ بیمار صحت مند ہو جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ بھی لوگوں نے کہا ہے لیکن ہم نے اس معنی کو حضرت مسیح کے بارے میں دیگر معانی پر ترجیح دی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر

ایک خاص مدت زمانہ میں ،قوم یہود کے لئے اسثنائی احکام ،بنی اسرا ئیل (حضرت یعقوبؑ کی اولاد، پو تے اور ان کی اولا د) سرزمین مصر اور دیار غربت میں ذلت و خواری کی زندگی گذار رہے تھے۔کیو نکہ قبطیوں نے انھیں غلام بنالیا تھا اور ان کی اولاد نرینہ کو قتل کر ڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے۔جب خدا وند عالم نے انھیں مصر میں ہونے والی ذلت و رسوائی سے نجات دی اور اس کے بعد کہ ان کے اندر حریت و آزاد ی کی روح مر چکی تھی اور اس روح کی جگہ مصر میں نسل در نسل ان کی غلامی کی طولانی مدت ہونے کی وجہ سے حقارت اور ذلت، خوف و اضطراب اور گھبراہٹ نے لے لی تھی اور ان کے لئے شام میں موجود ظالم و سرکش اقوام سے جنگ کر نا نا گزیر ہوگیا تھا ایسے موقع پر حکمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ ان کی زندگی کے لئے ایسے دستورات اور قوانین بنا ئے جائیں کہ ان کے زیر سا یہ ،اپنے آپ پر اعتماد کر نے والی اور اپنے آباء واجداد (جو کہ انبیا ء اور پیغمبروں کے زمرہ میں تھے) پر افتخار اور ناز کرنے والی روح اُن میں زندہ ہو جائے اور یہ جان لیں کہ یہ لوگ کافر اور سرکش اقوام جن سے جنگ و جدا ل ہے ان سے جدا اور ممتاز ہیں۔اس راہ میں سب سے پہلے جو چیز ان کے لئے مقرر کی گئی ہے، ان اشیاء کی تحریم ہے جو کہ ان کے باپ خدا کے پیغمبر اسرا ئیل (یعقوبؑ) نے اپنے آپ پر حرام کی تھیں تا کہ اس کے ذریعہ خدا کے پیغمبر اسرا ئیل کی

نبوت کا امتیاز درک کریں۔اس کے بعد حضرت موسیٰ پر توریت اور حضرت عیسیٰ پر انجیل کے نزول کے بعد ان سے مخصوص تشریع کی تکمیل ہوئی۔ ہم حضرت شعیب پیغمبرؑ سے مربوط حالات کی تحقیق اور مطالعہ کے بعد پیغمبروں کے حالات کے زمانی تسلسل کی رعایت کی خاطر) اُن میں سے کچھ کا ذکر کریں گے۔

حضرت شعیب پیغمبر

قرآن کریم کی آیات میں حضرت شعیب کی اپنی قوم سے سیرت اور روش۔ کلمات آیات کی تشریح۔ مذکورہ آیات کی تشریح

۱۔ خداوند عالم سورۂ ہود کی ۸۴ تا ۹۵ آیات میں ارشاد فرماتا ہے:(وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ * وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ * بَقِيَّةُ اللّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ * قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ * قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ * وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ * وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ * قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ * قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ * وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ * وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ * كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ) ہم نے مدین کے لئے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔اس نے کہا: اے میری قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اور پیمانہ اور ترازو سے (تولتے وقت) کمی نہ کرو، میں تمھیں نعمت میں دیکھ رہا ہوں اور میں تمہارے لئے اُس دن کے عذاب سے جس دن سب کو اپنے احاطہ میں لے لے گا خوفزدہ ہوں اور اے میری قوم پیمانہ اور ترازو کو عدل وانصاف کے ساتھ کامل کرو اور لوگوں کی اجناس کونا چیز اور معمولی شمار نہ کرو اور اسے برائی سے یاد نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو. خدا کا ذخیرہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر مومن ہو اور میں (عذاب الٰہی کے سامنے) تمہارا محافظ ونگہبان نہیں ہوں۔

(شعیب کا اُن کی قوم نے مذاق اڑا یا اور کہا) اے شعیب! آیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہمارے آباء و اجداد نے جس کی عبادت کی ہے ہم اسے ترک کر دیں یا جو کچھ اپنے اموال میں سے ہم چاہتے ہیں اُس سے دستبردار ہو جائیں؟ تم تو بردبار اور عاقل ہو۔ شعیب نے کہا: اے میری قوم! مجھے بتاؤ اگر خدا کی جانب سے کوئی آشکار دلیل رکھتا ہوں اور مجھے بہتر روزی دیتا ہو، (کیا ہو سکتا ہے اس کے خلاف رفتار کروں؟) میں نہیں چاہتا کہ جس سے تمھیں منع کر رہا ہوں اسی کا خود مرتکب ہوں اور جب تک کر سکتا ہوں اصلاح کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا؛ میری توفیق خدا کے ساتھ ہے، اس پر اعتماد کرتا ہوں اور اُسی کی طرف لوٹ جاؤں گا۔ اے میری قوم: تمہاری مجھ سے عداوت ودشمنی تمہیں یہاں تک نہ لے جائے کہ قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح کے عذاب کے مانند عذاب کا شکار ہو جاؤ. اور قوم لوط کا زمانہ تم سے دور نہیں ہے. اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اور اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ کہ میرا رب شفیق اور مہربان ہے۔

انھوں نے کہا: اے شعیب! جو کچھ تم کہتے ہو ان میں سے بہت ساری باتوں کو ہم نہیں سمجھتے اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور ہی پا رہے ہیں کہ اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمھیں سنگسار کر دیتے، تم ہم پر قدرت نہیں رکھتے. شعیب نے کہا: اے میری قوم! کیا میرا قبیلہ تم کو خدا سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اللہ کو بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے؟ میرا رب تم جو کچھ کرتے ہو اس پر احاطہ رکھتا ہے. اے میری قوم! جو کچھ تم کر سکتے ہو کرو، میں بھی اپنے کام کو جاری رکھوں گا عنقریب جان لوگے کہ رسواکن عذاب کس کو

اپنے دائرہ میں لے لے گا.اور کون جھوٹا ہے؟ منتظر رہو،میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں.اور جب ہمارا قہر آمیز حکم آیا تو ہم نے شعیب اور جو با ایمان افراد ان کے ہمراہ تھے اپنی مخصوص رحمت سے انھیں نجات دی اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنے دائرہ میں لے لیا اور اپنے علاقے میں نابود ہوگئے.گویا کہ وہ کبھی اس شہر میں موجود ہی نہ تھے اور آگاہ ہوجاؤ کہ قوم مدین خدا کی رحمت سے دور ہے، جس طرح ثمود کی قوم خدا کی رحمت سے دور رہی۔

۲۔ سورۂ اعراف کی ۸۸ویں اور ۸۹ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (قَالَ المَلأُ الَّذِینَ اِستَکبَرُ واْ مِن قَومِہ لَنُخرِجَنَّکَ یٰاشُعیبُ وَ الَّذِینَ آمَنُواْ مَعَکَ مِن قَرَیَتِنَا اَوْ لَتَعُودُن فِی مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَو کُنَّا کَارِھِین . قَدِ افتَرَینَا عَلیٰ اللّٰہِ کَذِباً اِن عدنا فی مِلَّتِکُم بَعد اذ نَجَّانَا اللّٰہ مِنھَا ...)
ان کی قوم کے چند سرکش اور متکبر بزرگوں نے کہا :اے شعیب!بے شک ہم تمھیں اور تم پر ایمان لانے والوں کو اپنے شہر سے نکال باہر کریں گے،مگر یہ کہ تم لوگ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ.(شعیب) نے کہا :آیا اگر چہ ہم مائل بھی نہ ہوں ؟اگر ہم تمہارے آئین کی طرف لوٹ آئیں گے تو جس خدا نے تمہارے دین سے ہمیں نجات دی ہے گویا ہم اس خدا کی طرف جھوٹی نسبت دیں گے۔

کلمات کی تشریح

ا۔ مَدیَن: مدین حضرت شعیبؑ کی قوم کا نام تھا،کہ ان کے شہر کا نام بھی انھیں کے نام پر رکھا گیا ہے.معجم البلدان میں مذکور ہے کہ مدین شہر دریائے سرخ کے نزدیک شہر تبوک کے سامنے ۶، منزل کے فاصلہ پر واقع ہے.اسی طرح کہا گیا ہے: مدین وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک علاقہ ہے اور وادی القریٰ مدینہ سے نزدیک تمام بستیوں کو کہتے ہیں۔

۲۔ لا یجر منّکم :جرم الشئ ناپسند چیز حاصل کی،جرمہ الشئ یعنی ناپسند کام پر مجبور کیا، جرمہ یعنی اسے اس پر مجبور کیا ''ولا یجر منّکم'' یعنی تمھیں مجبور نہ کرے۔

۳۔ شقاقی :شا قّہ شقا قاً :اس کے ساتھ مخا لفت اور دشمنی کی، شقا قی یعنی مجھ سے دشمنی۔

۴۔ لا تعثوا :فساد نہ کرو۔

۵۔ عثا :یعنی فساد کیا ،شدید فساد۔

٦۔ بقیۃ اللہ :بقیۃ ،ہر چیز کا باقی حصّہ اور یہاں پر خدا کی اطاعت اور فرما نبرداری کے معنی میں ہے،نیک کام کا ثواب اور اجر جو اس کے پاس ذخیرہ ہوتا ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر میں اہم نکات

خدا وند عالم نے حضرت شعیب کو بشارت اور انذار کے ساتھ مدین کی طرف بھیجا تاکہ اس علاقہ کے لوگوں کو حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دیں. شعیب کی قوم دیگر مشرک امتوں کی طرح جو کہ بُرے اخلاق سے متّصف، یہ بھی بُری طرح سے بد کاریوں اور اخلاقی فساد اور کردار کی گراوٹ کے شکار تھے. یہ لوگ اُن غلط کاریوں کے علاوہ جس کے وہ مرتکب ہوتے تھے،دوسروں کی چیزوں کو برا کہتے تھے اور انھیں مشتری (خریدار) کی نظر سے گرادیتے تھے.اور ناپ تول میں خیانت اور کمی کرتے تھے اور وہ ایسا خیال کرتے تھے کہ چونکہ وہ اپنے اموال میں تصرف کرنے کے سلسلہ میں آزاد ہیں،لہذا اس طرح کے ناروا افعال اور نا زیبا اعمال بھی ان کا حق ہیں. حضرت شعیب کا دعوت دینا ان کی نصیحتیں اور مواعظ اور انھیں اس بات کے لئے بیدار کرنا کہ مشرک اقوام جو ان سے پہلے تھیں اُن پر کس طرح عذاب الٰہی نازل ہوا، ان سب باتوں نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا اور اس جاہل قوم نے اُن کے جواب میں کہا: (لَنُخرِجَنَّکَ وَمَن اتَّبعکَ من قریتنا،أو لتعودُنَ فی مِلَّتنا)بیشک ہم تمھیں اور تمہارے تابعین اور پیرو کاروں کو اپنے شہر اور علاقے سے نکال باہر کریں گے، مگر یہ کہ ہمارے دین اور ملت کے پابند ہو جاؤ۔

اس بنا ءپر حضرت شعیب کی قوم اپنے لئے اس حق کی قائل تھی کہ دوسروں پر ظلم ڈھانااوران کے حقوق کو کھانا اپنی آزادی اور خود مختاری خیال کریں،لیکن یہی حق شعیبؑ اور مومنین کو بُرے اخلاق اور نا پسندیدہ افعال کے ترک کرنے اور خدائے یکتا کی عبادت سے متعلق نہیں دیتے تھے!!کبھی حضرت شعیب کا مذاق اڑاتے اور کہتے!کیا تمہاری نماز نے تمھیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے آباء و اجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال میں خاطر خواہ اپنی مرضی سے دخل وتصرف نہ کریں؟اور کبھی عناد ودشمنی،طغیانی اور سر کشی کی حد کر دیتے اور کہتے تھے:اگر تمہارے اعزاء واقارب نہ ہوتے تو یقیناً ہم تمھیں سنگسار کر دیتے۔اس آیت سے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰؐ کے نسب کے بارے میں جو معلومات رکھتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا وند عالم پیغمبروں کو مضبوط اور قوی اور سب سے زیادہ اثر ورسوخ رکھنے والے خاندان سے منتخب کرتا ہے،تاکہ ان کے رشتہ دار رسالت کی تبلیغ میں ناصر ومددگار ثابت ہوں۔

ہاں،جب شعیب کی قوم نے شعیب کی تکذیب کی اور ان کے ہمراہ دیگر مومنین کو ذلیل وخوار سمجھا،تو عذاب خداوندی کے سزاوار ہوگئے اور خدا وند عالم نے انھیں آسمانی صیحہ کے ذریعہ اپنی گرفت میں لے لیا اور اانھیں کے شہر وعلاقہ میں انھیں ہلاک کر ڈالا۔ خداوند عالم نے،حضرت شعیبؑ کے بعد حضرت موسیٰ اور دیگر بنی اسرائیل کے پیغمبروں کو رسالت کے لئے مبعوث کیا.انشاء اللہ آیندہ فصلوں میں ان کے اخبار کی تحقیق کریں گے۔

بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کی روداد اور قرآن کریم میں ان کے مخصوص حالات کی تشریح

۔ حضرت موسیٰ کی ولادت اور ان کا فرعون کے ذریعہ اس کی فرزندی میں آنا.نہ گانہ معجزات.بنی اسرائیل صحرائے سینا میں.داؤد اور سلیمان. حضرت زکریاں اور یحییٰ. عیسیٰ بن مریم.

سب سے پہلا منظر۔ حضرت موسیٰ۔کی ولادت اور ان کا فرعون کے فرزند کے عنوان سے قبول ہونا

:خدا وند عالم سورۂ قصص کی ۷ویں تا ۱۳ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے: (وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ * فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ * وَقَالَتِ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ قُرَّةُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ * وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَى فَارِغًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ * وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ * وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ * فَرَدَدْنَاهُ إِلَى أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ) ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ: اسے دودھ پلاؤ اور جب تمھیں اس کے لئے خوف لا حق ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور خوف نہ کرو اور نہ غمزدہ اور محزون ہو کہ ہم یقیناً اُسے تم تک لوٹا دیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے قرار دیں گے.آل فرعون نے اسے پا لیا تا کہ ان کے لئے دشمن اور اندوہ کا سامان ہو.کہ فرعون،ھامان اور ان کے سپا ہی گنا ھگار میں تھے.فرعون کی بیوی (سفارش کے لئے اٹھی اور) بولی یہ بچہ ہمارے اور تمہارے سرور کا باعث اور آنکھوں کا نور ہو گا ،اُسے قتل نہ کرو شاید ہمیں فائدہ پہنچا ئے یا اسے اپنی فرزندی میں لے لیں؛ اور وہ لوگ درک نہیں کر سکے.حضرت موسیٰ کی ماں کا دل (تمام چیزوں سے زیادہ بچہ کی یاد میں) اس درجہ بیقرار تھا کہ اگر ہم اُس کے دل کو سکون وقرار نہ دیتے تا کہ مومنوں میں ہو تو یقیناً اس راز کو فاش کر دیتی۔ اُس نے موسیٰ کی بہن سے کہا :موسیٰ کا پیچھا کرو موسیٰ کی بہن اپنے بھائی کو دور سے دیکھ رہی تھی (لیکن)وہ لوگ جان نہیں سکے.اور دودھ پلانے والی عورتوں کو پہلے ہی ہم نے اُن پر حرام کر دیا تھا موسیٰ کی بہن نے کہا :کیا میں تمھیں ایک ایسے گھرانے کی راہنمائی کروں کہ وہ اسے تمہارے لئے محفوظ رکھیں اور اس کے خیر خواہ ہوں ؟ پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ ان کے

دیدار سے ان کی آنکھیں روشن ہوجائیں اور وہ غمگین اور اداس نہ ہوں اور یہ جان لیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے[1]۔

کلمات کی تشریح

۱۔ فارغاً: اپنی جگہ سے اکھڑ گیا، غم واندوہ کی شدت سے خالی ہو گیا۔

۲۔ قُصّیہ: اس کا پیچھا کرو، تلاش کرو۔

۳۔ فبصُرت بہ عن جُنب: دور سے اس کی نگاہ ان پر پڑی، اُسے دور سے دیکھا اور زیر نظر قرار دیا۔

دوسرا منظر، نہ گانہ معجزات

سورۂ نمل کی ۷ویں تا ۱۲ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ * فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ * يَا مُوسَى إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ * وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَى لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ * إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ * وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ) جب موسیٰ نے اپنے اہل و عیال سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے، عنقریب اس کے بارے میں تمھیں ایک خبر دوں گا یا ایسی آگ لاؤں گا کہ اس سے گرم ہو جاؤ۔

جب اُس آگ کے قریب آئے تو آواز آئی، مبارک ہے وہ خدا جو آگ میں جلوہ نما اور وہ شخص بھی جو اس کے اطراف میں ہے اور پاک وپاکیزہ ہے رب العالمین. اے موسیٰ! میں ہوں توانا اور حکیم خدا، اپنے عصا کو ڈال دو موسیٰ نے جب عصا ڈال دیا تو اسے دیکھا کہ

[1] نیز سورۂ طہٰ کی ۳۸ویں آیت سے ۴۷ ویں آیت تک ملاحظہ ہو.

ایک عظیم الجثہ سانپ کی صورت میں حرکت کرنے لگا،موسیٰ الٹے پاؤں پلٹ پڑے پھر کبھی مڑکر نہیں دیکھا (کہ انھیں خطاب ہوا)اے موسیٰ!نہ ڈرو کہ انبیاء میرے نزدیک نہیں ڈرتے. جز ان کے جنھوں نے ظلم کیا ہے،پھر اسے نیکی میں تبدیل کر ڈالا ہے کہ میں بخشنے والااور مہربان ہوں.اوراپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ کہ سفید (چمکدار) اور بغیر نقصان کے باہر نکلے گا (یہ معجزہ) نہ گانہ آیات (معجزہ)کے ضمن میں ہے(کہ تم ان کے ہمراہ) فرعون اور اس کی قوم کی طرف(بھیجے جاؤ گے)،بے شک وہ لوگ ایک فاسق قوم ہیں۔

سورۂ اعراف کی ۱۰۳تا ۱۳۵ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِہِم مُوسَی بِآیَاتِنَا إِلَی فِرْعَوْنَ وَمَلَئِہِ فَظَلَمُوا بِہَا فَانظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِینَ * وَقَالَ مُوسَی یَا فِرْعَوْنُ إِنِّی رَسُولٌ مِن رَبِّ الْعَالَمِینَ * حَقِیقٌ عَلَی أَن لاَأَقُولَ عَلَی اللهِ إِلاَّ الْحَقَّ قَدْ جِئْتُکُم بِبَیِّنَۃٍ مِن رَبِّکُمْ فَأَرْسِلْ مَعِیَ بَنِی إِسْرَائِیلَ * قَالَ إِن کُنتَ جِئْتَ بِآیَۃٍ فَأْتِ بِہَا إِن کُنتَ مِنْ الصَّادِقِینَ * فَأَلْقَی عَصَاہُ فَإِذَا ہِیَ ثُعْبَانٌ مُبِینٌ * وَنَزَعَ یَدَہُ فَإِذَا ہِیَ بَیْضَاءُ لِلنَّاظِرِینَ * قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ ہَذَا لَسَاحِرٌ عَلِیمٌ * یُرِیدُ أَن یُخْرِجَکُم مِنْ أَرْضِکُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ * قَالُوا أَرْجِہِ وَأَخَاہُ وَأَرْسِلْ فِی الْمَدَائِنِ حَاشِرِینَ * یَأْتُوکَ بِکُلِّ سَاحِرٍ عَلِیمٍ * وَجَاءَ السَّحَرَۃُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن کُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِینَ * قَالَ نَعَمْ وَإِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِینَ * قَالُوا یَا مُوسَی إِمَّا أَن تُلْقِیَ وَإِمَّا أَن نَکُونَ نَحْنُ الْمُلْقِینَ * قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْہَبُوہُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِیمٍ * وَأَوْحَیْنَا إِلَی مُوسَی أَنْ أَلْقِ عَصَاکَ فَإِذَا ہِیَ تَلْقَفُ مَا یَأْفِکُونَ * فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوا یَعْمَلُونَ * فَغُلِبُوا ہُنَالِکَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِینَ * وَأُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سَاجِدِینَ * قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِینَ * رَبِّ مُوسَی وَہَارُونَ * قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُمْ بِہِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَکُمْ إِنَّ ہَذَا لَمَکْرٌ مَکَرْتُمُوہُ فِی الْمَدِینَۃِ لِتُخْرِجُوا مِنْہَا أَہْلَہَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ * لَأُقَطِّعَنَّ أَیْدِیَکُمْ وَأَرْجُلَکُمْ مِنْ خِلاَفٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّکُمْ أَجْمَعِینَ * قَالُوا إِنَّا إِلَی رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ * وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلاَّ أَنْ آمَنَّا بِآیَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِینَ * وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَی وَقَوْمَہُ لِیُفْسِدُوا فِی الْأَرْضِ وَیَذَرَکَ وَآلِہَتَکَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَائَہُمْ وَنَسْتَحْیِ نِسَائَہُمْ وَإِنَّا فَوْقَہُمْ قَاہِرُونَ * قَالَ مُوسَی لِقَوْمِہِ اسْتَعِینُوا بِاللهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰہِ یُورِثُہَا مَن یَشَاءُ مِنْ

عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ * قَالُوا أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِن بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ * وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ * فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ * وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ * فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ * وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ * فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ)

پھر جب اُن کے بعد موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے اشراف کی طرف بھیجا تو انھوں نے آیات کا انکار کیا. غور کرو کہ تباہ کاروں کا کیا انجام ہوا. موسیٰ نے کہا: اے فرعون! میں اپنے رب العالمن کا فرستادہ ہوں. سزاوار یہ ہے کہ خدا سے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہوں، تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے ایک معجزہ لا یا ہوں، لہٰذا بنی اسرائیل کو ہمارے ہمراہ روانہ کر دو. فرعون نے کہا اگر سچے ہو اور اگر کوئی معجزہ لائے ہو تو ہمیں دکھاؤ. پھر موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا پس وہ اژدہا دکھائی دینے لگا. اور ہاتھ اپنے گریبان سے باہر نکالا ناگاہ دیکھنے والوں کے لئے سفید اور چمکدار تھا. قوم فرعون کے بزرگوں نے فرعون سے کہا: یہ ایک ماہر جادوگر ہے کہ وہ تمھیں تمہاری سرزمینوں سے باہر نکالنا چاہتا ہے. تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ (موسیٰ کے معاملے میں) فرعون نے قوم سے مشورہ کے بعد، کہا: اُسے اور اُس کے بھائی کو روک لو اور شہروں میں افراد کو روانہ کرو تاکہ ماہر جادوگروں کو تمہارے پاس لے آئیں. جادوگر فرعون کے پاس آئے اور بولے: اگر ہم غالب ہوگئے تو یقیناً کوئی اجرت لیں گے. فرعون نے کہا: بالکل تم لوگ ہمارے مقربین میں ہو گے، جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تم پہلے اپنا عصا ڈالو یا ہم اپنی رسّیاں ڈالتے ہیں. موسیٰ نے کہا: تم ہی پہل کرو اور جب انھوں نے اپنی رسّیاں ڈال دیں تو لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انھیں دہشت زدہ بنا دیا. اور

عظیم جادو پیش کیا. ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ تم بھی اپنا عصا ڈال دو اور (وہ اژدہا) جو کچھ انھوں نے پیش کیا تھا ایک سانس میں نگل گیا.حق آشکار ہوا اور جو کچھ انھوں نے انجام دیا وہ باطل اور بے کار ہو گیا۔

اس میدان میں شکست کھائی اور رسوا ہو کر واپس ہوگئے. سارے جادو گر سجدہ میں گر پڑے. اور انھوں نے کہا: ہم رب العالمین پر ایمان لاتے ہیں. موسیٰ اور ہارون کے رب پر. فرعون نے کہا: قبل اس کے کہ ہم تمھیں اجازت دیں تم لوگ اُس پر ایمان لے آئے؟! یہ ایک فریب اور دھوکہ ہے جو تم نے شہر میں کیا ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کو نکال باہر کرو. عنقریب جان لو گے. تمہاے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے بر عکس انداز میں قطع کروں گا اور اُس وقت سب کو ایک ساتھ دار پر لٹکا دوں گا. انھوں نے کہا: اُس وقت ہم اپنے خدا کی طرف لوٹ جائیں گے. تمہارا غیض و غضب ہم پر اس لئے ہے کہ ہم صرف اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے ہیں جو ہماری طرف آئی ہے؛خدا یا! ہمیں صبر عطا کر اور ہمیں مسلمان ہونے کی صورت میں موت دینا.قوم فرعون کے بزرگوں نے کہا:کیا موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کوآزاد چھوڑ دو گے تا کہ وہ اس سرزمین پر تباہی مچائیں اور تمھیں اور تمہارے خدا کو ترک کر دیں؟ فرعون نے کہا! عنقریب ان کے سارے فرزندوں (بیٹوں) کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیں گے،ہم اُن پر مسلط ہیں.موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: خدا سے مدد مانگو اور صبر کا مظاہرہ کرو کیونکہ زمین خدا کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہے گا اس کے حوالے کر دے گا اور نیک انجام پر ہیزگاروں کے لئے ہے۔انھوں نے کہا: ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی ستائے گئے اورتمہارے آنے کے بعد بھی ستائے گئے؛ کہا! امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے،اور تمھیں اس سرزمین پر (ان کا) جانشین قرار دے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو؟ ہم نے فرعون کو قحط سالی اور پھلوں کی کمی (دنوں) سے دوچار کیا شاید نصیحت حاصل کریں. جب رفاہ وآسائش نے ان کا رخ کیا تو وہ کہتے تھے! یہ ہماری خاطر ہے اور جب انھیں ناگوار حالات پیش آتے تو کہتے تھے یہ موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کی بد شگونی ہے ۔

جان لو کہ ان کا فال بد خدا کے پاس ہے (یعنی جو اُن پر مشکلات اور غم و اندوہ پڑتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں) لیکن اُن میں اکثر لوگ نہیں جانتے. (فرعونیوں نے موسیٰ سے) کہا: تم جتنا بھی ہمارے لئے معجزہ یا آیت پیش کرکے ہم پر جادو کردو کبھی ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے. پھر طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اور خون (پانی کا خون ہونا) جو کہ ایک دوسرے سے الگ اور روشن و آشکار معجزے تھے ہم نے ان پر نازل کیا ،لیکن انھوں نے اکڑ اور انکار سے کام لیا اور وہ نابکار قوم تھے۔ جب اُن پر عذاب نازل ہوا ،بولے:اے موسیٰ! اپنے رب کو اُس پیمان کے ساتھ آواز دو جو تم سے کیا ہے اگر اس عذاب کو ہم سے اٹھا لے تو یقیناً ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے. پھر جب ہم نے عذاب کو ایک مدت تک اٹھا لیا تو پھر عہد شکنی کے مرتکب ہوگئے[1]۔

سورۂ شعراء کی ۵۷ویں تا ۶۶ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے : (فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ * وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ * كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ * فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ * فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ * قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ * فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ * وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ * وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ * ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ *) ہم نے انھیں (فرعونیوں) کو باغوں اور بہتے چشموں سے باہر نکال دیا.اور عالیشان محلوں اور خزانوں سے انھیں محروم کر دیا. واقعہ ایسا ہی تھا اور سب کچھ بنی اسرائیل کے حوالے کر دیا. فرعونیوں نے طلوع آفتاب کے وقت بنی اسرائیل کا پیچھا کیا. جب دونوں گروہ نے ایک دوسرے کو دیکھا،تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا! ہم گرفتار ہو جائیں گے.موسیٰ نے کہا: کبھی نہیں ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری ہدایت کرے گا. موسیٰ کو وحی ہوئی کہ اپنا عصا دریا پر مارو؛دریا شگافتہ ہوا اور اس کا ہر ایک حصّہ ایک بڑے پہاڑ

[1] اور سورۂ انبیاء کی ۱۰۰سے ۱۰۴ آیات تک اور سورۂ شعرأ کی آیت ۱۰سے ۵۵ آیات تک اور سورۂ طٰہ ۹سے ۲۴ آیات تک ملاحظہ کریں.

کے مانند ہو گیا. دوسروں کو (فرعونیوں کو بنی اسرائیل کے پیچھے) دریا میں لائے. اور موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی.اس وقت دوسروں کو غرق کر ڈالا۔

اور سورۂ یونس کی ۹۰ تا ۹۲ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔ (وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَاإِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ * آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ * فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ *)بنی اسرائیل کو ہم نے دریا سے پار کیا، فرعون اور اس کے سپاہیوں نے اُن سے دشمنی اور ستم کی خاطر ان کا پیچھا کیا،یہاں تک کہ جب اس کے غرق ہونے کا وقت آیا تو کہا : ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے خدا کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر وہ ایمان لائے ہیں. اور میں سراپا تسلیم ہونے والوں میں ہوں.(اُس سے ڈوبنے کی حالت میں خطاب ہوا) اب ایمان لاتے ہو جبکہ اُس سے پہلے نافرمانی کر کے مفسدوں میں تھے؟.آج تمہارے بدن کوبدن کو بچا لیتے ہیں،تا کہ اُن کے لئے جو تمہارے بعد آئیں گے عبرت اور ایک نشانی ہو،جبکہ بہت سارے لوگ ہماری آیات اور نشانیوں سے سخت غافل و بے خبر ہیں۔

تیسرا منظر؛بنی اسرائیل سینا نامی صحرا میں

اور حضرت موسیٰ اور ان کے بعد کے زمانے میں ان کی طغیانی و سرکشی،خدا وند متعال سورۂ اعراف کی ۱۳۸تا ۱۴۰اور ۱۶۰تا ۱۶۴ اور ۱۶۶،ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے :(وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَامُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلٰهاً كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ * إِنَّ هَؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ * قَالَ أَغَيْرَ اللهِ أَبْغِيكُمْ إِلٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ *... *وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ * وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا

ہٰذِہِ الْقَرْيَۃَ وَكُلُوا مِنْہَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّۃٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ * فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْہُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَہُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْہِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ * وَاسْأَلْہُمْ عَنِ الْقَرْيَۃِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَۃَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيہِمْ حِيتَانُہُمْ يَوْمَ سَبْتِہِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيہِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوہُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ * وَإِذْ قَالَتْ أُمَّۃٌ مِنْہُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّہُ مُہْلِكُہُمْ أَوْ مُعَذِّبُہُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَۃً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّہُمْ يَتَّقُونَ * فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِہِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْہَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ * فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُہُوا عَنْہُ قُلْنَا لَہُمْ كُونُوا قِرَدَۃً خَاسِئِينَ) ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کرایا تو وہ لوگ ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو اپنے بتوں کی پرستش اور عبادت کرتی تھی بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک خدا قرار دو جس طرح سے ان کا خدا ہے موسیٰ نے کہا! یقیناً تم لوگ نادان اور جاہل قوم ہو ان بت پرستوں کے خدا نابود ہونے والے ہیں اور ان کے اعمال باطل ہیں، (موسیٰ نے) کہا! آیا خداوند یکتا کے علاوہ تمہارے لئے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں جب کہ خداوند عالم نے تمھیں سارے عالم پر فوقیت اور برتری عطا کی ہے؟!...

(اور) ان کو ان کے بارہ قبیلے اور امت میں تقسیم کیا اور جب ان کی قوم نے موسیٰ سے پانی کا تقاضا کیا، تو ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنے عصا کو اس پتھر پر مارو، (جب انھوں نے مارا) تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلے نے اپنے پانی کی جگہ جان لی اور بادل کو ان پر سائبان قرار دیا اور ان پر من وسلویٰ نازل کیا، پاکیزہ اشیاء سے جو ہم نے تمہارے لئے رزق قرار دیا ہے کھاؤ، انھوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور جس وقت ان سے کہا گیا کہ اس گاؤں میں سکونت اختیار کرو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور کہو حطہ یعنی ہمارے گناہوں کو ختم کر دے اور سجدہ اور خضوع کی حالت میں دروازہ سے داخل ہو تا کہ ہم تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں، عنقریب ہم نیکوکاروں کے اجر میں اضافہ کر دیں گے، ان ظالموں نے اس بتائے گئے سخن کو اس کے علاوہ باتوں میں تبدیل کر ڈالا اور (نتیجہ کے طور پر) اس ظلم وستم کی بناء پر جو انھوں نے روا رکھا تھا ان پر آسمان سے ہم نے عذاب نازل کیا.

یہودیوں سے سوال کرو اُس شہر کے بارے میں جو دریا کے کنارے واقع تھا کہ وہاں کے لوگوں نے سنیچر کے دن تجاوز کیا اور اس کی حرمت کی حفاظت نہیں کی ان کی مچھلیاں سنیچر کے دن آشکار طور پر آتی تھیں لیکن سنیچر کے علاوہ دنوں میں نہیں آتی تھیں، اس طرح سے ان کی بربادی اور تباہی کی سزا کے ذریعہ ہم نے انھیں آزمایا...جب ان لوگوں نے جس چیز سے منع کیا گیا تھا سرپیچی اور مخالفت کی. تو ہم نے ان سے کہا بندر کی شکل میں ہو جاؤ اور ہماری رحمت سے دور اور محروم ہو جاؤ۔

سورۂ طہ کی ۸۰ تا ۹۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (یابَنِی إِسْرَائِیلَ قَدْ أَنْجَیْنَاکُمْ مِنْ عَدُوِّکُمْ وَوَاعَدْنَاکُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَیْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَی * کُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ وَلَاتَطْغَوْا فِیهِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِی وَمَنْ یَحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِی فَقَدْ هَوَی * وَإِنِّی لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَی * وَمَا أَعْجَلَکَ عَنْ قَوْمِکَ یَامُوسَی * قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَی أَثَرِی وَعَجِلْتُ إِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضَی * قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْ بَعْدِکَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ * فَرَجَعَ مُوسَی إِلَی قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ یَاقَوْمِ أَلَمْ یَعِدْکُمْ رَبُّکُمْ وَعْدًا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَیْکُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ یَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّکُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِی * قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَکَ بِمَلْکِنَا وَلَکِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِینَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَکَذَلِکَ أَلْقَی السَّامِرِیُّ * فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُکُمْ وَإِلَهُ مُوسَی فَنَسِیَ * أَفَلَایَرَوْنَ أَلَّا یَرْجِعُ إِلَیْهِمْ قَوْلًا وَلَایَمْلِکُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَانَفْعًا * وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ یَاقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمَانُ فَاتَّبِعُونِی وَأَطِیعُوا أَمْرِی * قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْهِ عَاکِفِینَ حَتَّی یَرْجِعَ إِلَیْنَا مُوسَی * قَالَ یَاهَارُونُ مَا مَنَعَکَ إِذْ رَأَیْتَهُمْ ضَلُّوا * أَلَّا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَیْتَ أَمْرِی * قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَاتَأْخُذْ بِلِحْیَتِی وَلَابِرَأْسِی إِنِّی خَشِیتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِی إِسْرَائِیلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِی * قَالَ فَمَا خَطْبُکَ یَاسَامِرِیُّ * قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَکَذَلِکَ سَوَّلَتْ لِی نَفْسِی * قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَکَ فِی الْحَیَاةِ أَنْ تَقُولَ لَامِسَاسَ وَإِنَّ لَکَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ إِلَی إِلَهِکَ الَّذِی ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاکِفًا لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِی الْیَمِّ نَسْفًا * إِنَّمَا إِلَهُکُمُ اللهُ الَّذِی لَاإِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا) اے بنی اسرائیل! ہم نے تمھیں تمہارے دشمن فرعون سے نجات دی اور طور کے داہنے جانب کا تم سے وعدہ کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا. پاکیزہ چیزوں میں جو ہم نے تمہارے لئے بعنوان رزق معین کیا ہے کھاؤ اور

اس میں طغیانی اور سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر ہمارا غضب ٹوٹ پڑے گااور جو میرے غیض و غضب کا مستحق ہو گا یقیناً ذلیل و خوار اور ہلاک ہو جائے گا. بیشک میں بخشنے والا ہوں ہر اُس شخص کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور پسندیدہ کام انجام دے اور ہدایت پائے۔اے موسیٰ !کس چیز نے تم کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تم اپنی قوم پر سبقت لے جاؤ؟. جواب دیا !وہ لوگ ہمارے پیچھے ہی ہیں، میں نے تیری سمت جلدی کی تاکہ تو راضی اور خوشنود ہو جائے. کہا : میں نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد آزمایا لیکن سامری نے انھیں گمراہ کردیا. موسیٰ غضب ناک اور افسوسناک حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور کہا : اے میری قوم!کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا .آیا ہماری غیبت تمہارے لئے طولانی ہوگئی تھی، یا تم لوگ اس بات کے خواہشمند تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر غضب نازل ہو لہٰذا تم نے ہمارے وعدہ کی خلاف ورزی کی؟

انھوں نے جواب دیا ہم نے اپنے اختیار سے تمہارے وعدہ کے خلاف نہیں کیا ہے. ہمارے پاس فرعونیوں کے آرائش کے وزنی آلات موجود تھے جس کو ہم نے آگ میں ڈال دیا اور (فتنہ انگیز) سامری نے بھی اسی طرح اپنے زیورات ڈال دیئے.پھر اس نے ان کے لئے ایک گوسالہ کا مجسمہ بنایا، جو گوسالہ کی آواز رکھتا تھا ؛ انھوں نے کہا :تمہارااور موسیٰ کا خدا یہ ہے جس کو (موسیٰ) نے فراموش کر دیا ہے.آیا (یہ گوسالہ پوجنے والے) غور نہیں کرتے کہ (گوسالہ) ان کا جواب نہیں دیتا ہے اور ان کے لئے کوئی نفع و نقصان نہیں رکھتا ہے؟!. ہارون نے پہلے ہی ان سے کہا تھا کہ اے میری قوم!تم لوگ اس گوسالہ کے سلسلہ میں فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہو، تمہارا رب خدا وند رحمن ہے. میری پیروی کرو اور میرے اطاعت گزار رہو.انھوں نے کہا ! ہم اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے جب تک کہ موسیٰ ہماری طرف واپس نہیں آجاتے. موسیٰ نے (جب واپس آئے تو عتاب آمیز انداز میں ہارون سے) کہا : ہارون !جب تم نے دیکھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں، تو کون سی چیز مانع ہوئی کہ تم میرے پاس نہیں آئے؟. کیوں میرے حکم کی مخالفت کی ؟. کہا : اے میری ماں کے بیٹے!میری ڈارھی اور بال نہ پکڑو، میں ڈرا تھا کہ تم کہو گے کہ بنی اسرائیل کے درمیان

تفرقہ ڈال دیا ہے اور میرے دستور کی رعایت نہیں کی ہے۔ موسیٰ نے کہا: اے سامری! یہ کون سا عمل ہے (جو تم نے انجام دیا ہے)؟ اُس نے کہا: میں نے وہ کچھ دیکھا جو انھوں نے نہیں دیکھا ہے، پھر میں نے نمائندۂ حق (جبرئیل) کے نشان قدم کی ایک مشت خاک لی، اور اسے میں نے (گوسالہ کے اندر) ڈال دی، میری دلی آرزو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا۔ موسیٰ نے کہا! جاؤ! تم کو زندگی میں ہر ایک سے یہی کہنا ہے کہ مجھے چھونا نہیں۔ اور تم سے (آخرت میں) ایک وعدہ ہے جو کبھی بر خلاف نہیں ہوگا اور اپنے خدا کے بارے میں غور کرو جس کی عبادت کو جاری رکھا ہے اسے جلا ڈالوں گا اور (اس کی خاک) دریا میں چھڑک دوں گا۔ یقیناً تمہارا خدا وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کا علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

سورۂ بقرہ کی ۵۱ اور ۵۴ تا ۵۷ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ * ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ * وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ * وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ * وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ * ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ * وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ *) اور اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس شب کا وعدہ کیا، پھر (تم لوگ اس کی غیبت میں) گوسالہ کی پوجا کرنے لگے اور تم ظالم و ستمگر ہو پھر اس کے بعد ہم نے تم کو بخش دیا؛ شاید کہ تم لوگ (اس نعمت کا شکریہ) بجا لاؤ۔ نیز اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور (حق و باطل کے) درمیان تشخیص کا وسیلہ دیا۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم لوگوں نے گوسالہ پرستی کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، لہذا اپنے خدا کی طرف لوٹ آؤ اور اپنی جہالت کی سزا کے عنوان سے ایک دوسرے کو قتل کرنے کیلئے تیغ کھینچو کہ اسی میں تمہارے خدا کے نزدیک تمہاری بھلائی ہے۔ اس خدا نے تمہاری توبہ قبول کی کہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ اور اس وقت کو یاد

کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا : اے موسیٰ! ہم تم پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے مگر اس وقت جب تک خدا کو اپنی نگاہوں سے آشکار طور سے نہ دیکھ لیں، پھر تم صاعقہ کی زد میں آگئے جب کہ تم لوگ دیکھ رہے تھے. اور ہم نے بادل کو تمہارے سر پر سائبان قرار دیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا؛ جو ہم نے تمھیں پاک وپاکیزہ رزق دیا ہے (اُسے) کھاؤ. انھوں نے (اس نعمت کا شکر ادا نہیں کیا) انھوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ستم کیا ہے۔

سورۂ اعراف کی ۱۵۵ ۱ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے.(واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلاً لمیقاتنا فلما أخذ تْھُمُ الرَّجفۃُ قال ربّ لو شئت أ ھلَکْتَھُم مِن قَبْلُ وَایّايَ أتُھلِکُنا بِما فَعَلَ السُّفھاءُ منّا ان ھِيَ الّا فتنتک...) موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہماری وعدہ گاہ کے لئے انتخاب کیا اور جب(دیدار خدا کے تقاضے کے جرم میں) ایک جھٹکے اور زلزلے نے انھیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تو(موسیٰ نے اس حال میں) کہا! خدا یا !اگر تو چاہتا تو مجھے اور انھیں پہلے ہی موت دے دیتا، کیا ان احمقوں کے کرتوت کی بناء پر ہمیں بھی نابود کر دئے گا؟! یہ صرف تیرا امتحان اور آزمایش ہے۔

سورۂ بقرہ کی ۶۱ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَإِذْ قُلْتُمْ یا مُوسَی لَن نَصْبِرَ عَلَی طَعامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ یُخْرِجْ لَنَا مِمّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِھا وَقِثّائِھا وَفُومِھا وَعَدَسِھا وَبَصَلِھا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِی ھُوَ أَدْنَی بِالَّذِی ھُوَ خَیْرٌ اِھْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَکُمْ مَا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمْ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللہِ ذَلِکَ بِأَنَّھُمْ کَانُوا یَکْفُرُونَ بِآیَاتِ اللہِ وَیَقْتُلُونَ النَّبِیِّیْنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذَلِکَ بِمَا عَصَوْا وَکَانُوا یَعْتَدُونَ)اور جب تم نے کہا : اے موسیٰ! ہم کبھی ایک قسم کی غذا پر اکتفاء نہیں کریں گے، لہٰذا اپنے رب سے ہمارے لئے مطالبہ کرو کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوتی ہے جیسے سبزی، کھیرا ،لہسن، مسور کی دال اور پیاز ہمارے لئے پیدا کرے. موسیٰ نے کہا : آیا تم چاہتے ہو کہ جو چیز گھٹیا اور معمولی ہے اس کو بہتر اور گراں قیمت شئی سے معاوضہ کرو؟تو کسی شہر میں آجاؤ کہ وہاں تمہاری خواہش کے مطابق سب کچھ موجود ہے. ان کے لئے ذلت ورسوائی یقینی ہوگئی اور اللہ کے غیظ و غضب کا نشانہ بن گئے، کیونکہ انھوں نے

مخالفت و نافرمانی کی اور ظلم و تعدی کی بناء پر آیات خدا وندی کے منکر ہوئے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا ۔ سورۂ مائدہ کی ۲۰ تا ۲۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے) :وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ * يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ * قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ * قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ * قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ * قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ * قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم :اپنے اوپر نازل ہونے والی خدا کی نعمت کو یاد کرو،کیونکہ اُس نے تمہارے درمیان پیغمبروں کو قرار دیا اور تمھیں آزاد (اور بادشاہ بنایا) اور تمھیں ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی کو نہیں دی ہیں. اے میری قوم !اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جسے خدا نے تمہارے لئے معین اور مقرر فرمائی ہے اور پیچھے واپس نہ آنا (خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا) ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگے. انھوں نے کہا اے موسیٰ! وہاں پر ظالم و ستمگر قوم ہے لہٰذا وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، پھر اگر وہ نکل جائیں تو ہم یقیناً ہو جائیں گے دو خدا ترس مرد جو کہ مشمولِ نعمتِ خداوندی تھے، انھوں نے ان سے کہا تم لوگ ان پر دروازے سے وارد ہو اگر ایسا کرو گے توکامیابی تمہارے قدم چومے گی. خدا پر بھروسہ رکھو اگر صاحب ایمان ہو.کہنے لگے: اے موسیٰ وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں،تم اور تمہارا رب وہاں جائے اور ان سے جنگ کرے، ہم یہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں، موسیٰ نے کہا، پروردگارا! میں فقط اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں، تو ہمارے اور اس فاسق قوم (جو حکم نہیں مانتی) کے درمیان جدائی کر دے. خدا نے فرمایا!(اس شہر میں ان کا داخل ہونا) چالیس سال تک کے لئے حرام ہے اور بیابان میں سر گرداں پھرتے

رہیں گے تم اس فاسق قوم پر افسوس نہ کرو۔ سورۂ قصص کی ٧٦،ویں تا ٨١ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ * وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ * قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ * فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ * وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ * فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ *)قارون موسیٰ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا کہ اس نے ان پر تجاوز کیا. ہم نے اُسے اس درجہ خزانے دئیے تھے کہ ان کی کنجیوں کا قوی ہیکل اور مضبوط جماعت کے لئے بھی اٹھانا زحمت کا باعث تھا۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا: تکبر نہ کرو کیونکہ خدا تکبر کر نے والوں کو دوست نہیں رکھتا. جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے دار آخرت کا انتظام کر اور دنیا سے جو تیرا حصّہ ہے اس کو بھول نہ جا اور جس طرح خداوند سبحان نے تجھ پر نیکی کی ہے تو بھی دوسروں کے ساتھ نیکی کر اور حسن سلوک سے پیش آ اور فساد اور تبا ہی مچانے والوں میں سے نہ ہوجا کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا. قارون نے کہا: یہ مال و دولت میری دانش کی وجہ سے ہے. کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ خدا وند عالم نے اس سے صدیوں پہلے ان لوگوں کو جو اس سے قوی اور مالدار ترین لوگ تھے ہلاک کردیا ہے اور گنا ہگار لوگ اپنے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کئے جائیں گے؟ (قارون) اپنی آرایش اور زیبائش کے ساتھ اپنی قوم کے پاس باہر نکلا۔

جو لوگ دنیا طلب تھے انھوں نے کہا:! اے کاش ہم بھی قارون کی طرح دولت کے مالک ہوتے یہ تو بڑے عظیم حصّہ کا مالک ہے. جو لوگ اہل علم اور دانش تھے انھوں نے کہا! تم پر وائے ہو! خدا وند سبحان کا ثواب ان لوگوں کے لئے ہے بہتر ہے جو ایمان

لا کر نیکو کار بنے ہیں اور ایسا ثواب صابروں کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا. پھر ہم نے اسے (قارون) اور اس کے گھر بار کو زمین میں دھنسا دیا اور اُس کا کوئی ناصر و مددگار نہیں تھا جو خدا کے مقابلے میں اس کی نصرت کرتا اور خود بھی اپنی مدد نہیں کر سکا۔

کلمات کی تشریح

۱۔ جیبک، جیب :گریبان، چاک پیراہن۔

۲۔ ملأ، الملاء : قوم کے بزرگ اور اکابر لوگ، کبھی جماعت پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور اشراف سے اختصاص نہیں رکھتا۔

۳۔ ارجہ، اَرجأ الامر :اُسے تاخیر میں ڈال دیا۔ارجہ واخاہ :اُس کا اور اُس کے بھائی کا کام تاخیر میں ڈال دو۔

۴۔ حاشرین : حشر :اکٹھا ہونا، جمع ہونا۔حاشرین : جمع ہوئے تاکہ جادوگروں کو اکٹھا کریں۔

۵۔ تلقف، لقف الطعام:غذا نگل گیا ،غذا حلق کے نیچے لے گیا۔

٦۔ ےأفکون، اَفک یافکُ :بہتان اور افتراء پردازی کی.یافکون، بر خلاف حقیقت پیش کرنا۔

۷۔ صَاغرین، صاغر :ذلیل وخوار۔

۸۔ مِن خلافٍ، قطع الایدی و الارجلَ من خلافٍ: یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنا اور یا اُس کے برعکس۔

۹۔ افرغ، افرغ اللہ الصبر علی القلوب:خدا نے دلوں میں صبر ڈال دیا، ان پر صبر نازل کیا.ان میں صبر کی قوت دی۔

۱۰۔ سنین : سنہ کی جمع سنین ہے جو خشک اور بے آب وگیاہ اور سخت سالوں کے معنی میں ہے۔

۱۱۔ یطیّروا، تطیر:بد شگونی کی،بد فالی کی،طائر یہاں پر ان کی شومی (نحوست) اور ان کے خیر و شر کے معنی میں ہے یعنی یہ سارے مور خود ان سے پیدا ہوتے ہیں اور دوسروں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔

۱۲۔ طوفان :اتنی شدید بارش کہ لوگوں کو اپنے دائرہ میں لے لے۔

۱۳۔ جراد :ٹڈی،مراد یہ ہے کہ ٹڈی نے جتنی گھاس اور اُگنے والی چیز تھی سب کو کھا کر نابود کر دیا ۔

۱۴۔ القمّل:اس کے معنی کے بارے میں کہا ہے :ایک موذی اور نہایت چھوٹا حشرہ یعنی کیڑا ہے جیسے گیہوں کا گھن اور اونٹ کی پڑی اور حیوان کی جوں یا کلنی وغیرہ ۔

۱۵۔ رجز: عذاب

۱۶۔ینکثون :اپنے عہد وپیمان کو توڑ ڈالتے ہیں۔

۱۷۔ طود :آسمان کو چھوتے ہوئے عظیم پہاڑ ۔

۱۸۔ ازلفنا :ہم نے قریب کر دیا،یعنی : فرعون اور فرعونیوں کو موسیٰ اور ان کی قوم سے زیادہ سے زیادہ نزدیک کر دیا تا کہ انھیں دیکھیں اور ان کا تعاقب (پیچھا) کریں اور یکبارگی سب غرق ہو جائیں۔

۱۹۔ تبّر،تبّرہ: اسے قتل کر دیا ،ہلاک کر ڈالا. متبّر: ہلاک شدہ مقتول۔

۲۰۔ اسباطاً :اسباط: قبائل اور ہر وہ قبیلہ جس کے افراد کی تشکیل ایک مرد کی نسل سے ہوئی ہو۔

۲۱۔ اِنبجَسَتْ : منفجر ہو گئی، پھٹ گئی،ایک دوسرے سے جدا ہو گئی۔

۲۲۔ من و سلویٰ :من کی تفسیر کی ہے کہ وہ صمغیٰ (ترنجبین) تھا جامد شہد کے مانند جو آسمان سے نازل ہوتا تھا اور جب وہ درخت یا پتھر پر بیٹھتا ہے تو ٹکیہ کے مانند ہو جاتا ہے. سلویٰ بھی ایک مہاجر اور دریائی پرندہ کا نام ہے جسے سمان، کہتے ہیں (بٹیر) ۔

۲۳۔ حطۃ حَطَّ اللّٰہ وزرہ ، خدا نے اس کے گناہ معاف کردئیے۔ قولوا حِطّۃ:یعنی کہو خدا یا! ہمارے گناہوں اور ہمارے بُرے اعمال کو نیست ونابود کر دے۔

۲۴۔ یعدون :ستم کرتے ہیں۔

۲۵۔ بقلھا وقثّاءھا وفومھا : بقلھا : وہ اچھی اور پاکیزہ سبزیاں جو بغیر کسی تبدیلی کے کھائی جاتی ہیں، القثاء! کھیرا یا ککڑی، فُومھا: گیہوں یا روٹی یا لہسن۔

۲۶۔ لاتأس علیٰ القوم:ان کے لئے غمگین اور محزون نہ ہو۔

۲۷۔ عتوا :تکبر کیا،حد سے آگے بڑھ گئے ۔

۲۸۔ شُرّعاً : پانی پر ظاہر اور رواں۔

۲۹۔ خاسئین:ذلیل وخوار اور مردود افراد۔

۳۰۔ خُوار، خار الثور والعجل خواراً :یعنی گائے اور گوسالہ نے آواز نکالی۔

۳۱۔ لا مَساس :مسّہ و ماسّہ :لمس کیا،کسی چیزپر بغیر کسی مانع اور رکاوٹ کے ہاتھ پھیرا۔آیت شریفہ میں لا مساس یعنی مجھے لمس نہ کرو.(مجھے نہ چھوؤ)

۳۲۔ **یعکفون اور عاکفین:عکف فی المکان :**کسی جگہ پر ٹھہرا ، **و عکف فی المسجد :**یعنی مسجد میں معتکف ہوا (اعتکاف کے لئے قیام کیا)۔یعنی مسجد میں ایک مدت تک عبادت کے قصد سے قیام کیا۔

۳۳۔ نبذتُھا : اُسے پھینک دیا۔ڈال دیا۔

۳۴۔ سوّلت لی نفسی : میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا اور اس کام کو میرے لئے خوبصورت انداز میں پیش کیا۔

۳۵۔ ننسفنہّٗ:نسفت الریح التراب:یعنی ہوا نے خاک کو اڑا ڈالا اور پراگندہ کردیا،بکھر گیا اور یہاں پر اس معنی میں ہے کہ اس کے ذرات کو دریا میں ڈال دوں گا۔

۳۶۔ فتنک:تیرا امتحان۔

۳۷۔ مسکنۃ: فقر،بے چارگی،ضعف اور ناتوانی۔

۳۸۔ لن نبرح:گوسالہ کی پرستش سے ہم کنارہ کشی نہیں کریں گے (باز نہیں آئیں گے) اور ہاتھ نہیں کھینچے گے۔

۳۹۔ لم ترقب: محفوظ نہیں رکھا،اس کی نگہداشت نہیں کی۔

۴۰۔ خطبک: تمہارا حال،تمہاری موقعیت۔

آیات کی تفسیر میں قابل توجہ اور اہم مقامات فرعون بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے نوزاد بچوں کا سر کاٹ دیتا تھا،اس لئے کہ اس سے کہا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک بچہ پیدا ہوگا اس کی اور اس کے قوم کی ہلاکت اس کے ہاتھوں سے ہو

گی.خداوندا عالم کی حکمت بالغہ اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اُس بچہ کی پرورش کی ذمہ داری خود فرعون نے لے لی.اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ وہ بچہ فرعون کے گھر میں نشو و نما پائے یہاں تک کہ بالغ وعاقل ہو کر قوی ہو جائے۔

ایک دن موسیٰ نے فرعون کے محل سے قدم باہر نکالا اور بغیر اس کے کہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہو شہر میں داخل ہوگئے.وہاں دیکھا کہ ایک قبطی شخص بنی اسرائیل کے ایک شخص سے دست و گریباں ہے اور ایک دوسرے کو مار رہے ہیں.اور چونکہ وہ قبطی شخص اپنے حریف پر غالب ہوگیا تھا ، لہٰذا اس اسرائیلی نے موسیٰ سے عاجزی کے ساتھ نصرت طلب کی. موسیٰؑ نے ایک قدم آگے بڑھایا اور ایک گھونسا اس قبطی کو مار دیا وہ اس مار کے اثر سے زمین پر گر پڑا اور تھوڑی دیر میں دم توڑ دیا۔

فرعونی موسیٰ سے انتقام لینے اور انھیں قتل کرنے پر متحد ہوگئے،اس وجہ سے وہ مجبوراً ترساں اور گریزاں جبکہ اپنے اطراف سے بہت ہی چوکنا تھے مصر سے قدم باہر نکالا اس طرح چلتے رہے یہاں تک کہ مدین آگئے وہاں حضرت شعیب پیغمبر کے اجیر ہوگئے اور ان کے بھیڑوں کی ۸، سال یا دس سال چرواہی کو اس بات پر قبول کیا کہ حضرت شیعب کی کسی ایک لڑکی سے ازدواج کریں گے.موسیٰ نے دس سال خدمت کی اور اختتام پر حضرت شیعبؑ نے وفاء عہد کے علاوہ وہ عصا بھی انھیں دیا جو پیغمبروں سے انھیں میراث کے عنوان سے ملا تھا اور گوسفندوں کی چرواہی کے کام آتا تھا[1]۔موسیٰؑ ملازمت اور نوکری کے تمام ہونے پر اپنی بیوی اور گوسفندوں کے ساتھ سینا نامی صحرا کی طرف متوجہ ہوئے تو تاریک اور سرد رات میں ایک آگ مشاہدہ کی۔ آپ نے اس آگ کی طرف رخ کیا تاکہ اس سے کچھ آگ حاصل کریں (اور اپنے اہل وعیال کو گرمی پہنچائیں)یا اس آگ کی روشنی میں کوئی ایسا شخص مل جائے جو راستے کی راہنمائی کرے.لیکن جیسے ہی موسیٰؑ وہاں پہنچے،ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا! اے موسیٰ! میں رب العالمین ہوں[2] اپنے عصا کو ڈال دو.جب موسیٰؑ کی نگاہ عصا پر پڑی تو کیا دیکھا کہ جاندار کی طرح حرکت کر رہا

---

[1] یہ بات روایات میں بھی ذکر ہوئی ہے
[2] ہم نے اپنے مطالب کو قصص، نمل، اعراف، طٰہٰ اور شعراء کے سوروں سے جمع کر کے بیان کیا ہے.

ہے تو پشت کر کے بھا گے اور مڑ کر اپنے پیچھے نگا ہ بھی نہیں کی ۔ خدا نے آواز دی: اے موسیٰ! خوف نہ کرو کہ میں اُسے اس کی پہلی حالت میں لوٹا دوں گا.پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ عصا کی طرف بڑھایا ناگاہ دیکھا کہ وہی لکڑی کا عصا ہو گیا ہے جو پہلے تھا.اس کے بعد خدا وندرحمن نے ان سے فرمایا! اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ اور نکالو.تمہارا ہاتھ سفیدی سے چمکنے لگے گا.بغیر اس کے کہ اس میں کوئی داغ دھبہ ہو.پھر اس وقت خداوند سبحان نے اُن سے فرمایا ؛یہ دو معجزے نو آیات اور نشانیوں میں سے ہیں اور ان کے ہمراہ (میری رسالت لے کر) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ.موسیٰ نے کہا ! خدایا! ہمارے بھائی ہارون کو جو کہ ہم سے زیادہ گویا زبان کا مالک ہے ہمارے ہمراہ کر دے.اور خدا نے فرمایا : ہم نے تمہارے بازؤوں کو تمہارے بھائی سے محکم اور مضبوط کر دیا.اب فرعون کی طرف جاؤ کہ اُس نے سرکشی اور طغیانی کر رکھی ہے.اور اس کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کر کے (خدا سے) ڈرے.اس کے پاس جا کے کہو میں تمہارے رب کا پیغمبر ہوں،بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور انھیں اس سے زیادہ آزار اور اذیت نہ پہنچائے ۔ موسیٰ کلیم اللہ نے پیغام خدا وندی کو فرعون اور اس کی بارگاہ میں مقرب افراد تک پہنچایا. اور خدا وند عالم نے بھی موسیٰ کے ہاتھوں اپنی نو آیات کی نشاندہی کی.لیکن فرعون نے سب کو جھٹلایا اور خدا وند سبحان کی اطاعت اور پیروی سے انکار کرتے ہوئے بولا: اے موسیٰ!کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے سحر اور جادو سے ہماری سرزمینوں سے باہر کر دو! ہم بھی تمہارے جیسا سحر اور جادو پیش کر سکتے ہیں.پھر اس نے حکم دیا کہ تمام جادوگروں کو ان کی عید کے دن حاضر کرو ۔ جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے کہا : اے موسیٰ! پہلے تم اپنا عصا پھینکو گے یا ہم پھینکیں؟ موسیٰ نے جواب دیا : تم لوگ ہی پہل کرو.جب جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں زمین پر ڈال دیں،تو ان کا جادو لوگوں کی نگاہوں پر چھا گیا اور انھیں سخت ڈرایا.فرعونی جادوگروں نے ایک عظیم جادو دکھایا. میدان نمائش میں لوگوں کی نظر میں غضبناک اور حملہ آور بل کھا رہے تھے ایسے موقع پر خدا وند عالم نے موسیٰ کو حکم دیا : اپنا عصا زمین پر ڈال دو کہ وہ تن تنہا ہی جو کچھ جادوگروں نے لوگوں کی نگاہ

میں جھوٹ اور خلاف واقع نمائش کی ہے سب کو نگل جائے گا۔ موسیٰ نے تعمیل حکم کی اور زمین پر اپنا عصا ڈال دیا آپؑ کا عصا خوفناک اور مہیب اژدھے کی شکل میں تبدیل ہوگیا کہ اس کے ایک ہی حملے میں جادوگروں کے تمام نقلی اور بناوٹی شعبدے وسیع و عریض میدان میں ایک دم سے نابود ہوگئے۔پھر موسیٰ نے اس عظیم اور بھاری بھرکم اژدھے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا جس نے تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل لیا تھا کہ وہ اژدھا ان کے ہاتھ میں آتے ہی وہی عصا ہوگیا جو پہلے تھا۔

جادوگروں نے درک کرلیا کہ موسیٰ کے عصا کے ذریعہ اتنی ساری لاٹھیوں اور رسیوں کا ہمیشہ کے لئے نابود ہونا سحر وجادو نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ کے عظیم معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔اسی وجہ سے سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور بولے: ہم رب العالمین موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے۔جب فرعون نے انھیں ایمان لاتے ہوئے دیکھا تو بولا: قبل اس کے کہ میں تمھیں اجازت دوں تم لوگ ایمان لے آئے؟ (اس کام کی سزا میں) تمہارے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ کر دار پر لٹکا دوں گا۔ساحروں نے جواب دیا: کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہم اپنے رب کی طرف چلے جائیں گے۔اس کے بعد فرعون اور فرعونیوں نے مسلسل عذاب خدا وندی جیسے طوفان ٹڈیوں کے حملہ، جوؤں، مینڈکوں اور خون (پانی کے خون ہونے) سے دو چار رہے اور ان میں سے جب کبھی کوئی عذاب نازل ہوتا تو کہتے: اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کرو کہ اگر وہ ہم سے عذاب ہٹالے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی یقیناً تمہارے ہمراہ کر دیں گے۔خدا وند عالم حضرت موسیٰ کی دعا کے ذریعہ (لازمہ تنبیہ کے بعد) بلا کو اُن سے برطرف کر دیتا لیکن فرعونی اپنے عہد وپیمان کو توڑ دیتے۔(اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر باقی رہتے) ۔ان واقعات کے بعد خدا نے موسیٰ کو وحی کی کہ ہمارے بندوں کو کوچ کا حکم دو۔ موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات کوچ کر گئے یہاں تک کہ دریائے سرخ تک پہنچے۔ فرعون اور اس سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ صبح سویرے ان تک پہنچ گئے۔بنی اسرائیل کی فریاد وفغاں بلند ہونے لگی کہ: ہم گرفتار ہوگئے۔

اس وقت خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا دریا پر مارو.موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور دریا پر اپنا عصا مارا.دریا شگافتہ ہوگیا اور بنی اسرائیل کے قبیلوں کی تعداد کے برابر بارہ خشک راستے نمودار ہوگئے اور ہر قبیلہ اپنی مخصوص سمت کی طرف روانہ ہوگیا اور آگے بڑھ گیا.فرعون اور اس کے سپاہیوں نے دریا میں پیدا ہوئے خشک راستوں میں ان کا پیچھا کیا.جب بنی اسرائیل کی آخری فرد دریا کے اُس سمت سے پار ہوگئی اور فرعون کے سپاہیوں کی آخری فرد دریائی راستوں میں داخل ہوگئی تو اچانک پانی آپس میں مل گیا اور فرعون اور اس کے لشکر کے تمام افراد کو اپنے اندر ڈبو لیا۔

اس حالت میں کہ فرعون نے کہا :ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے معبود کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے.اور میں اس کے سامنے سراپا تسلیم ہوں.اُس سے کہا گیا: ابھی !چند گھڑی پہلے مخالفت اور نافرمانی کر رہے تھے؟!آج تمہارے (مردہ) جسم کو ساحل تک پہنچا کر باقی رکھیں گے،تا کہ آیندہ والوں کے لئے عبرت ہو.خداوند عظیم نے سچ فرمایا ہے،کیونکہ اس فرعون کا مصالحہ لگا جسم مصر کے قدیمی تاریخ میوزیم میں دیکھنے والوں کے لئے محل نمائش بنا ہوا ہے.میں (مؤلف) نے بھی اُسے نزدیک سے دیکھا ہے۔جب خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو دریا سے عبور کرایا اور ان کے دشمنوں کو دریا میں غرق کر ڈالا اور سینا نامی صحرا کی طرف آگے بڑھے، تو ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے،بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا : اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی کوئی خدا بناؤ،جس طرح ان لوگوں کے خدا ہیں.موسیٰ نے فرمایا :تم لوگ بہت جاہل انسان ہو،ان کا کام باطل اور لغو ہے؛آیا میں تمہارے لئے خداوند یکتا کے علاوہ جس نے تم کو (تمہارے زمانے میں)عالمین پر منتخب کیا ہے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں؟!یہ انتخاب جس کی جانب حضرت موسیٰ نے اشارہ کیا ہے اس لحاظ سے تھا کہ خداوند عالم نے انھیں میں سے ان کے درمیان پیغمبروں کو مبعوث کیا اور انواع واقسام کی نعمتوں جیسے ان کے سر پر بادلوں کا سایہ فگن ہونے اور آفتاب کی حدت سے بچاؤ اور من وسلویٰ جیسی غذا سے نوازا تھا۔

ان تمام چیزوں کے با وجود جب خدا نے حکم دیا کہ سجدہ کی حالت میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے دروازہ سے داخل ہوں اور کہیں: '' حطہ ''ہمارے سارے گناہوں کو معاف کر دئے تو اس کے برعکس اپنی نشیمن گاہ کو زمین پر گھسیٹتے ''حنطہ '' (سرخ گیہوں) کہتے ہوئے داخل ہوئے ۔

اور دریا کے ساحل پر رہنے والوں نے،کہ ان کے خدا نے سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے ممانعت کی تھی,اس وقت جب کہ اُس دن جھنڈ کی جھنڈ مچھلیاں پانی کی سطح پر ظاہر ہوتی تھیں خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے سنیچر کے دن ان کا شکار کیا تو خدا نے اُن سے ناراض ہو کر بندروں کی شکل میں انھیں تبدیل کر دیا ۔بنی اسرائیل کے سینا نامی صحرا میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد اس جگہ عظیم انسانی اجتماع کی تشکیل ہوئی,انھیں اپنے اس اجتماع کے لئے نظام اور قوانین کی ضرورت محسوس ہوئی یہی موقع تھا کہ خدا وند عالم نے کوہِ طور کی داہنی جانب اپنے پیغمبر موسیٰ سے وقت مقرر کیا تا کہ تیس شب وروز کے بعد انھیں توریت عطا کرے,موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے رب سے مناجات کرنے کے لئے اپنی وعدہ گاہ کی طرف روانہ ہوگئے اور اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم کے درمیان جانشینی دی ۔ربّ العالمین نے موسیٰ کے ساتھ اپنے وعدہ کی تکمیل مزید دس شبوں کے اضافہ سے کی اور یہ وعدہ چالیس شب میں تمام ہوا ۔ حضرت موسیٰ کی غیبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سامری نے بنی اسرائیل کو فریب دینے اور گمراہ کرنے کی سعی کی,اور اس راہ میں طلائی یعنی سونے کے آرائشی اسباب سے جوکہ فرعونیوں سے ادھار لی تھیں اُنھیں پگھلا کر اس سے گوسالہ کی شکل کا ایک مجسمہ بنایا,اور اُس مجسمہ کے منھ میں جبرئیل کے گھوڑے کی نعل کی جگہ والی تھوڑی سی خاک رکھ دی جب وہ حضرت موسیٰ پر نازل ہونے کے وقت انسانی شکل میں گھوڑے پر سوار آئے تھے,اس کے اثر سے مجسمۂ گوسالہ کے منھ سے گوسالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی تھی,اس طلائی (سنہرے)گوسالہ کا تنہا امتیاز یہی بانگ اور آواز تھی. سامری کے نفس نے اس کام کو خوبصورت، جالب اور جاذب نظر انداز میں اس کے سامنے پیش کیا اور اسے اس کے انجام دینے کی تشویق دلائی.حضرت موسیٰ

نے (چالیس شب کے اختتام اور اپنی قوم کی جانب واپس آنے کے بعد) سامری سے کہا : تم تن تنہا بیا بانوں اور جنگلوں کا رخ کرو اگر کسی نے بھی تم سے رابطہ رکھا تو دونوں ہی بخار میں مبتلا ہو جاؤ گے؛اور ہمیشہ کہتے رہو گے کہ مجھ کو نہ چھؤو؛ اس کے بعد بھی میں تمھیں قیامت کے دن عذاب خدا وندی کی خبر دے رہا ہوں,اب اپنے اس جعلی اور بناوٹی خدا کو دیکھو جس کی عبادت کرتے تھے کہ اسے ہم آگ میں جلاکر دریا میں ڈال دیں گے؛یقیناًتمہارا خدا صاحب جلال اور بلند و بالا ہے۔

گوسالہ کے نابود ہونے اور سامری کے بیابانوں میں فرار کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا وہ گروہ جو اس کے گوسالہ کی پوجا کرنے لگا تھا,اپنے گناہ پر نادم ہوا وہ لوگ فرمان خدا وندی کے سامنے سراپا تسلیم ہوئے تاکہ وہ مومنین جنھوں نے گو سالہ پرستی نہیں کی تھی,ان گوسالہ پرستوں کو قتل کریں اور یہی (قتل کرنا) ان کے اس گناہ کی توبہ تھی جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور چونکہ انھوں نے یہ سزا قبول کی اور اسے سراپا تسلیم کیا تو خدا وند عالم نے حضرت موسیٰ کی شفاعت کی بناء پر ان کی توبہ قبول کر لی۔ ان تمام چیزوں کے باوجود,بنی اسرائیل نے قبول نہیں کیاکہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور جو توریت وہ لے کر آئیں ہیں خداوند عالم نے انھیں عطا کی ہے,اس وجہ سے ان سے خواہش کی کہ خود گواہ رہیں اور خدا کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں,لہٰذا ان میں سے ستر افراد کو موسیٰ نے چنا اور ان کے ہمراہ کوہِ طور کی جانب گئے: اس گروہ نے جب خدا کا کلام سنا تو کہا :خدا کو واضح اور آشکار طور سے ہمیں دکھاؤ؛کہ انھیں زلزلہ نے اپنے احاطہ میں لے لیا اور سب کے سب ہلاک ہوگئے۔موسیٰ اس بات سے خوفزدہ ہوئے کہ اگر اس واقعہ کی خبر بنی اسرائیل کو ہو گئی تو یقین نہیں کریں گے۔

یہ وجہ تھی کہ خدا وند سبحان کے حضور تضرع وزاری کی یہاں تک کہ خدا نے ان کی دعا قبول کی اور انھیں دوبارہ زندہ کیا۔ اور حضرت موسیٰ نے ان سے فرمایا : اے میری قوم!اُس مقدس اور پاکیزہ سر زمین میں داخل ہو جاؤ جسے خدا وند عالم نے تمہارے لئے معین کی ہے,انھوں نے ان کے جواب میں کہا ! اے موسیٰ! وہاں ظلم اور سختی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں

اور ہم وہاں کبھی نہیں جائیں گے.مگر اُس وقت جب وہ لوگ وہاں سے باہر نکل جائیں.تم اپنے خدا کے ہمراہ جاؤ اور ان سے جنگ کرو:ہم یہیں بیٹھے منتظر رہیں گے!ان کے نیک افراد میں صرف دو لوگ کالب اور یوشع نے ان سے کہا:تم لوگ جیسے ہی شہر کے دروازہ سے اُن کے پاس جاؤ گے کامیاب ہو جاؤ گے.اور موسیٰ نے کہا:خدیا !میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر طاقت اور تسلط نہیں رکھتا.تو ہمارے اور اس فاسق قوم کے درمیان جدائی ڈال دے.خداوند عالم نے بھی فرمایا:ایسی جگہ پر چالیس سال تک کے لئے ان کا تسلط حرام کر دیا گیا ہے.یہ لوگ اتنی مدت تک جنگلوں اور بیابانوں میں حیران و سرگرداں رہیں گے.تم اس تباہ و برباد قوم کے لئے اپنا دل نہ دکھاؤ اور غمگین نہ ہو۔

نتیجہ کے طور پر بنی اسرائیل چالیس سال تک سردی کے ایام میں رات کے وقت ایک گوشہ سے کوچ کرتے تھے اور صبح تک حرکت کرتے رہتے تھے.لیکن صبح کے وقت خود کو وہیں پاتے تھے جہاں سے کوچ کرتے تھے۔اس حیرانی اور سرگردانی کے زمانے میں سب سے پہلے ہارون اور اس کے بعد موسیٰ نے دار فانی کو وداع کہا اور موسیٰ کے وصی یوشع نے بنی اسرائیل کی رہبری فرمائی،یوشع نے ظالموں اور جابروں سے جو کہ شام کی سر زمینوں میں ساکن تھے جنگ کی اور بنی اسرائیل کے ہمراہ وہاں داخل ہوگئے۔خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی شریعت کے اوصیاء میں سے بہت سے پیغمبروں کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا یہاں تک کہ حضرت داؤد اور ان کے بعد حضرت سلیمان کا زمانہ آیا اور ہم انشاء اللہ ان دو پیغمبروں کے حالات بیان کر رہے ہیں۔

چوتھا منظر۔ داؤد اور سلیمان

خداوند عالم سورۂص کی ۱۷تا ۲۰ اور ۲۶ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:(وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَیْدِ إِنَّہُ أَوَّابٌ* إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہُ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْإِشْرَاقِ* وَالطَّیْرَ مَحْشُورَۃً کُلٌّ لَہُ أَوَّابٌ* وَشَدَدْنَا مُلْکَہُ وَآتَیْنَاہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ* ...یَادَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیفَۃً فِی الْأَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ...)ہمارے بندۂ قوی داؤد کو یاد کرو کہ جو خدا کی طرف بہت زیادہ توجہ رکھتا تھا.ہم نے ان

کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ اس کے ساتھ صبح وشام خدا کی تسبیح کرتے تھے۔پرندے بھی ان کے پاس جمع ہو کر ان کے ہم آواز تھے۔ہم نے ان کی حکومت اور ان کی فرما نروائی کو مضبوط اور محکم بنا دیا اور انھیں حکمت اور قطعی حکومت عطا کی۔۔۔اے داؤد! ہم نے تمھیں روئے زمین پر اپنا جانشین قرار دیا،لہٰذا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

سورۂ سبا کی ۱۰ویں اور ۱۱ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :(وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ * أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ) ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کر کے کہا :اے پہاڑوں!اور اے پرندو!اس کے ساتھ ہم آواز ہو جاؤ؛اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا ۔اور یہ کہ(تم اے داؤد)کشادہ زرھیں بناؤ اور اُن کے حلقوں میں ناپ کی رعایت کرو اور تم سب لوگ نیک عمل کرو کہ میں تم سب کے اعمال کا دیکھنے والا ہوں۔

سورۂ انبیاء کی ۷۹ اور ۸۰ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ *وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ)ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا تاکہ داؤد کے ساتھ ہماری تسبیح کریں اور ہم ایسا کام کرتے رہتے ہیں۔اور داؤد کو زرہ بنانا سکھایا،تاکہ تمھیں جنگ کی شدت سے محفوظ رکھے،آیا تم ان تمام کا شکریہ ادا کروگے ؟

سورۂ ص کی ۳۰،۳۵ تا ۳۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :(وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ * ... * قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ * فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ * وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ * وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ)ہم نے داؤد کو سلیمان نامی فرزند عطا کیا ،وہ ایک اچھا بندہ تھا اور ہماری طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والا تھا۔سلیمان نے کہا :خدایا!مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی بادشاہی اور سلطنت عطا کر کہ کوئی میرے بعد اس کا سزاوار نہ ہو،تو بہت بخشنے والا ہے۔پھر ہوا کو اس کا تابع بنایا کہ آپؑ کے حکم سے جہاں کا ارادہ کرتے اطمینان کے ساتھ چلتی تھی۔اور شیاطین کو بھی تابع بنادیا جو کہ(ان کے لئے) معمار اور غواص تھے۔اور دیگر شیاطین کو بھی جو ایک دوسرے کے بغل میں زنجیر میں جکڑے

ہوئے تھے ۔ سورۂ نمل کہ ۱۵تا ۲۴اور ۲۷تا ۴۴ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے: (وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ * وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ * وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ * حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ * فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ * وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ * لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ * فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ * إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ * وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ * أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ * اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ * قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ * اذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ * قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ * إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ * أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ * قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ * قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ * قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ * وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ * فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ * ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ * قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ * قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ * قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ * قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ * فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ

قَبۡلِهَا وَكُنَّا مُسۡلِمِينَ * وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعۡبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنَّهَا كَانَتۡ مِن قَوۡمٖ كَٰفِرِينَ * قِيلَ لَهَا ٱدۡخُلِي ٱلصَّرۡحَ فَلَمَّا رَأَتۡهُ حَسِبَتۡهُ لُجَّةٗ وَكَشَفَتۡ عَن سَاقَيۡهَا قَالَ إِنَّهُۥ صَرۡحٞ مُّمَرَّدٞ مِّن قَوَارِيرَ قَالَتۡ رَبِّ إِنِّي ظَلَمۡتُ نَفۡسِي وَأَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَيۡمَٰنَ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ)ہم نے داؤد اور سلیمان کو مخصوص دانش عطا کی,اور ان دونوں نے کہا :اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سارے مومن بندوں پر فوقیت اور برتری دی. سلیمان نے داؤد کی میراث پائی اور کہا :اے لوگو!ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے اور ہر چیز سے ہمیں عطا کیا گیا ہے، یقیناًیہ برتری آشکار ہے ، سلیمان کے لئے ان کا تمام لشکر جن وانس اور پرندے کو جمع کر دیا اور ان کو پرا گندہ ہونے سے روکا جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کی وادی سے گذرے!تو ایک چیونٹی نے کہا :اے چیونٹیوں !اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ تا کہ سلیمان اور ان کے سپاہی نا دانستہ طور پر تمھیں کچل نہ ڈالیں سلیمان چیونٹی کی بات سن کر مسکرائے اور ہنس کر کہا :خدا یا !مجھ پر لطف کرتا کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جوتونے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں.

اور وہ عمل صالح انجام دوں جو تیری رضا اور خوشنودی کا باعث ہو اورمجھے اپنی رحمت کے ساتھ ساتھ اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں قرار دے. سلیمان نے ایک پرندوے کو غیر حاضر دیکھا,تو کہا :کیا بات ہے کہ ھُدھُد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ غائبین میں سے ہے(بغیر عذر کے غائب ہو گیا ہے)؟ قسم ہے اسے سخت سزا دوں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا، مگر یہ کہ کوئی واضح اور قابل قبول عذر پیش کرے ۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی (کہ ھد ھدآگیا اور)بولا : ایک ایسی خبر لا یا ہوں جس سے آپ بے خبر ہیں اور قوم سبأ کی یقینی خبر آپ کے لئے لایا ہوں. میں نے (سبائیوں) پر ایک عورت کو حکومت کرتے دیکھا ہے اور اُسے سب کچھ دیا گیا ہے,اس کے پاس ایک عظیم تخت ہے.میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کے بجائے سورج کو سجدہ کرتی ہیں,اور شیطان نے ان کے امور کو ان کے لئے آراستہ کر دیا ہے اور انھیں راہ حق سے روک دیا ہے وہ ہدایت نہیں پائیں گے .....

سلیمان نے کہا: عنقریب دیکھوں گا کہ تم نے سچ کہا ہے یا جھوٹ.یہ میرا خط لے جاؤ اور ان کے پاس ڈال دو،پھر واپس آؤ اور دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں.(بلقیس نے خط کا دقت سے مطالعہ کیا اور اپنے دربار کے مردوں سے خطاب کر کے) کہا :اے بزرگو ! ایک محترم خط ہماری طرف بھیجا گیا ہے. وہ خط سلیمان کا ہے.اور (اس کا مضمون)اس طرح ہے: بخشش کرنے والے اور مہربان خدا کے نام سے. میرے خلاف طغیانی اور سرکشی نہ کرو اور سراپا تسلیم ہو کر میرے پاس آجاؤ۔ ملکہ نے کہا :اے بزرگو! میرے معاملہ میں رائے دو کہ میں تمہارے ہوتے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ (اشراف نے) کہا: ہم طاقتور اور دلاور ہیں(اس کے باوجود) فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا سوچتی ہیں اور کیا حکم دیتی ہیں ۔ملکہ نے کہا :بادشاہ لوگ جب کسی شہر میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس جگہ کو ویران کر دیتے ہیں اور وہاں کے آبرومندوں کو ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی سیاست کی رسم اسی طرح ہے. میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیج رہی ہوں اور (اس بات) کی منتظر رہوں گی کہ ہمارے بھیجے ہوئے قاصد کس جواب کے ساتھ واپس آتے ہیں۔

جب(ہدیہ) سلیمان کے پاس پہنچا تو کہا : تم لوگ مال کے ذریعہ ہماری نصرت کرو گے؟!جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمھیں دیا ہے،جاؤ تم لوگ خود ہی اپنے ہدیہ سے شاد و خرم رہو۔انکی طرف لوٹ جاؤ کہ ان کے سر پر ایسے سپاہی لاؤں گا کہ اُن سے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں گے اور ذلت وخواری کے ساتھ انھیں ان کے شہر اور علاقے سے نکال باہر کر دیں گے. (پھر اس وقت سلیمان اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے) اور کہا : اے لوگو!تم میں سے کون ہے جو ان کے سراپا تسلیم ہونے سے پہلے ہی اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس حاضر کردے؟.(اس اثناء میں)جنوں میں سے ایک دیو نے کہا :میں اسے قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں حاضر کردوں گا (یعنی آدھے دن سے بھی کم میں) اور میں اس کے لانے پر قادر اور امین ہوں ۔وہ شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے کہا:میں اُسے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا. اور جب

(سلیمانؑ نے) اُسے اپنے پاس حاضر پایا تو کہا :یہ میرے رب کا ایک فضل ہے تا کہ ہمیں آزمائے کہ ہم شکر گذار ہوتے ہیں یا نا شکرے.جو شکر گذا ر ہو گا وہ اپنے فائدہ کے لئے شکر کرے گا اور جو نا شکر ی کرے گا اس کی طرف سے میرا رب بے نیاز اور کریم ہے ۔ سلیمانؑ نے کہا :اُس کے تخت کو (شکل بدل کر) نا قابل شناخت بنا دو تا کہ دیکھیں کہ اسے پہچانتی ہے یا اس کو پہچا ننے کے لئے کو ئی راہ نہیں ملتی .جب بلقیس آئی (اس سے) کہا گیا کیا تمہارا تخت یہی ہے؟ملکہ نے کہا : گویا وہی ہے ہم اس سے پہلے ہی(سلیمان کی قدرت و شوکت) سے آگاہ اور سراپا تسلیم تھے.غیر اللہ کی عبادت(آفتاب پرستی) اسے (اسلام قبول کرنے سے)مانع تھی کہ وہ کافر قوموں میں تھی,اس سے کہا گیا : محل میں داخل ہو جاؤ!جب اُس نے دیکھا تو گمان کیا کہ صرف گہرا پا نی ہے لہٰذا اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول دیا ۔ سلیمانؑ نے کہا :یہ محل (قصر) صاف وشفاف شیشہ سے بنا یا گیا ہے ۔ملکہ نے کہا : خدا یا !میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا.(اب) سلیمان کے ساتھ عالمین کے خدا پر ایمان لاتی ہوں ۔

سورۂسبأ کی ۱۲ویں تا ۱۴ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(وَلِسُلَیْمَانَ الرِّیحَ غُدُوُّہَا شَہْرٌ وَرَوَاحُہَا شَہْرٌ وَأَسَلْنَا لَہُ عَیْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْہِ بِإِذْنِ رَبِّہِ وَمَنْ یَزِغْ مِنْہُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْہُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیرِ *یَعْمَلُونَ لَہُ مَا یَشَاءُ مِنْ مَحَارِیبَ وَتَمَاثِیلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِیَاتٍ اِعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُکْرًا وَقَلِیلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُورُ * فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْہِ الْمَوْتَ مَا دَلَّہُمْ عَلَی مَوْتِہِ إِلاَّ دَابَّۃُ الْأَرْضِ تَأْکُلُ مِنسَأَتَہُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ کَانُوا یَعْلَمُونَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوا فِی الْعَذَابِ الْمُہِینِ)ہم نے ہواکو سلیمان کا تابع بنایا تا کہ (ان کی بساط کو) صبح سے ظہر تک ایک ماہ کی مسافت کے بقدر اور ظہر سے عصر تک ایک ماہ کی مسافت کے بقدر جا بجا کردے اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اُن کے لئے ہم نے جاری کیا اور ایسے جنات تھے جو اپنے رب کے حکم سے ان کے حضور خدمت میں مشغول رہتے اور ان میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف کرتا تو ہم اسے گرم آگ سے عذاب کرتے ۔وہ جنات اور دیو سلیمانؑ کے لئے وہ جو چا ہتے بنا دیتے تھے جیسے محراب، عبادت گا ہیں،مجسمے، حوض آب جیسے بڑے بڑے پیا لے اور بڑے بڑے دیگ ۔اب اے آل داؤد! اللہ کا شکر ادا کرو اور

میرے بندوں میں کم لوگ شکر گذار ہیں۔اور جب ہم نے سلیمان کے لئے موت مقرر کی،تودیمکوں کے سوا جو ان کے عصا کو کھا کر خالی کر رہی تھیں (یہاں تک کہ سلیمان زمین پر گر پڑے) کسی کو ان کی موت سے آگا ہی نہیں تھی ۔اور جب سلیمان زمین پر گر پڑے توجنوں کواُن کی موت سے آگاہی ہوئی ۔کہ اگر وہ اسرار غیبی سے آگاہ ہوتے تو دیر تک عذاب اور ذلت وخواری میں پڑے نہ رہتے۔

کلمات کی تشریح

١۔ذاالاید :آد،یئیدُ،ایداً :قوی اور طاقتور ہو گیا.ذاالاید :قوی اور توانا ۔

٢۔اَوّاب :آب الیٰ اللہ : اپنے گناہ سے توبہ کیا اور ایسا شخص آئب اور اوّاب ہے.بحث سے منا سب معنی:جو گناہ سے شرمندہ اور نادم ہو اور خدا کی خوشنودی اور رضا کا طالب ہو۔

٣۔اُوّبی: (مونث سے خطا ب) خدا وند عالم کی تسبیح میں اس کے ہماہنگ اور شانہ بشانہ رہو۔

۴۔سابغات:سبغ الشی سبوغاً :تمام کیا اور کامل کیا.سابغات:استفادہ کے لئے آمادہ اور مکمل زرہیں۔

۵۔قدّرُ فی السّرد :سرد ،زرہ کے حلقوں کے معنی میں ہے،(و قدّر فی السرد) یعنی حلقے یکساں اورایک جیسے بناؤ کہ نہ ڈھیلے ہوں اور نہ کسے ہوئے ہوں اور ایک ناپ کا تیار کرو۔

٦۔رُخاء: نرمی.

٧۔مقرّنین فی الاصفاد :رسّی یا زنجیر میں آپس میں بندھے ہوئے۔

۸۔ محشورۃً :اکٹھا کیا گیا،جمع کیا گیا۔

۹۔یوزَعون :وَزَعَ الجَیش : الگ الگ صف کے ساتھ منظم ہوئے،پیکار کے لئے آمادہ ہوئے۔

۱۰۔ عفریت:جناتوں میں سب سے قوی و مضبوط اور ان میں سب سے زیادہ تن وتوش والا دیو۔

۱۱۔ صَرحٌ ممَرَّدٌ من قوَاْرِیرَ :الصرح:آراستہ گھر،بلند عمارت،ممَرد :خوشنما اور عالی شان قصر،کہ جس کا فرش اور سطح آئینہ سے بنا یا گیا ہو۔

۱۲۔ لُجۃ : کثیر پا نی،آہستہ آہستہ موجوں کے ساتھ موج مارنے والا حوض،اس کی جمع لجج آئی ہے۔

۱۳۔اَسلْنَاْ لَہٗ عَیْنَ القِطْرِ :سال المائع : بہنے والی چیز بہنے لگی، القطر: پگھلا ہوا تانبا،عبارت کے معنی یہ ہیں کہ:اُس پر پگھلا ہوا تا نبا ڈالیں۔

۱۴۔یَزِغْ عَن اَمْرِنا :زَاْغَ عَنِ الطَّرِیق:راستہ سے منحرف ہوگیا،آیت کے منا سب معنی یہ ہیں کہ جناتوں میں سے جو بھی سلیمان کے دستورات سے سر پیچی اور مخالفت کرے اسے ہم عذاب دیں گے۔

۱۵۔ سعیر:آگ اور اس کا شعلہ۔

۱۶۔جِفَانٍ کَاْلجَوَاب:جفان (جفنہ کی جمع ہے)یعنی کھانے کے بہت بڑے بڑے ظروف اور جواب یعنی بڑا حوض،جفان کالجواب یعنی:کھانے کے ایسے ظروف جن میں بہت زیادہ گنجائش اور وسعت ہوتی ہے۔

۱۷۔قدور راسیات :قدر راسیۃ: بہت بڑا دیگ جو بڑے ہونے کی وجہ سے حمل و نقل کے قابل نہ ہو،الرّاسی: عظیم اور استوار پہاڑ۔

۱۸۔ دابۃالارض:دیمک۔

۱۹۔منساۃ:عصا (لاٹھی)۔

آیات کی تفسیر ارشاد فرماتا ہے: اے پیغمبر! خدا کے قوی،بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور خدا کی خوشنودی اور رضایت کے طالب بندے داؤد کو یاد کرو.جب کہ خدا نے پہاڑوں کو ان کا تابع بنا دیا تا کہ ان کی تسبیح کے ہمراہ خدا کی صبح و شام تسبیح کریں اور پرندوں کو ان کے ارد گرد جمع کر دیا تا کہ ان کی تسبیح کے ساتھ ہم آواز ہوں،اس کی بادشاہی کو پر ہیبت اور سپاہیوں کو قوی بنا دیا اور مقام نبوت،امور میں دور اندیشی اور صحیح تفکر اور منازعات (لڑائی جھگڑے)میں واضح بیان اور قطعی حکم اُسے عطا کیا. لوہا اس کے ہاتھوں میں نرم ہو گیا تا کہ اُس سے حلقہ دار اور منظم زرہیں بنائیں.داؤد سب سے پہلے آدمی ہیں جنھوں نے جنگ کے لئے زرہ تیار کی۔خدا وند منان نے داؤد کو سلیمان(سا فرزند) بخشا کہ انھوں نے بارگاہ خدا وندی میں بہت توبہ کی اور اللہ کی خوشنودگی ورضا کے طالب تھے.یہ سلیمان تھے جنھوں نے کہا :خدا یا ہمیں بخش دے اور ہمیں ایسی بادشاہی عطا کر کہ ہمارے بعد ویسی کسی کو نہ ملے،لہٰذا خدا نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ ان کے حکم کے تحت نرمی کے ساتھ جہاں وہ چاہیں روانہ ہو جائے، جنوں، دیووں، آدمیوں اور پرندوں میں سے ان کے سپاہی مقرر کئے اور ساری زبانیں انھیں تعلیم دی، جنوں اور دیووں کو ان کا فرمانبردار بنا یا تا کہ جس چیز کی خواہش ہو ان کے لئے تعمیر کر دیں اور سمندروں کے اندر غوطہ لگا کر موتیاں لے آئیں اور اُن میں سے بعض کو زنجیر میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دیا۔

وہ ایک دن اپنے سپاہیوں کے ساتھ چیونٹیوں کی وادی سے گذر رہے تھے تو سنا کہ ایک چیونٹی اپنے ساتھیوں کو خبر دے رہی ہے اے چیونٹیوں!اپنے اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر نا دانستہ طور پر تمھیں کچل ڈالے،اس حال میں جو کچھ خدا وند سبحان نے انھیں اوران کے ماں باپ کو نعمت عطا کی تھی اس پر خدا کا شکر ادا کیا۔

ایک دن پرندوں کی فوجی پریڈ کا معائنہ کیا تو ھُد ھُد کو ان کے درمیان اپنے سر پر سایہ فگن نہیں دیکھا.تو کہا اسے تنبیہ کروں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا، مگر یہ کہ اپنی غیبت کے لئے کوئی قابل قبول عذر پیش کرے، زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ہُدہُد آگیا اور ان کے لئے سبا اور یمن والوں کی خبر لے کر آیا کہ: میں نے دیکھا کہ ایک عورت اُن پر حکومت کررہی ہے اور وہ ایک عظیم اور بڑے تخت کی مالک ہے.وہ اور اس کے افراد خدا کا سجدہ نہیں کرتے,بلکہ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ سلیمان نے کہا :دیکھوں گا کہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ گڑھ لیا ہے.میرا خط لے جا کر ان کے سامنے ڈال دے,پھر اُن سے دور ہوجا اوردیکھ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان کا خط اس طرح تھا:بسم اللہ الرحمن الرحیم مجھ پر طغیانی اور سرکشی نہ کرو.اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ. دلچسپ اور مزہ کی بات یہ ہے کہ یہ خط خود ہی اس بات کی ایک دلیل ہے کہ کلمہ اسلام گزشتہ ادیان کا ایک نام تھا.اور امور کی ابتدا خدا کے نام اور بسم اللہ سے ان کی شریعتوں میں ایک عام بات تھی۔ہاں، جب سبا کی ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان کا خط لیا تو اپنے مشاورین سے مشورہ کیا کہ سلیمان کے خط کا کیا جواب دیں؟بولے: ہم قوی،شجاع، دلیر،صاحب شوکت اور نڈر سپاہی ہیں,اس کے باوجود حکم آپ کا ہے۔

ملکہ نے کہا: بادشاہ جب کسی شہر میں قہر وغلبہ سے داخل ہوتے ہیں تو فساد کرتے اور تباہی مچاتے ہیں اور وہاں کے معزز افراد کو رذلیل اور رسوا کرتے ہیں میں بہت جلد ہی سلیمان کے لئے ایک ھدیہ بھیجتی ہوں اور ان کے جواب کا انتظار کروں گی کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے ؟جب بلقیس کے تحفے سلیمان کی خدمت میں پہونچے توآپ نے ان نمائندوں سے جنھوں نے آپ کی خدمت میں تحفے دئیے تھے فرمایا : جو کچھ خداوند سبحان نے مجھے عطا کیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمھیں دیا ہے؛ اور تحفوں کو قبول نہیں کیا,بلکہ فرمایا : میں ایک ایسے لشکر کے ساتھ تم پر حملہ کروں گا کہ جس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہو اور تمھیں ذلت ورسوائی کے ساتھ کھینچ لاؤں گا ۔اُس وقت مجلس میں حاضر سپاہیوں سے مخاطب ہوئے اور کہا :کون تخت بلقیس ہمارے لئے حاضر کرے گا؟ تو ایک بلند و بالا،قوی ہیکل اور طاقتور دیو نے کہا : میں قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں تخت بلقیس کو آپ کے سامنے حاضر کردوں گا۔

اور حضرت سلیمان کی عادت تھی کہ آدھا دن دربار میں بیٹھتے تھے اتنے میں وہ شخص (گزشتہ زمانے میں نازل شدہ کتاب کا) جس کے پاس کچھ علم تھا آگے بڑھا اور بولا: میں اسے چشم زدن میں حاضر کردوں گا اور حاضر کر دیا اس وقت سلیمان نے خدا کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کتاب کے عالم حضرت سلیمانؑ کے وزیر آصف ابن برخیا تھے۔ پھر سلیمانؑ نے فرمایا: بلقیس کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کردو تا کہ اس کی عقل ودرایت کا معیار درک کریں،جب بلقیس آئی،تو اس سے پوچھا:آیا یہ تمہارا تخت ہے؟

کہا: ایسا لگتاہے کہ وہی ہے،پھر بعد میں اس سے کہا: شاہی محل میں داخل ہو جاؤ. محل کی دالان کا فرش صاف وشفاف شیشہ کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا،بلقیس نے پانی کا گمان کیا اس لئے لباس کے نچلے حصّہ کو اوپر اٹھا لیا اور اپنی پنڈلیوں کو نمایاں کر دیا تا کہ اُس پانی سے گذر سکیں، یہ ماجرا دیکھ کر لوگوں نے بتایا یہ صاف و شفاف شیشہ ہے جس کے نیچے پانی بہہ رہا ہے، بلقیس ایسے امور کے مشاہدہ کے بعد جن کا آمادہ اور فراہم کرنا انسان کے بس سے باہر ہے ایمان لے آئیں اور مسلمان ہوگئیں۔

خداوند عالم نے سلیمانؑ کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور ان کے لئے دیو بڑی سے بڑی بلند عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور درختوں کے تنوں سے مجسمہ اور اس جیسی دوسری چیزیں ان کے لئے تراشتے تھے اور کھانے کے بڑے بڑے ظروف اور اتنے گہرے اور بڑے بڑے دیگ جو بڑے ہونے کی بنا پر ایک جگہ سے دوسری جگہ حمل ونقل کے قابل نہیں تھے بناتے تھے۔ایک دن حضرت سلیمان اپنے محل کی چھت پر تشریف لائے اور اپنے عصا پر ٹیک لگایا اور جناتی کاریگروں کے کاموں کا نظارہ کرنے لگے وہ جنات جو اپنی کارکردگی میں زبردست مشغول تھے،اسی حال میں خداوند عالم نے ان کی (حضرت سلیمان کی)روح قبض کر لی اورچند دنوں تک ان کا بے جان جسم عصا کے سہارے دیوؤں کے کاموں کو دیکھتا رہا، دیو لوگ بڑی محنت اور زحمت کے ساتھ اپنے ذمّہ امور کے لئے کوشش کر رہے تھے اور ذرہ برابر بھی نہ جان سکے کہ سلیمان مرچکے ہیں، یہ حالت اسی طرح

اُس وقت تک باقی رہی جب تک دیمک نے ان کے لکڑی کے عصا کو کھوکھلا نہ کر دیا اور سلیمان کے جسم کو بلندی سے زمین پر نہ گرا دیا ان کے گرتے ہی جنات اور دیوؤں کو ان کے مرنے کی اطلاع ہو گئی، کیونکہ جنات کو اگر غیب کا علم ہوتا تو سلیمان کے مرنے کے بعد ایک آن بھی ان طاقت فرسا امور کو جاری نہ رکھتے!

پانچواں منظر: زکریا اور یحییٰ

خداوند سبحان سورۂ مریم کی پہلی تا ۱۵ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے: (بسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم) (کٓھٰیٰعٓصٓ * ذِکْرُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ عَبْدَہُ زَکَرِیَّا * إِذْ نَادَی رَبَّہُ نِدَاءً خَفِیًّا * قَالَ رَبِّ إِنِّی وَہَنَ الْعَظْمُ مِنِّی وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا وَلَمْ أَکُن بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا * وَإِنِّی خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِن وَرَائِی وَکَانَتِ امْرَأَتِی عَاقِرًا فَہَبْ لِی مِن لَّدُنکَ وَلِیًّا * یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوبَ وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا * یَا زَکَرِیَّا إِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہُ یَحْیَی لَمْ نَجْعَل لَّہُ مِن قَبْلُ سَمِیًّا * قَالَ رَبِّ أَنَّی یَکُونُ لِی غُلَامٌ وَکَانَتِ امْرَأَتِی عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا * قَالَ کَذَلِکَ قَالَ رَبُّکَ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُکَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا * قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّی آیَۃً قَالَ آیَتُکَ أَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَیَالٍ سَوِیًّا * فَخَرَجَ عَلَی قَوْمِہِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَی إِلَیْہِمْ أَن سَبِّحُوا بُکْرَۃً وَعَشِیًّا * یَا یَحْیَی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ وَآتَیْنَاہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا * وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَکَاۃً وَکَانَ تَقِیًّا * وَبَرًّا بِوَالِدَیْہِ وَلَمْ یَکُن جَبَّارًا عَصِیًّا * وَسَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا *) کھیعص۔ ان آیات میں، تمہارا رب اپنے خاص بندہ زکریا پر اپنی رحمت کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔ جب اُس نے تنہائی میں اپنے خدا کو آواز دی۔ اُس نے کہا: خدایا! ہماری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔

خدایا میں نے جب بھی تمھیں پکارا محروم نہیں رہا ہوں میں اپنے موجودہ وارثوں (چچا زاد بھائیوں) سے خوفزدہ ہوں اور میری بیوی ابتدا ہی سے بانجھ ہے۔ لہٰذا مجھے ایک فرزند عطا کر جو میری اور آل یعقوب کی میراث پائے اور اسے اپنا پسندیدہ قرار دے۔ (اُنھیں خطاب ہوا) اے زکریا! ہم تجھے یحیٰ نامی ایک فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں، اور اب تک کسی کو اس کا ہم نام قرار

نہیں دیا ہے ۔کہا:خدا یا !مجھے کیسے کوئی فرزندپیدا ہو گا جبکہ میری بیوی پہلے ہی سے بانجھ ہے اور میں خود بھی مکمل بوڑھا ہو چکا ہوں.(فرشتہ نے کہا) تمہارے رب کا ارشاد ہے:یہ کام میرے لئے نہایت آسان ہے. تمھیں اس سے قبل جب کہ تم کچھ نہیں تھے میں نے خلق کیا۔

کہا: خدا یا ! ہمارے لئے کوئی نشانی قرار دے.کہا: تمہاری علامت اور نشانی یہ ہے کہ تین شب کلام نہیں کرو گے ۔(زکریا) محراب(عبادت)سے خارج ہوئے اور اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ صبح اور عصر کے وقت خدا کی تسبیح کرو.اے یحییٰ! کتاب (توریت)کو مضبوطی سے پکڑلو؛اور اُس کو بچپنے میں مقام نبوت عطا کیا ۔اور اپنی طرف سے اسے شفقت، مہربانی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ پارسا اور پرہیز گار تھا.اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا ۔ ستمگر اور سرکش نہیں تھا!اُس دن پر درود ہو جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن ابدی زندگی کے لئے مبعوث ہو گا (اُٹھایا جائے گا)۔

سورۂآل عمران کی ۳۸ویں تا ۴۱ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:(ہُنالِکَ دَعا زَکَرِیّا رَبَّہُ قالَ رَبِّ ہَبْ لِی مِن لَدُنکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً إِنَّکَ سَمیعُ الدُّعاءِ * فَنادَتْہُ الْمَلاٰئِکَۃُ وَہُوَ قَاءِمٌ یُصَلِّی فِی الْمِحْرابِ أَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیَی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِیًّا مِنَ الصّالِحِینَ * قالَ رَبِّ أَنَّی یَکُونُ لِی غُلاٰمٌ وَقَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ وَامْرَأَتِی عاقِرٌ قالَ کَذٰلِکَ اللّٰہُ یَفْعَلُ ما یَشاءُ * قالَ رَبِّ اجْعَلْ لِی آیَۃً قالَ آیَتُکَ أَلاَّ تُکَلِّمَ النّاسَ ثَلاَثَۃَ أَیّامٍ إِلاَّ رَمْزًا وَاذْکُرْ رَبَّکَ کَثِیرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْإِبْکارِ *)یہاں تک کہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا :خدا یا !اپنی طرف سے ایک پاک و پاکیزہ فرزند عطا کر کہ تو دعا کا سننے والا ہے ۔ فرشتوں نے اُنھیں آواز دی جب کہ وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے تھے کہ:خداوند عالم تمھیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو کہ ایک کلمہ (حضرت عیسیٰؑ) کی تصدیق کرنے والا رہبر،پرہیز گار اور پاکیزہ افراد میں سے پیغمبر ہے۔آپؑ نے کہا : خدا یا !مجھے کس طرح کوئی فرزند ہو گا جب کہ میری ضعیفی کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور میری بیوی بانجھ ہے؟!(فرشتہ نے کہا) ایسا ہی ہے خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

(زکریا نے کہا):خدا یا !میرے لئے کوئی علامت قرار دے ۔کہا تمہاری علامت یہ ہے کہ تین دن تک لوگوں سے بات نہیں کرو گے مگر اشارہ سے؛ اپنے رب کو بہت زیادہ یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو ۔

کلمات کی تشریح

١۔ اِشْتَعَلَ الرَّأسُ شَیْباً :میرے سر کی سفیدی نے پورا سر گھیر لیا ہے؛ (بڑھاپے کی وجہ سے میرے سر کے سارے بال سفید ہوگئے) خداوند سبحان نے بوڑھاپے اور بال کی سفیدی کو آگ سے تشبیہ دی اور بال میں اس کی وسعت وگسترش کو اُس کے شعلہ سے تشبیہ دی ہے۔

٢ ۔ عاقر:بانجھ عورت۔

٣ ۔ عِتِیاً :بہت زیادہ ضیعف،کھوکھلی اور بالکل خالی ۔

٤ ۔سَوِیّاً :یعنی تم بغیر اس کے کہ بیماری میں مبتلا ہو اور صحیح وسالم ہونے کے باوجود کلام نہیں کر سکتے ۔

٥ ۔فاوحیٰ الیھم :ان کی طرف اشارہ کیا ۔

٦ ۔خُذ الکتاب بِقُوَّۃِ :اپنی تمام تر طاقت سے توریت کو لے لو۔

٧ ۔آتَینَاہُ الحُکْمَ صَبِیّاً : جب وہ تین سالہ بچہ تھا تو ہم نے اسے نبوت عطا کی۔

٨ ۔ حنا ناً : اُس پر ہماری رحمت اور لطف۔

آیات کی تفسیر حضرت زکریا پیری کی منزل کو پہنچ چکے تھے (یعنی بوڑھے ہو چکے تھے)ان کی ہڈیاں کمزور اور سر کے بال سفیدی کی طرف مائل ہو چکے تھے.کہ اپنے رب سے خطاب کیا، میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے اور اپنے چچا زاد بھائیوں کے انجام کار سے جو کہ میرے بعد میرے وارث ہوں گے خوفزدہ ہوں۔لہٰذا مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اسے اپنے نیک بندوں میں قرار دے.خدا وند منّان نے حضرت زکریا کی دعا قبول کی اور انھیں یحییٰ نامی فرزند کی کہ اُس وقت تک کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا گیا تھا بشارت دی۔

زکریا نے کہا: مجھ سے کیسے فرزند پیدا ہو گا جبکہ میں بوڑھا ،کمزور ،لاغر اور سوکھ چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے(تولید کے سن سے باہر اور بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے)۔خدا وند عالم نے فرمایا یہ کام میرے لئے بہت سہل اور آسان ہے،تمہارا اس سے پہلے کوئی وجود نہیں تھا لیکن میں نے پیدا کیا۔زکریاؑ نے کہا: خدایا!اگر ایسا ہے تو میرے لئے اس عطیہ میں کوئی علامت اور نشانی قرار دے۔خدا وند متعال نے فرمایا: وہ علامت یہ ہے کہ تم صحیح وسالم ہونے کے باوجود تین رات تک تکلم پر قادر نہیں ہو سکو گے ۔زکریاؑ جب محراب عبادت سے باہر نکلے تو اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ روزانہ صبح وشام خدا کی تسبیح کرو۔خدا وند عالم نے یحییٰ پر وحی نازل کی کہ: اے یحییٰ!اپنی تمام طاقت سے توریت کو پکڑ لو: اور اسے عہد طفولیت ہی میں مقام نبوت اور توریت کے مطالب کا ادراک عطا فرمایا۔

چھٹا منظر: عیسیٰ بن مریم

خدا وند سبحان سورۂ مریم کی ۱۶ویں تا ۳۳ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:(وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مَرْیَمَ إِذْ انتَبَذَتْ مِنْ أَہْلِہَا مَکَانًا شَرْقِیًّا * فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِہِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَیْہَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَہَا بَشَرًا سَوِیًّا * قَالَتْ إِنِّی أَعُوذُ بِالرَّحْمَانِ مِنْکَ إِنْ کُنْتَ تَقِیًّا * قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّکِ لِأَہَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا * قَالَتْ أَنَّی یَکُونُ لِی غُلَامٌ وَلَمْ یَمْسَسْنِی بَشَرٌ وَلَمْ أَکُنْ بَغِیًّا * قَالَ کَذَلِکِ قَالَ رَبُّکِ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَہُ آیَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً

مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا * فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا * فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا * فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا * وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا * فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا * فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا * يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا * فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا * قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا * وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا * وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا * وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا *)قرآن میں مریم کو یاد کرو،جب کہ اُس نے اپنے گھرانے سے جدا ہو کر شرقی علاقہ (بیت المقدس) میں سکونت اختیار کی .اوراپنے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا میں نے اپنی روح (روح القدس) کو انسانی شکل (خوبصورت) میں اس کے پاس بھیجا ۔ مریم نے کہا :میں تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں شاید کہ تم پارسا اور پاک باز ہو .(روح القدس نے) کہا :یقیناً میں تمہارے رب کا فرستادہ ہوآیا ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں ۔

مریم نے کہا:مجھے کیسے کوئی بچہ ہو گا،جبکہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگا یاہے اور نہ ہی میں بد کار ہوں؟!فرشتہ نے کہا ایسا ہی تمہارے رب نے کہا ہے کہ یہ کام ہمارے لئے نہایت آسان اور سہل ہے ہم اس بچہ کو لوگوں کے لئے آیت اورنشانی اور اپنی طرف سے ایک رحمت قرار دیں گے اور یہ امر یقینی ہے ۔مریم اس بچہ سے حاملہ ہوئیں اور اس کے ساتھ ایک دور دارز جگہ پر ایک گوشہ میں قیام کیا.دردِ زہ کھجور کے درخت کے نیچے عارض ہوا (غم واندوہ اور کرب کی شدت سے اپنے آپ سے کہا) اے کاش اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور فراموش ہو گئی ہوتی۔ (بچہ نے) اسے نیچے سے آواز دی کہ : غم نہ کرو،تمہارے رب نے تمہارے قدم کے نیچے ایک نہر جاری کی ہے۔ خرمے کی شاخ کو اپنی طرف حرکت دو،تو تم پر تازہ خرمے گریں گے.کھاؤ پےؤ اور خوش وخرم رہو.اور اگر آدمیوں میں سے کسی کودیکھوتو کہو:میں نے خدا وند رحمن کے لئے خاموشی کا روزہ رکھا ہے آج میں کسی سے

بات نہیں کروں گی۔ (مریم) حضرت عیسیٰ کو آغوش میں لئے ہوئے قوم کے سامنے آئیں۔تو انھوں نے کہا :اے مریم! عجب تم نے بُرا کام کیاہے! اے ہارون کی بہن! تمہارا باپ کوئی بُرا انسان نہیں تھا اور نہ ہی تمہاری ماں بدکار تھی۔ مریم نے عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا ؛انھوں نے کہا :ہم گہوارہ میں موجود بچے سے کیسے کلام کریں ؟! (بچہ امر خداوندی سے گویا ہوا)اور کہا! میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے آسمانی کتاب اور نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔اور ہمیں ہم دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں مبارک قرار دیا ہے۔اور جب تک زندہ ہوں نماز اور زکاۃ کی وصیت کی ہے۔اور میرے لئے اس کا حکم ہے کہ میں اپنی ماں کی ساتھ نیکی کروں اور مجھے بدبخت اور ستم گر قرار نہیں دیا ہے۔مجھ پر درود ہو جس دن میں پیدا ہوا ہوں اور جس دن موت آئے گی اور اس دن جب آخرت کی ابدی زندگی کے لئے دوبارہ مبعوث کیا جاؤں گا۔

عیسیٰ بن مریم کے ساتھ بنی اسرائیل کی داستان

خداوند عالم سورۂ آل عمران کی ۴۵ تا ۵۲ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے: (إِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ * وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَمِنَ الصَّالِحِينَ * قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكِ اللّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ * وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ * وَرَسُولاً إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّهِ وَأُبْرِئُ الأكْمَهَ والأَبْرَصَ وَأُحْيِـي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ * وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُواْ اللّهَ وَأَطِيعُونِ * إِنَّ اللّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ * فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللّهِ آمَنَّا بِاللّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ *)جب فرشتوں نے مریم سے کہا : اے مریم! خداوند رحمن تمھیں اپنے ایک کلمہ مسیح بن مریم کے نام کی بشارت دیتا ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں محترم اور معزز ہے اور خدا کے مقرب

لوگوں میں ہے۔اور وہ گہوارہ میں لوگوں سے بات کرلے گا جس طرح بڑے لوگ کرتے ہیں اور وہ نیک اور شائستہ لوگوں میں ہے۔ (مریم نے)کہا خدایا!کس طرح مجھے بچہ ہوگا جب کہ مجھے کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے.فرشتہ نے کہا: (خدا کا حکم) ایسا ہی ہے،خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔

جب وہ کسی چیز کا ارداہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا تو وہ چیز اسی وقت ہو جاتی ہے خدا نے عیسیٰ کو کتاب وحکمت ،توریت وانجیل کی تعلیم دی ہے۔اور اُس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبری کیلئے مبعوث کرے گا (تاکہ وہ کہے) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے ایک معجزہ لایا ہوں.میں تمہارے لئے مٹی سے ایک پرندے کا مجسمہ بناؤں گا اور اس میں پھونک ماروں گا تاکہ خدا کے اذن سے ایک پرندہ بن جائے اور کور مادر زاد اور کوڑھی کو خدا کے اذن سے شفا دوں گا اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کروں گا اور جو کچھ کھاتے ہو یا جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی خبر دوں گا۔

یہ معجزات تمہارے لئے (میری رسالت پر) ایک دلیل ہیں اگر تم مومن ہو.وہ توریت جو مجھ سے پہلے تھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اُسے حلال کروں گا اور تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لئے ایک نشانی لایا ہوں.لہٰذا اے بنی اسرائیل خدا سے ڈرو اور میرے حکم کی تعمیل کرو.اللہ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے لہٰذا اس کی عبادت اور پرستش کرو کہ سیدھا راستہ یہی ہے۔ جب عیسیٰ نے ان میں کفر کا احساس کیا،تو کہا !خدا کی راہ میں ہمارے ساتھی اور چاہنے والے کون لوگ ہیں؟حواریوں نے کہا :ہم خدا کے ناصر ہیں اور خدا پر ایمان لائے ہیں؛گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم ہیں۔

سورۂ صف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے؛(وَإِذْ قَالَ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَابَنِی إِسْرَائِیلَ إِنِّی رَسُولُ اللهِ إِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنْ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَأْتِی مِنْ بَعْدِی اسْمُہُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَائَہُمْ بِالْبَیِّنَاتِ قَالُوا ہَذَا سِحْرٌ مُبِینٌ)اُس وقت کو یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے

کہا :اے بنی اسرائیل!میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر ہوں،اس توریت کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو میرے سامنے ہے اور اپنے بعد ایک ایسے پیغمبر کی خوشخبری اور بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہے۔پھر جب وہ پیغمبر (رسول خدا حضرت محمد مصطفی صلیٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم)آیات اور معجزات کے ساتھ خلق کی طرف آیا،تو انھوں نے کہا :یہ (معجزات اور اس کا قرآن)کھلا ہوا سحر ہے

سورۂ نسا کی ۱۵۵ویں تا ۱۵۸ویں آیات میں خدا ارشاد فرماتا ہے:(فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا * وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا * وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا * بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا)پھر ان کی عہد شکنی اور آیات خداوندی کے انکار اور پیغمبروں کے ناحق قتل کی وجہ سے (خدا نے انھیں کیفر کردار تک پہنچایا یعنی انھیں عذاب دیا)اور کہتے تھے:ہمارے قلوب پوشیدہ اور مستور (چھپے) میں،بلکہ خدا نے ان کے کفر کی وجہ سے اُن پر مہر لگا دی ہے کہ بجز معدودے چند افراد کے ایمان نہیں لائے۔اور ان کے کیفر کے باعث اور اس لئے کہ انھوں نے مریم پر عظیم بہتان باندھا ہے ۔

اور یہ کہ انھوں نے کہا :ہم نے (حضرت) مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کے پیغمبر کو قتل کرڈالا ہے جبکہ انھوں نے اسے قتل نہیں کیا ہے اور دار پر نہیں لٹکایا ہے،بلکہ دوسرے کو ان کی شبیہ بنادیا گیا تھا اور جن لوگوں نے ان کے قتل کے بارے میں اختلاف کیا ہے،وہ اس کے بارے میں شک و تردید میں ہیں اور گمان کا اتباع کرنے کے علاوہ کوئی علم نہیں رکھتے؛اور انھوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا،بلکہ خداوند عالم نے انھیں اپنی طرف اوپر بلالیا اور خدا عزیز اور حکیم ہے۔

کلمات کی تشریح

۱۔ کَلِمَة : یہاں پر ایک ایسی مخلوق کے معنی میں ہے کہ خدا وند عالم نے جس کو کلمہ کن(ہو جا)اور اس جیسے الفاظ کے ذریعہ اور خلقت کے عام اسباب و وسائل کو اس میں دخیل بنائے بغیر پیدا کیا ہے۔

۲۔ انتبذت :کنارہ کشی اختیار کی،دور ہو کر ایک گوشہ میں چلی گئی۔

۳۔زکیّاً :طاہر،ہر قسم کی آلودگی سے پاک ۔

۴۔سَریّاً :چھوٹی ندی،پانی کی نہر۔

۵۔جنّی :تازہ چُنے ہوئے میوے۔

۶۔فریّاً :ایک حیرت انگیز اور نا معلوم امر۔

۷۔اکمہ:مادر زاد نابینا۔

۸۔مُصدّقاً : چونکہ توریت میں آپؑ کے آنے کی بشارت ہے وہ بھی انھیں صفات کے ساتھ آنا جو کہ توریت میں مذکور ہیں لہٰذا حضرت رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وجود توریت کے لئے مصدّق اور تصدیق کرنے والا ہے۔

۹۔بغیّاً :وہ بدکار(طوائف)عورت جو زنا کے ذریعہ کسب معاش کرتی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر:بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ گرامی حضرت مریم کی داستان قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوئی ہے:فرشتوں نے حضرت مریم کو آواز دی اور اللہ کی خوشخبری دی جو کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی ولادت سے متعلق تھی کہ

حضرت باری تعالیٰ ان کو اپنے کلمہ کن (ہو جا) سے اور معروف و مشہور اسباب ووسائل کے بغیر، کو خلق کرے گا اور وہ خدا کے کلام کو گہوارہ میں اور بڑے ہونے پر لوگوں کو ابلاغ کرے گا ۔ حضرت مریم نے ایسا خطاب سن کر کہا : خدا یا ! میں کس طرح دنیا میں کوئی بچہ پیدا کر سکتی ہوں جب کہ کسی انسان نے مجھے مس تک نہیں کیا ہے؟ جبرئیل خدا کا پیغام انھیں اس طرح ابلاغ کرتے ہیں: خدا جس کو (اور جو بھی) چاہتا ہے بغیر اسباب اور بغیر کسی وسیلہ کے صرف (کن) جیسے لفظ سے پیدا کر دیتا ہے اور وہ چیز اسی گھڑی پیدا ہو جاتی ہے ٹھیک اسی طرح جو اسباب ووسائل کے ذریعہ خلق ہوتی ہے ۔ پھر جبرائیل نے حضرت مریم کے گلے کے سامنے گریبان میں روح پھونکی اور جو کچھ خداوند عالم کا ارادہ تھا خود بخود تحقق پا گیا اور مریم حاملہ ہو گئیں ۔

جب حضرت مریم نے اپنے اندر کسی بچے کا احساس کیا، تو اپنے خاندان سے ایک دور جگہ چلی گئیں، درد زہ نے انھیں خرمے کے سوکھے درخت کی جانب آنے پر مجبور کیا آپ نے اس سے ٹیک لگا کر کہا : اے کاش اس سے پہلے ہی مر کر نیست و نابود ہو گئی ہوتی، کہ اسی حال میں ان کے پہلو سے عیسیٰ یا جبرائیل نے آواز دی غمگین نہ ہو خداوند عالم نے تمہارے قدم کے نیچے ایک چھوٹی نہر جاری کی ہے، خرمے کی سوکھی شاخ کو حرکت دو تو تازے خرمے گریں گے، پھر اسوقت وہ خرمے کھاؤ اور اس پانی سے سیراب ہو کر خوش و خرم ہو جاؤ اور جب کسی کو دیکھو تو کہو: میں نے خدا کے لئے خاموشی کے روزہ کی نذر کر لی ہے اور ہرگز آج کسی سے بات نہیں کروں گی ۔

مریم نومولود کو اٹھا کر قوم کے سامنے آئیں. وہ لوگ منھ بنانے اور چہرہ سکوڑنے لگے اور ناراض ہوکر کہا : اے ہارون کی بہن ! تم نے بہت گندہ اور ناپاک فعل انجام دیا ہے نہ تو تمہارا باپ زنا کار تھا اور نہ تمہاری ماں کوئی بد کار خاتون تھی. حضرت مریم نے جناب عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ اس بچے سے بات کرو، وہ تمھیں جواب دے گا، بولے: ہم گہوارہ میں نو مولود سوئے ہوئے بچے سے کیسے بات کریں؟! تو خداوند عالم نے عیسیٰ کو قوت نطق دی اور زبان گویا ہوئی، کہا : میں خدا کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل نامی

کتاب دی ہے اور مجھے نبوت کا شرف عطا کیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی رہوں مجھے مبارک اور نیک اور امور خیر کے لئے ایک معلّم قرار دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اُس وقت تک مجھ نماز (قائم کرنے) زکوۃ (دینے) اور اپنی ماں کے حق میں نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ کو رسالت کے ساتھ بنی اسرائیل کی جانب بھیجا.اور انھیں چند معجزات بھی عطا کئے تا کہ ان کی رسالت کی صداقت پر گواہی رہے۔آپ مٹی سے پرندہ کی شکل بناتے تھے اور اُس میں پھونک مارتے تھے،تو وہ مجسمہ خدا کے اذن سے ایک زندہ پرندہ ہو جاتا تھااور اپنے بال وپر پھڑ پھڑانے لگتا تھا ؛ اور جو کچھ وہ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کرتے تھے اس کی وہ خبر دیتے .اور پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو خدا کی اجازت سے شفا دیتے اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کر دیتے تھے۔ جو کچھ ان کے بارے میں اُن سے پہلے توریت میں ذکر ہوا تھا ان میں مکمل طور پر صادق آیا اور وہ ان سے بھرپور مطابقت رکھتا تھا .وہ اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دیتے تھے۔

آخر کار بنی اسرائیل اُن پر ایمان نہیں لائے اور ان کی تکفیر کرتے ہوئے بولے:یہ کھلا ہوا اور واضح سحر ہے ۔آخر کار جب حضرت عیسیٰ نے ان کے کفر وعناد کا احساس کیا تو فرمایا! کون لوگ ہمارے ساتھ خدا کے دین کی نصرت کریں گے؟ حواریوں نے انھیں جواب دیا :ہم خدا کے ناصر ومدد گار ہیں،ہم خدا پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں. اس طرح سے،بنی اسرائیل نے جو حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا سے عہد وپیمان کیا تھا ؛(وہ یہ کہ جو کچھ توریت میں مذکور ہے اس پر ایمان لائیں گے اور حضرت عیسیٰ اور ان کے بعد خاتم الانبیاء پر ایمان لائیں گے).اُس عہد وپیمان کو توڑ ڈالا اور کفر وعناد کا راستہ اختیار کر لیا۔

انھوں نے اسی طرح حضرت مریم پر عظیم بہتان باندھا اور بہت بڑی تہمت لگائی اور بولے:وہ یوسف نامی ایک بڑھی شخص سے حاملہ ہوئی ہے اور عیسیٰ کو پیدا کیا ہے۔پھر وہ لوگ حضرت عیسیٰ کے قتل اور دار پر لٹکانے کے درپئے ہوگئے۔

تو خدا وند عالم نے،اسی یہودی مرد کو جو حضرت عیسیٰ کو پکڑ کر لانے کے لئے دشمنوں کا راہنما بنا تھا اسے حضرت عیسیٰ کی شکل و صورت میں تبدیل کر دیا اور بنی اسرائیل نے بھی اُسی کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا یااور یہ خیال کیا کہ عیسیٰ بن مریم کو دار پر لٹکا دیا ہے؛جبکہ خدا وند منّان نے انھیں اپنی طرف بلندی پر بلا لیا ہے۔

فترت کا زمانہ

عصر فترت کے معنی. فترت کے زمانے میں پیغمبر کے آباء و اجداد کے علا وہ انبیاء اور اوصیاء. حضرت ابراہیم ں کے وصی حضرت اسمٰعیل کے پوتوں کے حالات. پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کہ جو لوگ فترت کے زمانے میں تبلیغ پر مامور تھے.

عصر فترت کے معنیٰ خداوند سجان سورۂ مائدہ کی ۱۹،ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:(...قَدْ جَاءَکُمْ رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلیٰ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِیرٍ وَلَا نَذِیرٍ فَقَدْ جَاءَکُمْ بَشِیرٌ وَنَذِیرٌ وَاللّٰہُ عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ) ...تمہارے پاس ہمارا رسول آیا تاکہ تمہارے لئے ان دینی حقائق کو رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد بیان کرے،تا کہ یہ نہ کہو کہ ہمارے لئے کوئی بشارت دینے اور ڈارنے والا نہیں آیا بیشک تمہاری طرف بشارت دینے والا،ڈرانے والارسول آیا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور سورۂ یس کی ۱اور ۳اور ۶،آیات میں ارشاد فرماتا ہے:(یس*وَالْقُرْآنِ الْحَکِیمِ*إِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِینَ*...*لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ)یٰس (اے پیغمبروں کے سید و سردار) قرآن کریم کی قسم کہ تم رسولوں میں سے ہو.....تا کہ ایسی قوموں کو ڈراؤ جن کے آباء واجداد کو (کسی پیغمبر کے ذریعہ)ڈرایا نہیں گیا ہے،کہ وہ لوگ غافل اور بے خبر ہیں۔اسی کے مانند سورۂ قصص کی ۲۸،ویں آیت اور سورۂ سجدہ کی تیسری آیت اور سورۂ سبا کی ۳۴ویں اور ۴۴ویں آیا ت میں بھی مذکور ہے۔اور سورۂ شوریٰ کی ۷ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَکَذٰلِکَ أَوْحَیْنَا إِلَیْکَ قُرْآنًا عَرَبِیًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُریٰ وَمَنْ حَوْلَهَا...)اور اسی طرح قرآن کو (گویا اور فصیح) عربی میں ہم

نے تم پر وحی کیا تا کہ مکّہ کے رہنے والوں اور اس کے اطراف ونواحی میں رہنے والوں کو انذار کرو (خدا کے عذاب سے ڈراؤ)۔سورۂسبا کی ۲۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(وَ مٰااَرسَلنٰاکَ اِلّاَ کاٰفّتًلِلنٰاسِ بشیراً وَ نذیراًولکن اَکثَرَ النّاسِ لٰا یعلَمُونَ) ہم نے تمھیں تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے؛ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے نا واقف ہیں۔

کلمات کی تشریح

۱۔ فَتْرة:فترت لغت میں دو محدود زمانوں کے فاصلہ کو کہتے ہیں,اور اسلامی اصطلاح میں زمانہ کا ایسا فاصلہ جو دو بشیر ونذیر رسول کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

۲۔ اُمّ القُریٰ:شہر مکّہ مکرمہ۔

۳۔کا فتہ : سب کے سب,سارے کے سارے اور تمام۔ حضرت اما م علیؑنے ارشاد فرمایا :خدا وند عالم نے رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبروں کے درمیان زمانے کے فاصلے میں اور اُس وقت مبعوث کیا جب امتیں خواب غفلت اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھیں,اور وہ احکام خدا وندی جو رسولوں کی زبانی محکم اور استوار ہوئے تھے ان کو پامال کررہی تھیں[1]۔

گزشتہ آیات کی تفسیرخا تم الا نبیاء حضرت محمد مصطفی صلیٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم پیغمبروں کے درمیان فترت کے زمانے میں نہ کہ انبیاء کے درمیان فترت کے زمانے میں مبعوث بہ رسالت ہوئے۔کیونکہ خدا وند عالم نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑکے بعد کوئی بشارت دینے والا,انذار کرنے والا (اللہ کے ثواب اور اس کی جزااور پاداش کی بشارت دینے والا اور گناہ و نا فرمانی کی بناء پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا)کہ جس کے ہمراہ اس کے رب کی طرف سے کوئی آیت یا معجزہ ہو کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کیا۔حالت

[1] شرح نہج البلاغہ، تالیف محمد عبدہ، طبع مطبع الاستقامۃ مصر، ج ۲، ص ۶۹،خطبہ، ۱۵۶ اوراسی سے ملتا جلتا مطلب خطبہ نمبر ۱۳۱ میں بھی ذکر ہوا ہے.

اسی طرح تھی یہاں تک کہ خدا وند عالم نے خاتم ا لانبیاء صلیٰ اللہ علیہ و اٰلہ و سلم کو بشیر ونذیر بناکر اور قرآنی معجزوں کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ مکہ اور اس کے اطراف ونواحی میں رہنے والوں کو بالخصوص اور عمومی طور پر دیگر لوگوں کو انذار کریں۔اس نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ پانچ سو سال سے زیادہ کے طولانی دور میں انبیاء اور اوصیاء کا وجود لوگوں سے منقطع نہیں تھا اور خدا وندا عالم نے انسانوں کو اس طولانی مدت میں آزاد نہیں چھوڑا تھا بلکہ اپنے دین کی تبلیغ کرنے والوں اور حضرت عیسیٰ کی شریعت پر اور ابراہیم کے دین حنیف کی تبلیغ کے لئے اوصیاء کو آمادہ کر رکھا تھا کہ ہم انشاء اللہ ان اخبار کو تحقیق کے ساتھ بیان کررہے ہیں۔

پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کے علاوہ فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیاء

فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیاء سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے: حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلیٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم کے سوا عرب قوم کے درمیان کوئی پیغمبر مستقل شریعت کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث نہیں ہوا ۔لیکن ''خالد ابن سنان'' اور اس کے بعد ''حنظلہ'' ایک مستقل شریعت کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے،لکہ حضرت عیسیٰ کی شریعت کا اقرار اور اس کی تثبیت کرتے ہوئے اس کی تبلیغ کرتے تھے۔حضرت عیسیٰ اور حنظلہ کے درمیان زمانے کے لحاظ سے تین سو سال کا فاصلہ تھا[1]۔

حضرت عیسیٰ اور حضرت ختمی مرتبت صلیٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم کے درمیان فترت کے زمانے میں جن لوگوں کا نام مسعودی اور دیگر لوگوں نے ذکر کیاہے ان میں سے ایک ''خالد ابن سنان عبسی'' ہے کہ رسول خداؐ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے: ''وہ ایک نبی تھے جن کی ان کی قوم نے قدر وقیمت نہیں جانی'' اور تاریخ میں دوسرے لوگوں کا نام بھی نبی کے عنوان سے ذکر ہواہے جو کہ جو حضرت عیسیٰ اور رسول اکرؐم کے درمیان گزرے ہیں[2]۔

[1] سیرۂ جلسہ:ج ۱، ص ۲۱ اور تاریخ ابن اثیر،طبع اوّل مصر ،جلد ۱ ، ص ۳۱اور تاریخ خمیس جلد۱ ص ۱۹۹.
[2] مروج الذهب مسعودی، ج۱ ص۷۸ اور تاریخ ابن کیثر ج،۲،ص ۲۷۱.

اسی طرح علامہ مجلسیؒ نے اپنی عظیم کتاب بحار الانوار میں کے حالات کو بسط و تفصیل سے حضرت عیسیٰ کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد کے واقعات اور زمانۂ فترت کے واقعات کے باب میں کا ذکر کیا ہے[۱] وہ انبیاء اور اوصیاء جن کی خبریں قرآن کریم،تفا سیر اور تمام اسلامی منابع اور مصادر میں مذکور ہیں وہ لوگ ہیں جنھیں خدا وند عالم نے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے جزیرۃ العرب اور اس کے اطراف میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کے اوصیاء کے زمانے تک اور پاک و پاکیزہ اسلامی شریعت کے مطابق مبعوث کیا ہے اور آپ کے اوصیاء حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی شریعت کے پا بند تھے۔ حضرت عیسیٰ کی شریعت کے جملہ اوصیاء میں سے ایک، جن سے اُن کے ماننے والوں نے علم و دانش سیکھا ہے بزرگ صحا بی جناب سلمان فارسی محمدی ہیں کہ جو اس دین کے راہبوں میں شما ر ہوتے تھے اور ان کی داستان ذیل میں بطور خلا صہ نقل کی جا رہی ہ[۲]ے: احمد کی مسند، ابن ہشام کی سیرۃ اور ابو نعیم کی دلا ئل النبوہ میں سلمان فارسی سے متعلق ایک روایت کے ضمن میں اس صحابی کی داستان کو ، حضرت عیسیٰ بن مریم کے اوصیا ء کی آخری فرد کے ساتھ جو کہ عموریہ[۳] نامی جگہ پر مقیم تھے اور سلمان اُن کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے ۔

اس طرح نقل کیا ہے :میں عموریہ میں دیر کے راہب کی خد مت میں پہنچا اور اپنی داستان اُن کے سامنے بیان کی !انھوں نے کہا ؛میرے پا س رک جاؤ لہٰذا ایک ایسے انسا ن کے پاس جو اپنے چا ہنے والوں کی ہدایت و سرپرستی کی ذمہ داری لئے ہوا تھا سکونت اختیار کی یہاں تک کہ اسے موت آگئی اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اُس سے کہا : میں فلاں کے پاس تھا مگر جب وہ مرنے لگا تو اُس نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی،اس دوسرے نے بھی مجھے حا لت احتضار میں فلاں شخص کی وصیت کی اور تیسرے نے بھی تمہارے پاس جا نے کی وصیت کی.اب تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو اور کیا

---

[۱] بحار الانوار، ج، ۱۴،ص ۳۴۵.

[۲] ان کی خبروں سے متعلق سیرۂابن ہشام، ج۱ ،ص ۲۲۷ پر رجوع کریں.

[۳] حموی وفات ۶۲۶ ہـ ھ قمری نے اپنی کتاب معجم البلدان میں عموریہ کے بارے میں تحریر کیا ہے: وہ روم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے معتصم عباسی وفات ۲۲۷ ہـ ھ ق) نے ۲۲۳ ہـ میں اُ س پر قبضہ کیا تھا.

دستور دیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں بیٹا! خدا کی قسم میں اپنے زمانے کے لوگوں میں اپنے دین سے متعلق کسی کو سب سے زیادہ عالم اور عاقل نہیں جانتا کہ میں تمھیں حکم دوں کہ اُس کے پاس چلے جاؤ لیکن تم ایک ایسے پیغمبر کے زمانے میں ہو جو دین ابراہیم پر مبعوث ہو گا. وہ سر زمین عرب میں قیام کرے گا اور ایسے علاقے میں (جو دو سوختہ زمینوں کے درمیان واقع ہے اور ان کے درمیان نخلستان ہیں) ہجرت کرے گا. اس کی واضح اور آشکار علامتیں اور نشانیاں ہیں ہدیہ تو کھاتا ہے لیکن صدقہ نہیں کھاتا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان نبوت کی مہر لگی ہوئی ہے۔

اگر خود کو ایسے علاقے میں پہنچا سکتے ہو تو ایسا ہی کرو اور پھر اس وقت اس کی آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گیا[1]۔

یہ فترت کے زمانے میں حضرت عیسیٰ کے بعض اوصیاء کی خبریں ہیں. لیکن حضرت ابراہیم کے دین حنیف کے اوصیاء کے بارے میں آیندہ فصل میں تحقیق کریں گے. اس سے پہلے حضرت اسمٰعیل کی سیرت کا کچھ اجمالی خاکہ پیش کریں گے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء کی پہلی شاخ ہیں. پھر جہاں تک ممکن ہو گا انشاء اللہ ان کے فرزندوں سے اوصیاء کی سیرت کی تشریح کریں گے۔

حنیفیہ شریعت پر آنحضرت کے وصی حضرت اسمٰعیل کی بعض خبریں

مناسک حج ادا کرنے کے لئے حضرت ابراہیم کی حضرت اسمٰعیل ں کو وصیت. حضرت اسمٰعیل کی نبوت اور عمالیق، جرھم اور یمنی قبائل کو خدا پرستی کی دعوت دینا.

قرآن کریم میں حضرت اسمٰعیل کی نبوت کی خبر خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۵۴ویں اور ۵۵ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے: (وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا * وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا) اور اپنی کتاب میں

[1] مسند احمد، ج۴، ص۴۴۲-۴۴۳؛ سیره ابن ہشام، وفات ۲۱۳ ہ، ج۱، ص۲۲۷؛ دلائل النبوه، ابو نعیم، وفات ۴۳۰ ہ.

حضرت اسمٰعیلؑ کے حالات زندگی کو یاد کرو کہ وہ وعدہ میں صادق اور رسول ونبی تھے۔وہ اپنے اہل وعیال کو نماز (ادا کرنے) اور زکاۃ (دینے) کا حکم دیتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ تھے۔

سورۂنساء کی ۱۶۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:(إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا) ہم نے تمہاری طرف بھی تو اسی طرح وحی کی جس طرح نوحؑ اور ان کے بعد کے پیغمبروں پر وحی کی تھی اور ابراہیمؑ،اسمٰعیلؑ،اسحقؑ،یعقوبؑ، اسباطؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ،یونسؑ ،ہارونؑ ،سلیمانؑ اور داؤدؑ پر ہم نے وحی کی اور داؤدؑ کو زبور بھی دی۔

حضرت اسمٰعیل کی نبوت،دیگر منابع اور مصادر میں: حضرت اسمٰعیلؑ اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے ہی مکّہ میں زندگی گذار رہے تھے اور اپنے والد کی وصیت کے اجراء کرنے میں جو کہ حج کے شعائر کی ادائیگی سے متعلق تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت کا ستون ہے، کوشش کی اور انھوں نے رسالت کی تبلیغ بھی انجام دی ہے جس کے متعلق ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔ ۱۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: جب حضرت ابراہیمؑ نے فریضۂ حج انجام دیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے فرزند اسمٰعیل سے وصیت کی کہ بیت اللہ الحرام کے پاس سکونت اختیار کریں اور لوگوں کی حج اور مناسک حج کی ادائیگی میں راہنمائی کریں،اسمٰعیلؑ نے اپنے باپ کے بعد بیت اللہ الحرام کی تعمیر کی اور مناسک حج کی ادائیگی میں مشغول ہوگئے[1]۔

۲۔ اخبار الزمان میں منقول ہے: خدا نے حضرت اسمٰعیل کو وحی کی اور آپ کو عمالیق،جرہم اور یمنی قبائل کی جانب بھیجا اسمٰعیل نے انھیں بتوں کی پرستش کرنے سے منع کیا. لیکن صرف معدودے چند افراد ان پر ایمان لائے اور ان کی اکثریت نے کفر وعناد کا راستہ اختیار کیا۔

---

[1] تاریخ یعقوبی،ج۱، ص ۲۲۱.

یہ خبر کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ مرآۃ الزمان میں بھی مذکور ہوئی ہے[1]۔اس طرح حضرت اسمٰعیل نے اپنی پوری زندگی ان امور کی انجام دہی میں صرف کر دی جن کی ان کے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اُن سے وصیت کی تھی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور مکہ میں سپرد لحد کردئے گئے۔ان کے بعد ایسے فرائض کی انجام دہی کے لئے ان کی نسل سے نیک اور شائستہ فرزندوں نے قیام کیا ؛ہم انشاء اللہ ان میں سے بعض کا تعارف کرائیں گے۔

فترت کے زمانے میں پیغمبر کے بعض اجداد کی خبریں عدنان،مضر اور دیگر افراد الیاس بن مضر.کنانہ بن خزیمہ.کعب بن لؤی.مکہ میں بت پرستی کا عام رواج اور اس کے مقابل اجداد پیغمبرؐ کا موقف قُصَی عبد مناف جناب ہاشم جناب عبد المطلب حضرت اسمٰعیل کے خاندان کا خلاصہ پیغمبر اکرمؐ کے والد جناب عبد اللہ اور جناب ابو طالب.

فترت کے زمانے میں پیغمبر اسلام کے بعض اجداد کے حالات

''سُبل الھدی'' نامی کتاب میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا :عدنان،مضر، قیس، عیلان،تیم،اسد،ضبہ اور خزیمہ کے والد ''ادد '' مسلمان تھے اور ان کی رحلت بھی ملت ابراہیم پر ہوئی ہے[2]۔ابن سعد کی طبقات میں بھی مذکور ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا :مضر کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان تھے[3]۔

الیاس بن مضر بن نزار بن محمد بن عدنا تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے '': مضر کے فرزند الیاس'' ایک شریف اور نجیب انسان تھے ان کی دوسروں پر فوقیت اور برتری واضح اور آشکار رہے یہ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اسمٰعیلؑ کی اولاد پر نکتہ چینی کی اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے آباء واجدا کی سنتوں میں تبدیلی کردی تھی .انہوں نے بہت سے نیک افعال انجام دئیے لوگ آپ سے اس درجہ

---

[1] اخبار الزمان، ص ١٠٣؛ مرآۃ الزمان ،ص ٣٠٩و ٣١٠.

[2] سبل الھُدیٰ والرشاد محمد بن یوسف شامی کی تالیف جو ٩٤٢ ھ ق میں وفات کر گئے ہیں،طبع دار الکتب،بیروت، ١٤١٤ ھ ق، ص ٢٩١ اور فتح الباری، ج٧، ص١٤٦ بھی ملاحظہ ہو

[3] طبقات ابن سعد،طبع یورپ، ج١، ص.٣؛اور تاریخ یعقوبی، ج١، ص٢٢٦؛ اور کنزالعمّال، ج١٢، ص٥٩ ،باب الفضائل،چوتھا حصّہ،مضر قبیلہ کے فضائل کے بارے میں حدیث نمبر ٣٣٩٧٨.(٣)تاریخ یعقوبی،ج١،ص ٢٢٧.

شاد و مسرور تھے کہ اسمٰعیلؑ کے فرزندوں میں ''ادد'' کے بعد کسی کے لئے ایسی شادمانی اور مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اُنھوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کو اپنے آباء واجداد کی سنت کی مراعات کرنے کی طرف لوٹا یا اس طرح سے کہ تمام سنتیں اپنی پہلی حالت پر واپس آگئیں. وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے موٹے تازے اونٹوں کو خانہ خدا کی قربانی کے لئے مخصوص کیا اور وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد رکن کی بنیاد رکھی؛اسی وجہ سے عرب(الیاس) کو بزرگ اور محترم سمجھتے ہیں. ان تمام مطالب کے نقل کے بعد ''سبل الھدایٰ'' نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:عرب جس طرح سے لقمان کی عظمت اور بزرگی کے قائل تھے اسی طرح انھیں بھی محترم اور معزز شمار کرتے تھے[1]۔صاحبان شریعت پیغمبروں کے تمام اوصیاء ان صفات اور خصوصیات کے حامل تھے.اس لحاظ سے ''الیاس'' بھی حضرت ابراہیمؑ کے بعد ان کی حنیفیہ شریعت کے ان کے بعد محافظ ونگہبان اوصیاء میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ''کنانۃ'' ایک عالی قدر،بلند مقام،نیک صفت اور با عظمت انسان تھے اور عرب ان کے علم و فضل اور ان کی فوقیت اور برتری کی بناء پر ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔وہ کہا کرتے تھے:مکہ سے احمد نامی ایک پیغمبر کے ظہور کا وقت آچکا ہے جو لوگوں کو خدا ، نیکی،جوود بخشش اور مکارم اخلاق کی دعوت دے گا.اس کی پیروی کرو تاکہ تمہاری عظمت وبزرگی میں اضافہ ہو اور اس کے ساتھ عداوت و دشمنی نہ کرنا اور جو کچھ بھی وہ پیش کرے اس کی تکذیب نہ کرنا کیونکہ جوچیز بھی وہ پیش کرے گا وہ حق ہو گی[2]۔ ''کنانہ'' کی بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم کے اوصیاء میں سے اپنے پہلے والے وصی سے علم دریافت کیا ہے۔

کعب بن لؤی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانۃ انساب الاشراف اور تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے(اور ہم انساب الاشراف کی باتوں کو نقل کررہے ہیں): ''کعب'' عرب کے نزدیک بڑی قدر وقیمت اور عظیم منزلت و مرتبہ کے حامل تھے

---

[1] سُبُل الھُدیٰ،ج۱،ص۲۸۹.
[2] سیرۂحلبیہ،ج۱،ص ۱۶؛ اور سبل الھدیٰ،ج۱،ص ۲۸۶،میں یہاں تک ہے...تا کہ تمہاری عظمت اور بزرگی میں اضافہ ہو.

اور ان کے روز وفات کو ان کے احترام میں تاریخ کا مبداء قرار دیا تھا. یہاں تک کہ ''عام الفیل'' آگیا اور اسے تاریخ مبداء قرار دیا اس کے بعد ''جناب عبد المطلب'' کی موت کو تاریخ کا مبداء قرار دیا۔

کعب حج کے موسم میں لوگوں کے لئے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے: ''اے لوگو''! سنو اور سمجھو اور جان لو کہ رات پُر سکون اور خاموش ہے اور دن روشن اور آسمان کا شامیانہ لگا ہوا ہے اور زمین ہموار و برابر ہے اور ستارے ایسی نشانیاں ہیں جو بے کا راور لغو پیدا نہیں کئے گئے ہیں کہ تم لوگ اُن سے روگرداں ہو جاؤ. گزشتہ لوگ آیندہ کے مانند ہیں؛اور گھر تمہارے سامنے ہے اور یقین تمہارے گمان کے علاوہ چیز ہے.اپنے رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرو اور صلہ رحم قائم کرو اور ازدواجی رشتوں کو باقی رکھو اور اپنے عہد وپیمان کا پاس و لحاظ کرو اور اپنے اموال کو (تجارت اور معاملات کے ذریعہ) بار آور اور نفع بخش بناؤ جو کہ تمہاری جوانمردی اور جود و بخشش کی علامت ہے اور جہاں تم پر انفاق لازم ہو اُس سے صرف نظر نہ کرو اور اس حرم (خدا کے گھر) کی تعظیم کرو اور اس سے متمسک ہو جاؤ کیونکہ یہ ایک پیغمبر کی مخصوص جگہ ہے اور یہیں سے خاتم الانبیاء اُس دین کے ساتھ جو موسیٰ اور عیسیٰ لائے تھے مبعوث ہوں گے پھر اس وقت اس طرح فرماتے تھے: فترت کے بعد وہ محافظ ونگہبان نبی عالمانہ خبروں کے ساتھ آئے گا .اور یعقوبی کی عبارت میں اس طرح ہے: اچانک وہ محمدؐ نبی آجائے گا اور سچی اور عالمانہ خبریں دے گا ;پھر کعب کہتے تھے: اے کاش ان کی دعوت اور بعثت کو ہم درک کرتے[1]۔

سبل الھدیٰ والرشاد نامی کتاب میں بطور خلاصہ اس طرح مذکور ہے: جمعہ کے دن کو ''عروبۃ'' کا دن کہتے تھے اور کعب وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس کا نام جمعہ رکھا ہے[2]۔ پھر اس کے بعد لفظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ انھیں مذکورہ مطالب کو اُس نے ذکر کیا ہے۔ جو کچھ ''کعب'' کی تعریف میں مورخین نے ذکر کیا ہے وہ اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کے بعد ''

---

[1] انساب الاشراف، بلاذری، طبع مصر، ۱۹۵۹ ؁ھ۔ ج۱، ص۱۶ اور ۴۱؛ تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۲۳۶، طبع بیروت، ۱۳۷۹ ؁ھ؛سیرۂ حلبیہ، ج۱، ص ۹، ۱۵، ۱۶؛ سیرۂ نبویۃ، حلبیہ کے حاشیہ پر، ج۱، ص۹.

[2] سبیل الھدیٰ والرشادج۱ ،ص۲۷۸.

اوصیاء'' میں سے ایک وصی تھے کعب اور الیاس حضرت ابراہیم کی دعا کے قبول ہونے کے دو نمایاں مصداق تھے؛ جب انھوں نے بارگاہ خدا وندی میں اپنی ذریت کے حق میں دعا کی اور کہا : میری اولاد میں اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے۔

مکہ میں بت پرستی کا رواج اور اس کے مقابلے میں پیغمبر اسلام صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کا موقف

گزشتہ صفحات میں ہم نے بیان کیا کہ ''جرہم'' قبیلہ نے ''ہاجرہ'' سے ان کے پاس سکونت کرنے کی اجازت مانگی تا کہ آب زمزم سے بہرہ مند ہوں تو ہاجرہ نے بھی انھیں اجازت دے دی۔ پھر سالوں گزرنے کے بعد ان کے فرزند (اسمٰعیل) ایک مکمل جوان ہوگئے، تو ''مضاض جرھمی'' کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس سے صاحب اولاد ہوئے۔

پھر حضرت اسمٰعیل کی وفات کے بعد، ان کے فرزند ''ثابت''، مضاض جرھمی کے نواسے نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی، ان کی وفات کے بعد، جرہم مکہ کے امور پر قابض ہوگئے اور طغیانی اور سرکشی کی اور حق سے منحرف ہوگئے. ''خزاعہ قبیلہ'' نے اُن سے جنگ کی اور ان پر فاتح ہوگئے[1]. اور مکہ کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی بیت اللہ الحرام کی تولیت کے ذمہ دار ہوئے اور رفتہ رفتہ اسمٰعیل کی اولاد بھی کوچ کر گئی اور مختلف شہروں میں پھیل گئی جز معدودے چند افراد کے کہ جنھوں نے خانہ خدا کا جوار ترک نہیں کی[2]۔ خزاعہ قبیلہ کے سردار سالہا سال تک یکے بعد دیگرے مکہ کی حکومت اور بیت اللہ الحرام کی تولیت کے مالک ہوتے رہے یہاں تک کہ ''عمرو بن لحیّ'' کہ جو بڑا مالدار اور کثیر تعداد میں اونٹوں کا مالک تھا اور لوگ اس کے گھر پر کھانا کھاتے تھے جب تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا، تو اس کا کافی اثر و رسوخ تھا اس طرح سے کہ اس کی رفتار وگفتار لوگوں کے لئے قوانین شرعیہ کے مانند لازم الاجراء مانی جاتی تھی[3]۔ شام کے شہروں میں ایک سفر میں عمرو بن لحی نے دیکھا کہ وہاں

---

[1] تاریخ ابن کثیر، طبع اوّل، ج۲، ص ، ۱۸۴و۱۸۵ کو ملاحظہ کریں.
[2] تاریخ یعقوبی ج ۱، ص ۲۲۲۔ ۲۳۸ .
[3] تاریخ ابن کثیر، ج۲، ص۱۸۷.

کے لوگ بت کی پوجا کرتے ہیں اور جب اُس نے ان کے بارے میں اُن سے سوال کیا تو اسے جواب دیا :یہ وہ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں، ان سے بارش کی درخواست کرتے ہیں اور یہ لوگ ہمیں بارش سے نوازتے ہیں اور ان سے نصرت طلب کرتے ہیں وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔

عمرو نے اُن سے کہا :ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی بت ہمیں بھی دو تاکہ اسے اپنے ساتھ سرزمین عرب تک لے جائیں اور وہاں کے لوگ اس کی عبادت کریں؟ انھوں نے اسے ''ہبل'' نامی بت دے دیا، عمرو اس بت کو لے کر مکہ آیا اور حکم دیا کہ لوگ اس کو عظیم سمجھتے ہوئے اس کی عبادت کریں اس نے حد یہ کی کہ ان بتوں کو حج کے تلبیہ میں داخل کر دیا اور اس طرح سے کہہ رہا تھا : (لبیک اللّٰھمَّ لبّیکَ لاشریک لک،الاّ شریک ھو لک تملکہ و ما ملک)یعنی لبیک خدایا لبیک، تیرا کوئی شریک نہیں ہے جز اُس شریک کے کہ جو تیری ہی طرف سے ہے، وہ اور جو کچھ اس کے پاس ہے تیری بدولت ہے۔خدا کے شریک سے اس کی مراد بت تھے۔اس سے خدا کی پناہ۔اسی طرح اُس نے حضرت ابراہیمؑ کے حنفیہ آئین کو بدل ڈالا اور خود اس نے دیگر قوانین بنائے۔ ''بحیرہ'' اور ''سائبہ'' کے قوانین اسی کے ساختہ اور پرداختہ افعال میں سے ہیں(اسی کے کارناموں میں شمار ہوتے ہیں) بحیرہ وہ اوٹنی ہے کہ جو کچھ حالات کے تحت اس کا دودھ بتوں اور جعلی خداؤں کی خدمت میں پیش کرتے تھے.سائبہ بھی ایک اونٹ ہی تھا کہ اُسے بتوں سے مخصوص کر دیا تھا اس سے بوجھ ڈھونے اور بار اٹھانے کا کام نہیں لیا جا تا تھا اور اسے کسی کام میں استعمال نہیں کرتے تھے!اس طرح سے توحید کی سرزمین پر بت پرستی عام ہوگئی. البتہ ان ناپسندیدہ انحرافات کا صرف ھبل پر انحصار نہیں ہے بلکہ ان بتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور انھیں کعبہ کی دیوار پر بھی آویزاں کردیا گیا ۔ان بتوں کی عبادت اور پرستش مکہ سے جزیرۃ العرب کی دیگر آباد سرزمینوں اور مختلف قبائل تک منتقل ہوگئی. وہاں کے لوگوں کے درمیان سے توحید کی علامتیں غائب ہو کرفراموشی کاشکار ہوگئیں اور حضرت ابراہیم کی حنفیہ شریعت میں تحریف واقع ہوگئی۔پیغمبر اسلامؐ کے اجداد کی سیرت کی تحقیق

[1] تاریخ ابن کثیر،ج۲، ص۱۸۷ ۔۱۸۹؛ اور اس کا خلا صہ بلا ذری کی انساب الاشراف کی پہلی جلد کے ۲۴ صفحہ پر ملا حظہ ہو.

کے بعد بُت پرستی کے مقابلے میں ان کے موقف اور عکس العمل کو بیان کرہے ہیں ۔ **قُصیّ بن کلاب بن مرہ بن کعب** قُصیّ کے جوان اور قوی ہونے تک مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کا معاملہ خزاعہ قبیلہ کے ہاتھ میں رہا ۔ انھوں نے اپنے پراگندہ اور بکھرے ہوئے خاندان کو جمع کیا اور اپنے مادری بھائی ''دزّاج بن ربیعہ عذری'' سے نصرت طلب کی.دزاج قضاعہ کے ایسے گروہ کے ساتھ جسے وہ جمع کر سکتا تھا ان کی مدد کو آیا پھر وہ سب خزاعہ سے جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں طرف سے کثیر تعداد میں لوگ مارے گئے،نتیجہ کے طور پر ''عمرو بن عوف کنانی'' کے فیصلے پر آمادہ ہوئے.عمرو بن عوف فیصلہ کے لئے بیٹھا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ قُصیّ مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی تولیت کے لئے خزاعہ کے مقابل زیادہ سزاوار ہیں.قُصیّ نے خزاعہ قبیلہ کو مکّہ سے نکال باہر کیا اور مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی خدمت کی ذمّہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لی.اور قریش کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے قبائل کو جوکہ پہاڑوں اور درّوں میں زندگی گزار رہے تھے جمع کیا اور مکّہ کے درّوں اور اس کی دیگر زمینوں کو ان کے درمیان تقسیم کردیا ،اسی لئے اُنھیں ''مجمّع'' (جمع کرنے والا) کہتے ہیں شاعر نے اس سلسلے میں کیا خوب کہا ہے:اَبُوکُمْ قُصیّ کَانَ ےُدْعیٰ مُجْمّعا بِہٖ جَمّعَ اللّٰہُ القبائِلَ مِن فِھْرٖتمہارے باپ قُصیّ ہیں جنھیں لوگ مجمّع (جمع کرنے والا) کہتے تھے۔خداوند عالم نے ان کے ذریعہ فھر کے قبیلوں کو ایک مرکز پر جمع کر دیا ۔قُصیّ نے قریش کے قبیلوں کے لئے ''دار الندوۃ'' جیسی ایک جگہ تعمیر کی تاکہ وہاں اکٹھا ہو کر اپنے سے مربوط امور میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں.اُنھوں نے اسی طرح خانہ کعبہ کو اس کی بنیاد سے ایسا تعمیر کیا کہ ویسی تعمیر ان سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی[1] ۔ قُصیّ،بتوں کی پرستش سے شدت کے ساتھ روکتے تھے۔

قُصیّ اور بیت اللہ الحرام اور حاجیوں سے متعلق ان کا اہتمام

۱۔ ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے: قُصیّ نے سقایت (سیراب کرنے) اور رفادت (حجاج کی مدد کرنے) کی ذمّہ داری قریش کو دی اور کہا : اے جماعت قریش !تم لوگ خدا کے پڑوسی،اس کے گھر اور حرم کے ذمہ دار ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اُس کے

[1] تاریخ یعقوبی۔ ج۱، ص۲۳۸ ۔۲۴۰.

گھر کے زائر ہیں اور وہ لوگ تعظیم و تکریم کے زیادہ حق دار مہمان ہیں۔ لہذا حج کے ایام میں ان کے لئے کھانے اور پینے کی چیزیں فراہم کرو جب تک کہ وہ تمہارے علاقے سے اپنے گھروں کو نہ لوٹ جائیں۔ قریش نے بھی حکم کی تعمیل کی اور سالانہ ایک مبلغ حجاج پر صرف کرنے کے لئے الگ کر دیتے تھے اور اُسے قُصیّ کو دے دیتے تھے. قُصیّ ان مبلغوں سے مکّہ اور منی کے ایام میں لوگوں کے کھانے پینے کا بندوبست کرتے اور کھال سے حوض بناتے اور اس کو پانی سے بھرتے اور مکّہ، منی اور عرفات میں لوگوں کو پانی پلاتے تھے۔

قُصیّ کی یہ یادگار اسی طرح ان کی قوم (قریش) کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں جاری رہی یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوا اور یہ سنت آج تک اسی طرح اسلام میں باقی اور جاری ہے[1]۔

۲۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: قُصیّ نے قریش قبیلے کے افراد کو خانہ خدا کے ارد گرد جمع کر دیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو قریش سے کہا: حج کا زمانہ آگیا ہے اور میں کوئی بھی احترام واکرام عرب کے نزدیک کھانا کھلانے سے بہتر نہیں جانتا ہوں لہذا تم میں سے ہر ایک اس کے لئے ایک مبلغ عطا کرے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہو گیا.

جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا، تو آپ نے مکّہ کے ہر چوراہے پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکّہ میں بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور ایک جگہ بنائی جس میں غذا، روٹی اور گوشت رکھا اور پیاسوں کو دودھ اور پانی سے سیراب کیا اور خانہ کعبہ کی طرف گئے تو اس کے لئے کنجی اور آستانہ کا انتظام کیا[2]۔ انساب الاشراف میں مذکور ہے. قُصیّ نے کہا: اگر میری دولت ان تمام چیزوں کیلئے کافی ہوتی تو تمہاری مدد کے بغیر انھیں انجام دیتا[3]

---

[1] طبقات ابن سعد،طبع یورپ،ج۱،ص۴۲،۴۱.
[2] تاریخ یعقوبی،ج۱،ص ۲۳۹۔۲۴۱،طبع بیروت،۱۳۷۹ ھ
[3] انساب الا شراف۔۱،ص ۵۲.نکلنے کی راہ دیکھ سکیں.

۳۔ سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح مذکور ہے:جب حج کا وقت نزدیک آیا تو قُصیّ نے قریش سے کہا حج کا موقع آچکا ہے اور جو کچھ تم نے انجام دیا ہے عرب نے سنا ہے اور وہ لوگ تمہارے احترام کے قائل ہیں،اور میں کھانا کھلانے سے بہتر عرب کے نزدیک کوئی اور احترام واکرام نہیں جانتا،لہٰذا تم میں سے ہر شخص اس کام کے لئے ایک مبلغ عنایت کرے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہو گیا، جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا تو انھوں نے مکّہ کے ہر راستہ پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکّہ کے اندر بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور گوشت کا سالن تیار کیا اور میوے کے پانی سے ملا ہوا میٹھا پانی اور دودھ حجاج کو پلایا ۔ قُصیّ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ''مزدلفہ '' میں آگ روشن کی تا کہ شب میں لوگ عرفہ سے نکلتے وقت اندھیرے کا احساس نہ کر سکیں۔اُنھوں نے مکّہ کی تمام قابل اہمیت اور لائق افتخار چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیااور سقایت (سیرابی) حجاج کی مدد، کعبہ کی کلید برداری، مشاورتی اجلاس کی جگہ دار الندوہ، علمبرداری اور امارت و حکومت اپنے اختیار میں رکھی۔ ''عبد الدار'' قُصیّ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے اور ''عبد مناف'' اُن سب میں شریف ترین،اُنھوں نے شرافت کو اپنے باپ (قُصیّ) کے زمانے ہی میں اپنے سے مخصوص کر لیا تھا اور ان کی شرافت کا شہرہ آفاق میں گونج رہا تھاان کے بھائی ''مطّلب'' کا مرتبہ بھی علو مقام اور بلندی رتبہ کے لحاظ سے ان کے بعد ہی تھا اور لوگ ان دونوں بھائیوں کو بدران (دو چاند) کہتے تھے.قریش نے عبد مناف کو ان کی جود و بخشش کی وجہ سے فیّاض کا لقب دیا تھا۔

قُصیّ نے اپنے بیٹے عبد الدار سے کہا : میرے بیٹے: خدا کی قسم تمھیں تمہارے بھائیوں عبد مناف اور جناب عبد المطلب کے ہم پلّہ دوں گا،اگر چہ وہ لوگ مرتبہ کی بلندی اور رفعت کے لحاظ سے تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ قرار کوئی مرد بھی کعبہ کے اندار داخل نہیں ہو گا مگر یہ کہ تم اس کا دروازہ کھولو.تم کعبہ کے پردہ دار ہو گے قریشوں کا کوئی پرچم جنگ کے لئے اس وقت تک سمیٹا نہیں جا ئے گا جب تک کہ تم اجازت نہیں دوگے تم قریش کے علمبردار ہو۔مکّہ میں کوئی آدمی بھی تمہاری اجازت کے بغیر سیراب نہیں

ہو گا مگر یہ کہ تم پلاؤ کیونکہ سقایت کا منصب تم سے مخصوص ہے۔کوئی بھی حج کے ایام میں کچھ نہیں کھائے گا مگر یہ کہ تم اسے کھلاؤ، تم حاجیوں کے میزبان ہو. قریش کا کوئی کام قطعی اور یقینی مرحلہ تک نہیں پہونچے گا مگر یہ کہ تمہارے گھر میں، تم دار الندوہ کے ذمہ دار ہو۔ تمہارے سوا کوئی اس قوم کی رہبری نہیں کرے گا تم اس قوم کے رہبر ہو،اور یہ سارے فخرو مباہات قُصیّ کے عطا کردہ ہیں۔جب قُصیّ کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزندوں سے کہا: شراب سے پرہیز کرو[1]۔ گزشتہ مباحث میں ہم نے حضرت ابراہیمؑ کی سنت میں دو واضح اور آشکار خصوصیتوں کا درج ذیل عنوان کے ساتھ تحقیقی جائزہ لیا ہے:

ا۔ بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور انجام حج کے لئے لوگوں کو دعوت دینا اور اس کے شعائر کا قائم کرنا۔

٢۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ان کی تعظیم وتکریم کی جانب ان کی توجہ۔ان دو خصلتوں کو ہم حضرت ابراہیمؑ کی ذریت قُصیّ اور ان لوگوں میں جن کی خبریں اس کے بعد آئیں گی واضح انداز میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان دو خصلتوں کے وہ لوگ مالک تھے۔ انبیاء اور مرسلین کے اوصیاء (اُس پیغمبر کی سنتوں کا احیاء کرنے میں جس کی شریعت کی حفاظت اور تبلیغ کے ذمہ دار ہوتے ہیں. ایسے ہی ہوتے ہیں ۔لیکن یہ بات کہ قُصیّ نے اپنے دو فرزندوں کا نام (عبد مناف) اور (عبد العزی) رکھا ایک ایسا مطلب ہے کہ انشاء اللہ جناب عبد المطلب کی جہاں سیرت اور روش کے بارے میں گفتگو کریں گے وہاں اس کے بارے میں بھی بیان کریں گے۔

قُصیّ کی وفات تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: قُصیّ انتقال کر گئے اور ''حجون'' میں سپرد لحد ہوئے ان کے بعد ان کے فرزند ''عبد مناف'' نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور ریاست حاصل کی اور ان کی قدر ومنزلت بڑھ گئی اوران کے شرف ومرتبہ میں اضافہ ہوگیا[2]۔ عبد مناف بن قُصیّ سیرۂ حلبیہ اور نبوےۂ میں مذکور ہے: عبد مناف کا نام مغیرہ تھا اور پتھر پر لکھی ایک

---

[1] سیرۂ حلبیہ، ج١، ص١٣. کہ اُن میں سے بعض کا ذکر اُس کے حاشیہ سیرۂ نبویہ زینی دحلان کی تالیف میں ہوا ہے.
[2] ۔ تاریخ یعقوبی ، ج١، ص ٢٤١

تحریر ہاتھ لگی جس میں تحریر تھا قُصیّ کے فرزند مغیرہ نے تقوای الٰہی اختیار کرنے اور صلہ رحم کرنے کی وصیت کی ہے[1]۔
تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: (قُصیّ کے بعد) ''عبد مناف بن قُصیّ'' کو ریاست ملی انھوں نے بھی اپنی حیثیت اور قدر و منزلت بڑھا لی اور اپنے شرف ومرتبہ میں اضافہ کیا ۔جناب ہاشم بن عبد مناف عبد مناف کے فرزند ھاشم کانام ''عمر والعلیٰ'' تھا ۔

ا ۔ طبقات ابن سعد اور تاریخ یعقوبی میں خلا صہ کے طور پر مذ کور ہے :اپنے باپ کے بعد جناب ہاشم نے مرتبت و منزلت حاصل کی اور ان کا نام اور چرچہ شہرہ آفاق ہو گیا اور قریش نے موافقت کی کہ سقایت (سیراب کرنا)،ریاست اور رفادت (حاجیوں کی مدد کرنا) جناب ہاشم بن عبد مناف کے اختیا ر میں ہو گی جو ہم نے جرھم، خزاعہ اور قُصیّ کے بارے میں مفصل گفتگو کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہو جائے کہ جنھوں نے ابرا ہیم کے دین حنیف کو بد لا ہے وہ حضرت ابرا ہیم اور اسمٰعیل کی اولا د کے علا وہ تھے .جناب ہاشم مراسم حج کی انجام دہی کے موقع پر قریش کے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے تھے: اے قریش واالو!تم لوگ خدا کے پڑوسی او راس کے اہل خانہ ہو.اس موسم میں خدا کے زوّار تمہارے پاس آئیں گے تا کہ اُس کے گھر کی حرمت کی تعظیم کریں.وہ لوگ خدا کے مہانوں میں سے ہیں لہٰذا احترام کے زیادہ حق دار ہیں ۔

خدا نے تمھیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے اور تمھیں اسی وجہ سے بزرگ بنایا ہے خدا نے تمہاری ہمسایگی کی رعایت و نگہداشت ہر ہمسایہ سے کہیں بہتر کی اور ہر پڑوسی سے بہتر اپنے پڑوسی کو محفوظ رکھا ہے اب تم لوگ اس کے مہانوں اور زائرین کا اکرام کرو.کہ وہ لوگ الجھے ہوئے بالوں ، غبار آلود صورتوں میں ہر شہر وعلاقہ سے اونٹ پر سوار ہو کر جو کہ لاغر ہونے کے لحاظ سے تیر کی لکڑیوں کے مانند ہے راستہ سے پہنچنے ہی والے ہیں اس حال میں کہ وہ تھکے ماندے ہیں،بدبو دار، کثیف، گرد میں اٹے اور نادار لوگ ہیں لہٰذا ان کی مہانی کے لئے اٹھ کھڑے ہو اور ان کی بے نوائی اور احتیاج کو دور کرو ۔

[1] سیرۂ حلبیہ،ج١،ص ٧ اور سیرۂ بنویہ، ج١، ص ،١٧؛ سبل الھدی، ١، ٢٧۴.

جناب ہاشم نے کافی مال اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ کھال سے حوض تیار کریں اور زمزم کے پاس رکھ دیں پھر پانی سے ان کنوؤں کو پُر کر تے تھے جو مکّہ میں پائے جاتے تھے اور حاجیوں کو ان سے پلاتے تھے اور مکّہ منی، مشعر اور عرفات میں لوگوں کو غذا دیتے تھے،روٹی گوشت،گھی اورآٹا ان کے لئے فراہم کرتے تھے اور ان کے لئے منیٰ تک پانی اٹھا کر لیجاتے تاکہ وہ پئیں؛یہاں تک کہ حاجی لوگ منیٰ سے پراگندہ ہوکر اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جاتے تھے[1]۔

۲۔ کتاب سیرۂ حلبیہ و نبویۂ میں مذکور ہے:جب ذی الحجہ کا چاند نمودار ہوتا تھا تو جناب ہاشم صبح کے وقت اُٹھتے اور در کی طرف سے دیوار کعبہ سے ٹیک لگاتے اور اپنے خطبہ میں کہتے:اے قریش کی جماعت!تم لوگ عرب کے سردار ہو اور سب سے زیادہ نیک نام ہو اور سب سے زیادہ عقلمند اور تمام قبیلوں سے زیادہ شریف اور عربوں میں عرب سے رحم کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب ہو۔اے قریش کی جماعت!تم لوگ خدا وند متعال کے گھر کے پڑوسی ہو،خدا وند عالم نے تمھیں اپنی ولایت سے نوازا ہے اور تمہارے بعد اپنی ہمسائگی کو اسمٰعیل کے فرزندوں میں تم سے مخصوص کیا ہے۔اب خدا کے زائر جواس کے گھر کو عظیم سمجھتے ہیں تمہارے نزدیک آرہے ہیں وہ اس کے مہمان ہیں اور خدا کے مہمانوں کی قدر دانی کے لئے سب سے زیادہ لائق تم ہو۔

لہٰذا اس کے زائروں اور مہمانوں کی قدردانی کرو ،کہ وہ لوگ اُلجھے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ ہر شہر اور ہر علاقے سے ایسے اونٹوں پر سوارہوکر جو کہ تیر کی لکڑیوں کے مانند لاغر اور دبلے پتلے ہیں،پہنچنے ہی والے ہیں؛ لہٰذا اس کے گھرکے زائرین اور مہمانوں کی قدر دانی اور ضیافت کرو،اس کعبہ کے رب کی قسم اگر ہمارے پاس اتنا مال ہوتا کہ ان تمام امور کے لئے کفایت کرتا تو تم سے مدد نہیں مانگتے،اب میں اپنے پاک وحلال مال سے کہ جس میں قطع رحم کا شائبہ تک نہیں اور نہ ہی کوئی مال ظلم وستم سے حاصل کیا گیا ہے اور نہ اُس میں کسی حرام کی آمیزش ہے (کچھ ان امور میں مصرف کے لئے) کنارے رکھتا ہوں (جدا کرتا ہوں) اور تم میں سے

[1] طبقات ابن سعد،ج۱، ص ۴۶ ؛ تاریخ یعقوبی،ج۱،ص ۲۴۲،طبع بیروت ۱۳۷۹ ہـ ہم نے ان دونوں کی باتوں کو جمع کیا ہے .

جو ایسا کرنا چاہتاہے ایسا کرے۔تم میں سے اس گھر کی حرمت کے ذریعہ چاہتا ہوں کہ تم سے کوئی مرد بیت اللہ کے زائروں کا اکرام کرنے اور انھیں تقویت پہنچانے کے لئے حلال اور پاک مال کے سوا جدا نہ کرے؛ اُس میں ایک دنیار بھی ظلم وستم کے ذریعہ نہ لیا گیا ہو اور کسی سے قطع رحم نہ ہوا ہو اور زور زبردستی سے نہ لیا گیا ہو۔ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم کرتے ہوئے دقت سے کام لیتے ہوئے اپنے مال میں سے حلال مال کو الگ کرکے دار الندوہ میں رکھ دیتے تھے[1]۔

۳۔ انساب الاشراف اور ابن ہشام کی سیرہ اور المحبّر میں مذکور ہے(اور ہم انساب الاشراف کی بات نقل کرتے ہیں):ایک سال قریش کو قحط (خشک سالی) کا سامنا ہوا اور ان کے اموال تباہ ہوگئے اور بے چارگی وتنگدستی سب پر چھا گئی،یہ خبر جناب ہاشم کو جو کہ شام کے غزہ نامی[2] علاقے میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے پہنچی تو جناب ہاشم نے حکم دیا کہ روغنی روٹی (کیک) اور سادہ روٹی فراہم کریں ان کے دستور کے اجراء کے ساتھ ہی اس سے کہیں زیادہ چیزیں فراہم ہوگئیں،پھر انھیں تھیلوں میں رکھ کر اونٹوں پر لاد کر مکّہ کی طرف روانہ ہوگئے،جب مکہ پہونچے تو حکم دیا کہ انھیں توڑ توڑ کر سالن میں بھگو دیں اور جو اونٹ اپنے ہمراہ لائے تھے انھیں نحر کر ڈالا اور مکّہ کے رہنے والوں کو سیر کرکے انھیں گرسنگی اور بھوک سے نجات دی۔عبد اللہ ابن زبعریٰ نے اس قحط کے بارے میں جس نے مکّہ والوں کو زحمت ومشقت میں مبتلا کر رکھا تھا اس طرح یاد کیا ہے۔

عمر و العلیٰ ھشم الثّرید لقومہ و رجال مکّہ مسنتون عجاف و ھو الذی سن الرحیل لقومہ رحل الشتاء و رحلۃ الاصیاف ''عمرو علیٰ'' نے اپنی قوم کے لئے سالن دار گوشت تیار کیا،جبکہ مکّہ والے قحط سے دوچار تھے۔اُس نے اپنی قوم کے لئے کاروانی تجارت کی سنت قائم کی۔جاڑے کے کاروان اور گرمی کے کاروان کے عنوان سے۔اسی سال،تمام مکّہ والوں کو قحط نے اپنی گرفت میں لے لیا اور جناب ہاشم نے جو کچھ کیا اس سے تھوڑی ہی مدت تک ان کی فریاد رسی ہوئی،لیکن اس تاریخ کے بعد مکّہ والوں کے درمیان کچھ ایسے

---

[1] سیرۂ حلبیہ ج۱ ،ص۶ ، سیرۂ نبویہ ج ۱ ،ص۱۹

[2] انساب الاشراف۔ ج ۱ ،ص ۵۸؛ اورسیرۂ ابن ہشام، ج۱، ص ۱۴۷؛ اور المحبر، تالیف ابن حبیب، ص ۱۴۶.

بھی افراد تھے جو گرسنگی کے سامنے کوئی چارہ کار نہیں رکھتے تھے سوائے یہ کہ(اعتفاد) کریں اور ''اعتفاد'' یہ تھا کہ گھر اور خاندان کے تمام افراد صحرا کی طرف چلے جاتے تھے اور وہاں جا کر کسی سایہ میں موت کے انتظار میں بیٹھ جاتے تھے تاکہ یکے بعد دیگرے بھوک سے مر جائے اور خاندان کی کوئی فرد باقی نہ بچے۔

جناب ہاشم ابن عبد مناف نے اس نا موافق امر کے بارے میں چا رہ جوئی کی کہ اس کے بعد مکہ میں پھر کو ئی پیدا نہیں ہوا کہ جو (اعتفاد) پر مجبور ہو. داستان اس طرح ہے'':اعتفاد'' سے متعلق جناب ہاشم کی چارہ جوئی اور راہ حل. قرطبی نے ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلا صہ یہ ہے:قریش کی ایسی عادت تھی کہ اُ ن میں سے جب کو ئی بھوک سے دوچار ہوتا اور کوئی راہ چارہ نہ ہوتی تو خود اور اپنے اہل وعیال کو مشہور ومعروف جگہ پر لے جاتا اور خیمہ لگا کر وہاں قیام کر تا تا کہ سب مر جائیں۔ یہ حالت ''عمر وبن عبد مناف'' کے زمانے تک جو کہ اپنے زمانے کے سید وسردار تھے باقی رہی، عمر وکا ''اسد'' نامی ایک فرزند تھا اور وہ بنی مخزوم قبیلہ کے ایک لڑکے کا دوست تھا کہ اس کے ساتھ کھیلتا کودتا تھا اور اسے بہت دوست رکھتا تھا ۔ ایک دن اسد کے دوست نے اسد سے کہا :ہم لوگ کل ''اعتفاد'' کریں گے،اس دردناک بات کا مطلب یہ تھا کہ: ہم لوگ ایک ساتھ صحرا کی طرف جائیں گے اور ایک خیمہ کے نیچے جمع ہوجائیں گے تاکہ یکے بعد دیگرے بھوک کی شدت سے ہر ایک مرتا رہے یہاں تک کہ سب کے سب مر جائیں ۔اسد یہ بات سن کر اپنی ماں کے پاس روتا ہوا آیااور جوکچھ اس کے دوست نے کہا تھا اُس نے اپنی ماں سے کہہ سنا یا ،اسد کی ماں نے بھی ان کے لئے تھوڑآٹا اور چربی بھیجی انھوں نے چند دن اس پر گذارے پھر چند روز بعد اسد کا دوست اس کے پا س آیااور کہا :ہم لوگ کل اعتفاد کریں گے۔

اسد اس بار بھی روتا ہوا باپ کی خد مت میں پہونچا اور اپنے دوست کا واقعہ اُن سے بیان کیا .یہ بات عمروابن عبد مناف پر گراں گذری لہٰذا انھوں نے قریش کے ان افراد کو جو ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے آوازدی اور ان کے درمیان خطبہ دینے کھڑے

ہوئے اور کہا: تم لوگوں نے ایسا کام کیا ہے جس سے اپنی تعداد کم کر دی ہے جب کہ قبائل عرب کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور وہ کام تمہاری ذلت و خواری اور دوسرے عرب کی عزت کا باعث ہو رہا ہے۔ تم لوگ آدم کی اولاد میں سب سے زیادہ محترم اور حرم الٰہی کے ساکن اور رہنے والے ہو اور لوگ تمہارے تابع فرمان ہیں اور تمہاری باتیں سنتے ہیں. اور قریب ہے کہ یہ اعتقاد تمھیں ہلاک کر ڈالے اور نابود کر دے؛ قریش نے کہا: ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں؛ (یعنی جو آپ کا حکم ہو گا ہم ماننے کو تیار ہیں) جناب ہاشم نے کہا: سب سے پہلے اس مرد (اسد کے دوست کے باپ) کو کچھ دو اور انھیں اعتقاد سے بچاؤ انھوں نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا۔ پھر جناب ہاشم نے قریش کے مختلف قبیلوں کو دو تجارتی سفر کے لئے تیار کیا؛ جاڑے میں یمن کی جانب اور گرمی میں شام کی جانب اور یہ طے کیا کہ دولت مند جو فائدہ حاصل کرے اسے فقیر پر تقسیم کرے؛ یہاں تک کہ وہ فقراء مالداروں کے ہم پلہ ہوگئے۔ یہ صورت حال اسی طرح باقی رہی یہاں تک اسلام کا ظہور ہو گا۔

اس طرح سے عرب میں کوئی قبیلہ ثروت و عزت کے لحاظ سے قریش کا ہم پلہ اور ہم شان نہ ہو سکا کہ ایک شاعر قریش نے کہا: والخا لطون فقیرھم بغنیھم حتیٰ یصیر فقیرھم کالکافی ''فقیر اور دولت مند آپس میں اس طرح مخلوط ہوگئے کہ ان کے فقراء مالداروں کے مانند بے نیاز ہوگئے''۔ یہ صورت حال حضرت محمد صلیٰ اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خدا کی طرف سے مبعوث بہ رسالت ہونے تک باقی رہی۔ بلاذری نے اپنی کتاب انساب الاشراف میں قریش کے ان دونوں تجارتی قافلوں کے جناب ہاشم کے ذریعہ متحرک ہونے کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے: جناب ہاشم بن عبد مناف قریش کے تجارتی سفر کے موجد اور اس کے بانی ہیں اور اس کی داستان اس طرح ہے: جناب ہاشم نے ابتدا میں قریش کے تجارتی قافلہ کے روانہ ہونے کے لئے شام کے بادشاہوں سے امنیت اور حفاظت کی ضمانت لی کہ قریش کے تجار سالم، محفوظ اور مطمئن رہیں۔ پھر ان کے بھائی ''عبد شمس'' نے حبشہ کے حاکم سے اپنے اُن تاجروں کی حفاظت کی ضمانت جو وہاں جنس لے کر جاتے تھے، دریافت کی اور ''مطّلب ابن عبد مناف'' نے یمن کے

بادشاہ سے اور ''نوفل بن عبد مناف'' نے عراق کے حاکم سے امنیت اور حفاظت کا عہد وپیمان لیا۔اس طرح سے دو تجارتی سفر میں جاڑے کے موسم میں یمن،حبشہ اور عراق کی طرف اورگرمی کے موسم میں شام کی طرف روانہ ہوتے تھے[1]۔خداوند عالم اس سے متعلق سورۂ قریش میں اس طرح فرماتا ہے:(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لِإِیلاَفِ قُرَیْشٍ * إِیلاَفِہِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَاءِ وَالصَّیْفِ * فَلْیَعْبُدُوا رَبَّ ہٰذَا الْبَیْتِ * الَّذِی أَطْعَمَہُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَہُمْ مِنْ خَوْفٍ *)

قریش کے انس والفت کی خاطر۔

ان کی الفت جاڑے اور گرمی کے سفر میں. لہٰذا (اس دوستی کے شکرانہ کے طور پر) اس گھر کے رب کی عبادت کریں. وہ جس نے اُنھیں شدید بھوک میں سیر کیا اور انھیں زبردست خوف سے مامون و محفوظ رکھا ہے۔ عرب عربی معاشرہ اور سماج میں افتخار اور نیک نامی حاصل کرنے کی خاطر مہمانوں کی دیکھ ریکھ،ان کے اکرام اور اطعام(کھانا کھلانے) میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے،خواہ جو مال وہ اس راہ میں خرچ کرتے وہ چاپلوسی، لوٹ کھسوٹ، غصب،ربا،جوے اور اس طرح کی چیزوں سے کیوں نہ حاصل ہوا ہو۔لیکن جناب ہاشم نے اس مال سے اپنی رضایت کا اظہار نہیں کیا۔ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی خواہش تھی کہ انفاق خدا وند سبحان کی خوشنودگی اور رضا کے لئے ہونا چاہئے اسی لئے وہ خشک سالی اور گرانی کی وجہ سے بھوکوں کو سیر کرتے اور تجارتی قافلوں کو غذا ڈھونے والے قافلوں سے بدل دیتے تھے،مکہ میں وہی اونٹ جو ان کے تجارتی سامان اور اجناس ڈھوتے تھے انھیں اونٹوں کو نحر کر کے اُن سے مکہ والوں کے لئے غذا کا بندوبست کرتے تھے۔اس سے اہم یہ بات ہے کہ انھوں نے اعتقاد کے مسئلہ کو اپنی قوم کے درمیان سے ہمیشہ کے لئے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔اور اس سے بھی اہم یہ بات ہے کہ انھوں نے قریش کے لئے تجارتی قافلے تشکیل دئیے اور آباد اور مملو(جہاں آبادی زیادہ ہو) جگہوں کی طرف روانہ کیا.اور چونکہ تجارتی قافلوں کے لئے جزیرۃ العرب میں حرمت والے مہینوں کے علاوہ روانہ ہونا عرب کے مختلف قبائل کی غارت گری اور لوٹ مار کی وجہ سے ناممکن تھا. (کیو

---

[1] انساب الاشراف، بلاذری ، ج١، ص ٥٩.

نکہ ان کی عادت ہو چکی تھی کہ ہر مسافر اور مال پر حملہ کریں اور غارت گری اور لوٹ مچائیں). اس لئے جناب ہاشم اور ان کے بھائیوں نے شام، ایران، حبشہ اور ان عربی قبیلوں کے سرداروں سے عہد وپیمان لیا جن کی سرزمین سے قافلے گذرتے تھے۔ اس طرح سے وہ گرمی میں شام اور ایران کی طرف اور جاڑے میں یمن اور افریقا کی جانب تجارتی سفر کرتے ایسی چیز کی اختراع وایجاد عرب اور غیر عرب کی تاریخ میں کبھی نہیں پائی گئی. حتیٰ کہ حاتم جیسے جوانمرد، سخی وجواد انسان نے بھی ایسے کاموں کا اقدام نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور نے ایسا کیا کہ جس کی سخاوت اس سے کم یا زیادہ رہی ہو۔ جناب ہاشم بن عبد مناف اپنی قوم کے اقتصادی، معاشی اور اُخروی معاملہ میں اپنے ان کارناموں کی وجہ سے اپنی قوم کے پیشرو شمار ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ خدا وند عالم پیغمبروں کو لوگوں کے معاش اور معاد سے متعلق امور کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ انھوں نے اپنے دور اور اپنے بعد والے دور میں مکّہ والوں کو عرب کے لوگوں میں سب سے زیادہ مال دار بنا دیا۔

جناب عبد المطلب بن جناب ہاشم[1]۔ سیرۂ ابن ہشام اور تاریخ طبری جیسی کتابوں میں بطور خلاصہ یوں نقل کیا گیا ہے: ''جناب عبد المطلب'' کی ماں نے سر میں سفید بال کی وجہ سے ان کا ''شیبہ'' نام رکھا تھا[1]۔ لیکن جس وقت ان کے چچا (مطلب) مدینہ گئے اور انھیں ان کی ماں سے لے کر مکّہ واپس آئے، چونکہ آپ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا تو قریش نے انھیں دیکھ کر یہ خیال کیا کہ وہ بچہ جناب عبد المطلب کا غلام ہے۔ اس وجہ سے ان کا نام ''عبد المطلب'' رکھا اور یہی نام ان کے اصلیٰ نام کی جگہ مشہور ہوگیا۔ یہیں سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ پیغمبر اکرم اسلام صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض آباء واجداد کی نام گذاری اسی طرح سے ہوئی ہے۔ جیسے ''جناب ہاشم'' چور کرنے والے کے معنی میں ہے کہ یہ نام انھیں مکّہ میں قحط سالی کے زمانے میں اپنی قوم کے بے نوا افراد کے لئے سالن دار گوشت میں روٹی چور چور کرنے کی وجہ سے دیا گیا ہے اور ان کا اصلی نام ''عمر والعلیٰ'' تھا جو

---

[1] عبد المطلب کی سوانح حیات جاننے کے لئے ابن ہشام کی سیرہ کی پہلی جلد،ص ۱۴۵. اور تاریخ طبری، ج۲، ص۳۳۵۔ ۳۳۶، طبع بیروت، دارالفکر، ملاحظہ ہو. اور ایک شاعر نے شعر کے جناب عبد المطلب کو شیبۃ الحمد کہا ہے،جیسا کہ ص ۲۹۶ پر ملاحظہ کریں گے

فراموشی کی نذر ہوگیا[1]۔یا ''عبد مناف''کانام دراصل مغیرہ تھا کہ قریش نے انھیں عبد مناف کہا ہے[2]یا قُصیؔ کو مجمع کہتے تھے کیونکہ انھوں نے قریش کو مکّہ میں جمع کیا تھا[3]۔ ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:قریش میں جناب عبد المطلب چہرہ کے اعتبار سے حسین ترین،جسم کے لحاظ سے بہترین، نہایت خوبصورت ڈیل ڈول کے مالک، حلم و بردباری کے اعتبار سے سب سے زیادہ صابر اور جود وبخشش کے اعتبار سے سب سے زیادہ کریم اور جواد انسان تھے۔وہ لوگوں میں ایسے امور سے بہت دور تھے جو لوگوں میں بدنامی اور فساد کا باعث ہوتے ہیں وہ نہایت خدا پرست انسان تھے۔ظلم اور ناپسندیدہ افعال کو ناپسند کرتے تھے.کوئی بادشاہ ایسا نہیں تھا جو انھیں دیکھے اور ان کا احترام نہ کرے اور ان کی خواہشوں کو پورا نہ کرے اور جب تک وہ زندہ رہے قریش کے آقا و مولا رہے[4]۔

۳۔مروج الذھب میں مذکور ہے:جناب عبد المطلب بن ہاشم ایک خدا شناس اور توحید کا اقرار کرنے والے اور وعدۂ روز جزا (قیامت) کے معترف انسان تھے اور انھوں نے سماج کے غلط رسم ورواج کو ترک کردیا تھا،وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے مکّہ میں لوگوں کو خوش ذائقہ پانی پلایا[5]۔چاہ زمزم کی کھدائیتاریخ طبری اور سیرۂ ابن ہشام میں (کہ ہم اس بات کو انھیں مصادر سے ذکر کررہے ہیں) ابن اسحق سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام علیؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:جناب عبد المطلب نے کہا: میں حجرِاسماعیل میں سویا ہوا تھا کہ اس عالم میں کوئی شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے:طیبہ[6]کی کھدائی کرو۔میں نے سوال کیا طیبة کیا ہے؟پھر یہ موضوع میرے ذہن سے نکل گیا،دوسرے دن اسی جگہ میں سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آکر کہتا ہے:کنواں کھودو۔میں نے پوچھا کون سا کنواں؟پھر موضوع میرے ذہن سے نکل گیا.جب تیسرے دن پھر اسی جگہ پر سویا ہوا تھا کہ

---

[1] اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حا لات زندگی میں ملاحظہ ہو۔
[2] اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حا لات زندگی میں ملاحظہ ہو.
[3] اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو .
[4] طبقات ابن سعد،ج۱ ص ۵۰۔۵۱؛ طبع یورپ
[5] مروج الذھب ،مسعودی،ج۲،ص ۱۰۳، ۱۰۴.
[6] طاب طیّبة: پاکیزہ ہوگیا، اچھا ہوا ، لذیذ ہوگیا.

پھر وہی شخص آتا ہے اور کہتا ہے: مضنونہ[1] کی کھدائی کرو!میں نے سوال کیا مضنونہ کیا ہے؟اور وہ چلا گیا اور جب میں چوتھے دن بھی اسی جگہ سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آیا اور بولا:زمزم کی کھدائی کرو.میں نے پوچھا زمزم کیا ہے؟اُس نے کہا: ایسا کنواں جس کا پانی کبھی تمام نہیں ہوگا اور انتہا کو نہیں پہونچے گا اور کبھی سوکھے گا نہیں اور تم اس پانی سے حاجیوں کو سیراب کروگے۔

اُس کی جگہ خون اور سرگین کے درمیان ہے[2] جہاں سرخ چونچ والا کوّا زمین پر چونٹیوں کے آشیانوں کے نزدیک چونچ مارے گا۔ابن اسحق سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:جب کوّے کی ماموریت جناب عبد المطلب پر واضح ہوئی اور کنویں کی جگہ کی جانب راہنمائی ہوئی اوراطمینان ہوگیا کہ بات صحیح ہے.دوسری صبح کدال اٹھائی اور اپنے بیٹے حارث کو کہ اس وقت تک ان کے علاوہ ان کا کوئی اور بیٹاپیدا نہیں ہوا تھا،اپنے ہمراہ لے گئے اور کھدائی شروع کر دی.جب کنویں کا حلقہ (دائرہ) نمایاں ہوگیا تو جناب عبد المطلب نے تکبیر کہی اور قریش کو معلوم ہوگیاکہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں۔لہٰذا اُن کے پاس جا کر بولے: اے جناب عبد المطلب!یہ کنواں ہمارے باپ اسمٰعیل کا ہے اور ہمارا بھی اس میں ایک حق ہے ہمیں بھی اس میں اپنا شریک قرار دو۔جناب عبد المطلب نے کہا:میں ایسا کام نہیں کر سکتا،یہ کنواں صرف ہم سے مخصوص ہے اور تم لوگوں کے درمیان صرف ہمیں دیا گیا ہے۔ان لوگوں نے کہا:اُسے ہم سب میں تقسیم کرو ورنہ ہم تمھیں اُس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ تم سے ہم لوگ جنگ وجدال نہ کریں۔جناب عبد المطلب نے کہا:اگر ایسا ہے تو ہمارے اور اپنے درمیان اپنی مرضی کے مطابق کوئی حَکَم انتخاب کرو تاکہ وہ ہمارے درمیان قضاوت کرے۔انھوں نے کہا:بنی سعدِ ھذیم کی کاہنہ[3] آپ نے کہا: بہتر ہے۔

---

[1] الضنّ الضنّۃ: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے بارے میں بخل کیا جا تا ہو اور اُسے کسی کو نہ دیتے ہوں ،زمزم کو مضنونہ کہتے ہیں اس لئے کہ اُس سے مومن افراد کے علا وہ کسی کو پلانے سے بخل کر تے ہیں اور منا فق اس سے سیر اب نہیں ہوتا ، مضنو نہ گرانبہا اور قیمتی شئ کو کہتے ہیں.

[2] خون اور سرگین (گوبر) کے درمیان ایک مقام تھا جہاں وہ لوگ اپنے خدا کے لئے قربانی ذبح کرتے تھے اور اسی سے قریب چیونٹیوں کا آشیانہ بھی تھاصبح کے وقت جناب عبد المطلب خانہ خدا کی طرف گئے اسی وقت سرخ چونچ والا کوّا زمین پر بیٹھا اور جہاں بیٹھا تھا اُ سی جگہ چونچ ماری اس طرح سے جناب عبد المطلب چاہ زمزم کی جگہ سے آشنا ہوئے.

[3] اُس کا ھنہ کا نام تاریخ طبری میں اسی طرح ہے ،لیکن باقی دیگر منابع ومآخذ میں اس کانام '' سعد بن ھذیم'' لکھا گیا ہے، یہ نام غلط اور تحریف شدہ ہے کیو نکہ ھذیم کا ھنہ کا باپ نہیں تھا بلکہ اس کے باپ کے بعد اس کی سر پر ستی اس کے ذمّہ تھی لہٰذا کا ھنہ ھذیم کے نام کے ساتھ پہچانی جاتی ہے

یہ کاھنہ شام کی بلندیوں کی طرف سکونت پذیر تھی ۔ پھر اُس کے انتخاب کے بعد جناب عبد المطلب عبد مناف کی اولاد میں سے اپنے چند اہل خاندان کے ساتھ اور قریش کے دیگر قبائل سے چند افراد کے ساتھ سوار ہوئے اور روانہ ہوگئے ۔ راوی کہتا ہے: ان کا گذر بے آب و گیاہ اور شورہ زار زمینوں سے تھا.ابھی حجاز اور شام کے درمیان کا کچھ حصہ ہی طے کیا تھا کہ جو پانی جناب عبد المطلب اور ان کے ساتھی لئے ہوئے تھے تمام ہوگیا اور سخت پیاس کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ موت کا یقین ہوگیا ۔

ان لوگوں نے قریش کے قبیلوں سے پانی طلب کیا تا کہ پیاس بجھائیں لیکن انھوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا : ہم بیابان میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو مصیبت تم پر پڑی ہے اسی مصیبت کا خطرہ ہم لوگ اپنی جان کے لئے بھی محسوس کر رہے ہیں ۔ جب جناب عبد المطلب نے اپنے قریشی ساتھیوں کی خسّت و پست ذہنی دیکھی، تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کے لئے خوفزدہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا : تم لوگ کیا بہتر سمجھتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا : ہم لوگ آپ کی رائے کے تابع ہیں جوآپ کا حکم ہو گا ہم انجام دیں گے ۔ جناب عبد المطلب نے کہا : میری رائے یہ ہے کہ ہم میں ابھی ہر ایک قوی اور بحال ہے اپنے لئے ایک گڑھا کھودے اور ہم میں سے جب کوئی مر جائے تو دوسرے لوگ اسے گڑھے میں ڈال کراس کے اوپر مٹی. ڈال دیں یہاں تک کہ صرف ایک آدمی بچے گا ایسی صورت میں ایک آدمی کا ضایع ہونا سب کے ضایع ہونے سے بہتر ہے ۔ جناب عبد المطلب کے ساتھیوں نے کہا آپ کا فرمان اور دستور بہتر اور بجا ہے.پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے لئے ایک گڑھا کھودا اور اس کے کنارے بیٹھ گیا، سبھی پیاس سے مرنے کا انتظار کرنے لگے. پھر کچھ وقفہ کے بعد جناب عبد المطلب نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کر کے کہا : خدا کی قسم ہم اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ عاجزی اور ناتوانی کے باعث اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاک کر ڈالیں ۔ خدا سے بعید نہیں ہے کہ اس سرزمین میں کسی جگہ ہمارے لئے پانی کا انتظام کر دے.اٹھو اور حرکت کرو ۔ ساتھیوں نے حکم کی تعمیل کی اور روانہ ہوگئے یہاں تک کہ سبھی، قبیلہ قریش کے افراد سے آگے ہوگئے اور قریشیوں نے ان کا نظارہ کرنا شروع کیا کہ دیکھیں کیا

کرتے ہیں ۔جناب عبد المطلب اپنے اونٹ کے قریب گئے اور سوار ہوگئے جیسے ہی اپنی سواری کو حرکت دی اس اونٹ کے قدم کے نیچے خوشگوار پانی کا چشمہ جاری ہو گیا ۔جناب عبد المطلب نے تکبیر کہی اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی پھر اتر کر خود اور ان کے ساتھیوں نے اُس پانی سے اپنے آپ کو سیراب کیا اور اپنی مشکوں کو بھی پانی سے بھر لیا ۔جناب عبد المطلب نے اس کے بعد قریش کے افراد کو آواز دی اور کہا :پانی کے نزدیک آؤ کہ خدا وند عالم نے ہمیں سیراب کیا ہے۔وہ لوگ آگئے اور پانی نوش کیا اور اپنے برتنوں کو بھی پانی سے بھر لیا اور اس وقت کہا : اے عبدالمطلب! خدا وند عالم نے تمہارے فائدہ کی خاطر ہمارے بر خلاف حکم کیا ہے ،خدا کی قسم ہم زمزم کے معاملہ میں تم سے کبھی جھگڑا نہیں کریں گے جس ذات نے تمھیں اس چٹیل میدان میں پانی دیا ہے،اسی نے تمھیں زمزم بھی عنایت کیا ہے.سرفراز اور کامیاب اس کی طرف لوٹ جاؤ۔ جناب عبد المطلب اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس ہوگئے اور اُس کاہن عورت کے پاس نہیں گئے اور اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا ۔

ابن اسحق کہتا ہے: یہ ایک ایسی چیز ہے جو حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی گفتگو سے ہم تک زمزم کے بارے میں پہونچی ہے[1]۔ یعقوبی نے تحریر فرمایا ہے:جب حبشہ کا بادشاہ ابرھہ کعبہ کوڈھانے کی غرض سے اپنے ہاتھی سواروں کے ساتھ مکہ آیا،قریش پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار ہوگئے جناب عبد المطلب نے ان سے کہا : کاش ہم لوگ اکٹھا اور ایک قوت ہوتے اور اس فوج کو خانہ خدا سے بھگادیتے ۔انھوں نے کہا : اس کے مقابل ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔اس لئے جناب عبد المطلب حرم میں باقی رہے اور کہا :میں خدا کے گھر سے باہر نہیں جاؤں گا اور خدا کے علاوہ کسی سے پناہ نہیں مانگوں گا ۔

ابرھہ کے سپاہیوں نے جناب عبد المطلب کے اونٹوں کو پکڑ لیا.جناب عبد المطلب ابرھہ کے پاس گئے جب انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی،تو ان لوگوں نے ابرھہ سے کہا عرب کے سید و سردار،قریش کے بزرگ، لوگوں میں معزز انسان تمہارے پاس آئے

---

[1] سیرۂ ابن ہشام، ج۱ ، ص ۱۵۴ -۱۵۵. طبع مبطع حجازی، قاھرہ، ۱۳۵۶ ھ.

ہوئے ہیں۔آپ اُس کے پاس گئے،ابرھہ نے ان کا احترام واکرام کیا اور جمال و کمال اور ان میں پائی جانے والی شرافت کی بناء پر انھوں نے اُس کے دل میں جگہ بنا لی،اس نے اپنے مترجم سے کہا :جناب عبد المطلب سے کہو: تم جو چاہتے ہو درخواست کرو۔جناب عبد المطلب نے کہا:اپنے ان اونٹوں کو تم سے مانگتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں نے پکڑ لیا ہے۔ ابرھہ نے کہا:تم کو دیکھنے کے بعد میں نے، تمھیں ایک جلیل القدر، عظیم المرتبت انسان خیال کیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں تمہاری عظمت وشرافت، شان وشوکت کو درہم برہم کرنے آیا ہوں اور تم مجھ سے میرے واپس جانے کا مطالبہ نہیں کرتے کہ واپس چلا جاؤں اور کعبہ کو اس کے حال پر چھوڑدوں، ایسے میں تم مجھ سے اپنے اونٹوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟! جناب عبد المطلب نے جواب دیا:میں ان اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ منہدم کر دو گے اس کا بھی ایک مالک ہے کہ تم کو اس کام سے روک دے گا۔ابرھہ نے جناب عبد المطلب کے اونٹوں کو واپس کردیا اور ان کی باتوں سے اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔

جب جناب عبد المطلب ابرھہ کے پاس سے واپس آئے اپنے فرزندوں اور ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور کعبہ کے دروازہ تک گئے اور اُس سے لپٹ کر بولے: لھم!ان تعف فانھم عیالک[1] یا ربّ انّ العبد یمنعُ رحلہُ فامنع رحالک لایغلبن صلیبھم و محا لھم ابداً محالک''ابرھہ نے ہمیں نابود کرنے کا ارادہ کیا ہے.خدایا اگر تو نے انھیں معاف کر دیا تو وہ تیرے عیال ہیں....خدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے،لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر. کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب اور اُن کی طاقت از روی ظلم وبیداد تیری طاقت پر غالب آجائے''۔کہ خداوند عالم نے ابابیلوں کا لشکر اُس سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا[2]۔ بحار الانوار میں خلاصہ کے ساتھ اس طرح مذکور ہے:جناب عبد المطلب نے اپنے بیٹے جناب عبد اللہ کو بھیجا تا کہ ابرھہ کے

---

[1] ہم نے یعقوبی کی باتوں کا خلا صہ اس کی تاریخی کتاب کی ج۱، ص ۲۵۰۔ ۲۵۴ سے ذکر کیا ہے، یہ خبر دوسرے لفظوں میں سیرۂ ابن ہشام کی پہلی جلد کے ۵۴اور ۱۶۸ صفحہ اور طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج۱، ص ۲۸ ۔۵۶ پر بھی مذکو ر ہے.
[2] مروج الذھب مسعودی، ج۲، ص ۱۰۵؛ سیرۂ ابن ہشام، ج۱، ص ۵۱.

سپاھیوں کی خبر لائے،پھر اس وقت خود خانہ خدا کی طرف گئے اور سات بار اس کا طواف کیا،پھر صفا و مروہ کی جانب رخ کیا اور وہاں کی بھی سات بار سعی کی۔

جناب عبد اللہ ابو قبیس نامی پہاڑ پر چڑھ گئے اور دیکھا کہ پرندوں (ابابیل) نے ابرھہ کے لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے. لہٰذا واپس آئے اور اس کی خوشخبری اپنے باپ کو دی۔جناب عبد المطلب بیٹے کی خبر سن کر باہر آئے اور کہہ رہے تھے:اے مکہ والو!دشمن کے پڑاؤکی طرف غنائم حاصل کرنے جاؤ۔لوگ دشمن کی پڑاؤ کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ ابرھہ کے سپاہی ٹوٹے پھوٹے تختوں کے مانند درہم برہم ہو کر ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں.سارے پرندوں کی چونچ اور چنگل میں تین سنگر یزے تھے کہ ہر ایک سے اس لشکر کے ایک ایک سپاہی کی حالت تباہ کر رہے تھے جب سب کو تباہ کر ڈالا تو واپس چلے گئے.ایسی چیز کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھی تھی اور نہ بعد میں۔جب سارے سپاہی ہلاک ہوگئے،جناب عبد المطلب کعبہ کی طرف واپس آئے اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا :یا حابس الفیل بذی المغمس حبسته کأ نّہ مکوّسفی مجلس تزھق فیہ الأنفس ''اے وہ ذات جس نے ہاتھی کے لشکر کو ذی مغمس[1] نامی جگہ پر روک دیا.اسے اس طرح روک دیا کہ گویا سر نگو ہو گیا تھا،وہ ایسے مخمصہ میں گرفتار ہوگیا جس میں جان نکل جاتی ہے''۔پھر واپس آئے اور حبشہ کے سپاہیوں سے قریش کے فرار کرنے اور ان کی بے تابی کے بارے میں کہا :طارت قریش اذرأت خمیساً فظلت فرداً لا أریٰ أنیساً و لا أحسّ منھم حسیساً الاّ اخاً لی ما جداً نفیساً مسوّداً فی اھلہ رئیسا[2] ''جب قریش کی ابرھہ کے لشکر پر نظر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار ہوگئے اور میں تن تنہا بے ناصر و مددگار رہ گیا حتی کہ ان کی دھیمی آواز بھی میں نے نہیں سنی، سوائے ایک بھائی کے جو میرا تھا،وہ عظیم اور نیک انسان تھا.وہ اپنے اہل (اور قوم) کے درمیان سید و سردار،صاحب فضل و شرف اور عظیم المرتبت انسان ہے''۔

---

[1] ذی مغمس مکہ سے نزدیک طا ئف کے راستہ پر ایک مقام ہے،معجم البلدان
[2] حار الانوار، ج۱۵، ص ۱۳۲، مجالس شیخ مفید کی نقل اور شیخ طوسی کے فرزند کی امالی کی نقل کے مطابق ص ۴۹ اور ۵۰.

معسودی کی مروج الذھب میں مذکور ہے:جس وقت خدا وند سبحان نے ابرھہ اور اُس کے لشکر کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا (اور انھیں نیست ونابود کر دیا)اس وقت جناب عبد المطلب نے اس طرح شعر ارشاد فرمایاان للبیت لربًا ما نعًا من یردہ بأثامٍ یصطلم (گھر کا روکنے والاایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف برا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)رامہ تبّع فی من جند ت حمیر و الحی من آل قدم[1] (تبع انھیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی،اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)فانثنیٰ عنہ و فی او داجہ جارح امسک منہ بالکظم (کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن میں کچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔ قلت و الأشرم تردی خیلہ اِن ذا الاشرم غرّ بالحرم (اور اس کان کٹے (ابرھہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا تھا میں نے کہا :بیشک یہ گوش بریدہ (کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔ نحن آل اللّٰہ فی ما قد مضی لم یزل ذاک علی عھد اِبرھم (ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔ نحن دمّرنا ثمودًا عَنوۃ ۔ثم عادا قبلھا ذات الارم(ہم نے ثمود کی سختی کے ساتھ گو شمالی کی اور انھیں ہلاک کر ڈالا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو) نعبد اللّٰہ وفینا سُنّۃ صلۃ القربیٰ وایفاء الذمم (ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔

لم تزل للّٰہ فینا حجۃ یدفع اللّٰہ بھا عنّا النقم (ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کر تا ہے)۔

اشعار کی تشریح

۱۔آثام :گناہ اور اسی طرح گناہوں کی سزا کو بھی کہتے ہیں۔

۲۔یصطلم :اصطلمہ وصلمہ الدھرا والموتُ اوالعدُو :انھیں بے چارہ کردے،انھیں نابود کرے۔

[1] ایک دوسرے نسخہ میں۹۲۴۹۲۴ من آل قرم،، ذکر ہوا ہے.

۳۔تبّع :یمن کے بادشاہوں کو کہا جاتا ہے، جس طرح روم کے بادشاہوں کو قیصر اور ایران کے بادشاہوں کو کسریٰ کہا جاتا ہے اور وہ تبّع حِمیرؔ کہ جس نے خانۂ کعبہ کے ساتھ برا قصد کیا تھا انھیں میں سے ایک تھا۔

۴۔جارح:زخم۔

۵۔کظم:سانس کی نالی۔

٦۔اشرم:کان یا ناک کٹا ہوا (یعنی وہ شخص جس کا کان یا ناک شگافتہ ہو) اور حضرت عبد المطلب کے کلام سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابرھہ ایسا ہی تھا۔

۷۔تردیٰ:ہلاکت میں ڈال دے۔

۸۔غُرّ: غرَّ غرّا وغروراً : اسے دھوکہ دیا، اسے مجبور کیا کہ وہ ایک باطل چیز کی خواہش کرے،ایسا شخص مغرور اور فریب خوردہ ہے۔۹۔ابُرھَم :ابراہیم ہے کہ ضرورت شعری کی بناء پر مخفف ہوگیا ہے۔

۱۰۔عنوۃ:اخذ الشئ عنوۃً :یعنی کوئی چیز زبردستی اور مجبور کر کے لینا۔

۱۱۔ایفاء الذمم:عہد کا وفا کرنا یعنی ہم ذریت حضرت ابراہیمؑ کے درمیان صلۂ رحم اور وفاء عہد کا رواج عام رہا ہے۔یا ہمارے درمیان آل اللہ یعنی انبیاء جیسے ہود،صالح اور ابراہیم تھےاور یہ کہنا بجا ہے کہ جناب عبد المطلب نے لفظ ''فینا '' سے دونوں گروہ کو نظر میں رکھا ہے ۔کیونکہ حضرت ابراہیم کی ذریت میں آل اللہ اور اس کی حجتیں رہی ہیں،جیسا کہ حضرت ابراہیم سے پہلے انبیاء تھے جیسے ہود اور صالح ۔جناب عبد المطلب ان اشعار میںیہ فرماتے ہیں کہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو ہر اس شخص کو روکے گا جو گناہ کے ارادے سے اس کی طرف قدم بڑھائے گا اور اسے مسمار کرنا چاہے گا ۔اسی طرح ان اشعار میں تبع حمیری کا تذکرہ کرتے ہیں

کہ جس نے خانہ خدا پر دست درازی کی، پھر بات کو ابرھہ تک لے جاتے ہوئے فرماتے ہیں: جب اُس کان کٹے یا ناک کٹے شخص نے خانہ خدا پر حملہ کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: یہ کان کٹا حرم کے ساتھ تجاوز کرنے میں بہت زیادہ مغرور اور فریب خوردہ ہے۔
جناب عبد المطلب اس مطلب کے ذکر کے بعد خبر دیتے ہیں کہ خود ان کا اور ان کے آباء و اجداد کا سلسلہ حضرت اسمٰعیل کی ذریت سے ہے اور حضرت ابراہیم کے زمانے ہی سے وہ آل اللہ ہیں، جس طرح ہود اور صالح جیسے لوگ آل اللہ تھے؛ یہ ہوداور صالح ایسے آل اللہ ہیں جنھوں نے قوم عاد (ارم شہر والوں) اور اس کے بعد قوم ثمود کو اکھاڑ پھینکا ہے۔ خدا وند عالم نے ابرھہ کی داستان اپنی کتاب قرآن کریم میں اس طرح بیان کی ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیمُ (اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِأَصْحَابِ الْفِیلِ * اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیلٍ * وَاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْراً اَبَابِیلَ * تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّیلٍ * فَجَعَلَهُمْ کَعَصْفٍ مَأْکُولٍ) بخشنے والے اور مہربان خدا کے نام (اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟! کیا ان کے مکر و حیلہ کو بیکار نہیں کیا؟! اور ان کے ہلاک کرنے کے لئے ابابیل پرندوں کو بھیجا. انھیں کھرنجوں کی کنکریاں مار رہے تھے. پھر انھیں چبائے ہوئے بھوسے کے مانند بنا دیا۔ اسی طرح خدا وند عالم نے جناب عبد المطلب کی تعبیر میں قوم ثمود اوراُن کے صالح آل اللہ سے مقابلے کے متعلق اس طرح خبر دی ہے: (وَاِلیٰ ثَمُودَ اَخَاهُمْ صَالِحاًقَالَ یَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهُ... *قَالُوا یَاصَالِحُ قَدْ کُنْتَ فِینَا مَرْجُوّاً قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا یَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِی شَکٍّ مِمَّا تَدْعُونَا اِلَیْهِ مُرِیبٍ*قَالَ یَا قَوْمِ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلیٰ بَیِّنَةٍ مِنْ رَبِّی وَآتَانِی مِنْهُ رَحْمَةً... *فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صَالِحاً وَالَّذِینَ آمَنُوا مَعَهُ... *وَ أَخَذَ الَّذِینَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِی دِیَارِهِمْ جَاثِمِینَ * ...اَلَا بُعْداً لِثَمُودَ[1]) ہم نے صالح پیغمبر کو قوم ثمود کی طرف بھیجا. صالح نے کہا: اے میری قوم! اُس خدا کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے... (قوم نے) کہا: اے صالح! تم اس سے پہلے ہمارے درمیان امید کا مرکز تھے. کیا تم ہمیں اس کی پرستش سے روکتے ہو جس کی ہمارے آباء واجداد نے عبادت کی ہے؟ ہم اس چیز سے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو سخت بد گمان ہیں. صالح نے

[1] سورۂ ہود، آیت، ۶۱ تا ۶۳، ۶۶ اور ۶۸

کہا :اے میری قوم!اگر ہم اپنے دعویٰ پر خدا کی طرف سے ایک دلیل اور معجزہ رکھتے ہیں اوراُس سے مجھے ایک رحمت ملی ہو تو اس وقت تمہاری کیا رائے ہوگی؟ جب ہمارے قہر کا حکم پہنچا تو ،صالح اور وہ لوگ جو ایمان لائے تھے ان کو ہم نے نجات دی....اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور صبح کے وقت اپنے دیار میں(ہمیشہ کے لئے) بے حس وحرکت پڑے رہ گئے.... آگاہ رہو کہ ثمود رحمت خداوندی سے دور ہیں۔اسی طرح ان کے اخبار اور حکایات قرآن کریم میں دوسری جگہ ٢٧ مقام پر ذکر ہوئی ہیں[1](٢)پھر اس کے بعد جناب عبد المطلب اپنی گفتگو میں خبر دیتے ہیں: ثمَّ عاداً قبلها ذات الارم ۔ قوم عاد کہ انھیں خدا وند عالم نے ہلاک کر ڈالا جو کہ قوم ثمود سے پہلے زندگی گذار رہے تھےآپ کی یہ گفتگو سورۂ اعراف کی ٦٥ ویں تا ٧٤ ویں اور سو رہ ہود کی ٥٠ویں تا ٦٨ ویں آیات سے یا دیگر سوروں میں جو بیان ہوا ہے اس سے مطابقت رکھتی ہے[2]۔اسی طرح انھوں نے شہر ارم کو قوم عاد سے متعارف کرایا ہے،یہ بات خدا وند عالم کی سورۂفجر کی چھٹی تا نویں آیات سے مطابقت رکھتی ہے:(اَلَمْ تَرَکَیفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ *اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ * الَّتِی لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِیْ الْبِلاَدِ* وَ ثَمُودَ الَّذِینَ جَابُوْاالصَّخْرَ بِا لْوَادِ)(اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا ؟! شہر ارم میں جو کہ بلند وبالا اور عالی شان محلوں والا تھا ؟ !ایسا شہر کہ جس کا مثل دوسرے شہروں میں نہیں پیدا ہوا.اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی میں پتھروں کو کاٹ کر اپنے لئے پتھروں سے قصر تعمیر کرتے تھے؟!

اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبد المطلب کا شعر قرآن کریم میں مذکور پیغمبروں اور ہلاک شدہ امتوں کی خبروں سے مطابقت رکھتا ہے۔وہ جہاں پر اپنے اجداد کی توصیف کرتے ہیں اور انھیں اللہ کے نبیوں کی ردیف میں،پسندیدہ اخلاق، جیسے صلہ رحم اور عہد کے وفا کرنے والی صفت سے متصف ہونے کی بناء پر، قرار دیتے ہیں، وہیں ان کی بات کی سچائی ان کے اجداد کی سیرت کے

[1] لفظ ثمو د کے لئے الفاظ قرآن کر یم سے متعلق المعجم المفہرس ملاحظہ ہو
[2] لفظ عاد کے لئے الفاظ قرآن کریم سے متعلق المعجم المفہرس ملا حظہ ہو.

بارے میں ثابت ہوجاتی ہے، جو کہ گزشتہ فصلوں میں مفصل طور پر بیان کی گئی ہے۔اور آپ کی یہ بات کہ: وہ لوگ حضرت ابراہیم کے زمانے سے ہی آج تک آل اللہ اور خدا پرست ہیں اور خدا وند عالم ہمیشہ ان کے ذریعہ (یعنی جن لوگوں کو وہ آل اللہ اور حجت خدا کے عنوان سے متعارف کرتے ہیں) برائی اور ناگوار چیزوں کو دور کرتا ہے، یہ ایک ایسا مطلب ہے جو صحیح اور درست ہے.کیوں کہ ان کے خدا پرست ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہیں کرتے اور ہم ان کی بات کی صداقت کو اس بات سے درک کرتے ہیں کہ پیغمبر کے آباء واجداد میں حضرت اسمٰعیل تک کسی کو ایسا نہیں پایا کہ بُت کو سجدہ کیا ہویا بُت کے لئے قربانی کی ہو،یا بت کے نام پرحج کا تلبیہ کہا ہو یا بت کی قسم کھا ئی ہو یا بت کی کسی بیت یا کسی شعر میں مدح وستائش کی ہو،بلکہ ان تمام موارد میں بر عکس دیکھا ہے کہ انھوں نے خدا کا سجدہ کیا ہے اور خدا سے تقرب حاصل کرنے کے لئے قربانی کی ہے اور خداوند عالم کی قسم کھائی اور اُس کی تعریف وتوصیف کی ہے.اس لحاظ سے حضرت عبد المطلب کی بات کا صادق ہونا روشن وآشکار ہے۔رہی ان کی یہ بات کہ ان کے درمیان ہمیشہ خدا کی کوئی حجت رہی ہے، تو اس کے متعلق یا یہ کہیں کہ پروردگار عالم نے اپنے گھر کے ساکنوں کو مکّہ میں کہ جسے ام القری کہتے ہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے یعنی اس ام القریٰ اور اس کے اطراف میں رہنے والے اور وہ لوگ جوحج ادا کرنے کے لئے اس کے محترم گھر کی طرف آتے ہیں پانچ سو سال سے زیادہ مدت تک انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے اور کسی ایسے شخص کو جس کے پاس شریعت اسلام وہ لوگ حاصل کر سکیں ان کے درمیان قرار نہیں دیا ہے کہ اس بات کا غلط ہونا واضح اور آشکار رہے؛اور ہم نے اس کتاب کی ربوبیت کی بحث میں تشریح کی ہے کہ پروردگار عالم اس طرح کی چیزوں سے منزہ اور مبرا ہے۔

یا یہ کہیں کہ:پروردگار عالم نے مسلسل نسلوں کو پانچ سو سال سے زیادہ ام القریٰ اور اس کے اطراف میں ان کے حال پر نہیں چھوڑا ہے اور اُن کے درمیان ایسے افراد کو قرار دیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی دینی احکام سیکھنا چاہے تو وہ سکھانے کی صلاحیت

رکھتا ہو؛ اس آ یۂ شریفہ کے مصداق کے مطابق کہ خدا فرماتا ہے: (وَالَّذِین جَاھَدُوافِینَا لَنَھْدِ یَنَّھُم سُبُلَنَا) ''اور وہ لوگ جو کہ ہماری راہ میں سعی و تلاش کرتے ہیں،ہم خود ہی انھیں اپنی راہ کی راہنمائی کرتے ہیں ''۔اس بناء پر خدا وند عالم نے انھیں افراد کے درمیان ایسے لوگوں کو قرار دیا ہے کہ جو اُسی نسل کے سارے افراد پر حجت تمام کرتے ہیں. ایسی صورت میں دین خدا کی طرف ہدایت کرنے والا جناب عبد المطلب اور آپؑ کے آباء و اجداد کے علاوہ حضرت ابراہیم تک کون ہوسکتا ہے؟ پروردگار عالم کی قسم کہ خدا وند متعال نے ان کے درمیان ذریت حضرت ابراہیم سے حجتیں قرار دیں اور ان پر حجت تمام کی ہے اور ان کے ذریعہ بُرائی اور عذاب کو ان سے دور کیا ہے.اور جناب عبدالمطلب نے سچ کہا ہے کہ: نحن آل اللہ فی ما قد مضیٰ لم یزل ذاک علی عھد ابرھم لم تزل اللہ فینا حجۃ یدفع اللہ بھا عنّا النقم جناب عبد المطلب کے شاعرانہ اسلوب میں بالخصوص مذکورہ بالا ابیات میں کہ آپ نے اپنے شکست خوردہ دشمن (ابرھہ اور اس کے سپاہی) پر فخر ومباہات کے موقع پر کہا ہے اور جن فضائل و مناقب کو شمار کیا ہے گزشتہ اور موجودہ عرب کی شاعرانہ روش سے واضح اور آشکار فرق پایا جاتا ہے ۔

کیونکہ آپؑ نے اپنے باپ ہاشم ؑکے وجود ذی جود پر افتخار نہیں کیا ایسا سخی اور جواد باپ جس نے خشک سالی کے زمانے میں مکہ والوں کو کھانا کھلانے کا بندو بست کیا اور اونٹوں پر تجارتی اجناس بار کرنے کے بجائے مکہ والوں کے لئے شام سے غذا لائے اور. پھر انھیں اونٹوں کو جن پر لوگوں کے لئے غذا لاد کر لائے تھے،نحر کیا اور گرسنہ (بھوکے) لوگوں کو سیر کیا.یہ ایسا کارنامہ انجام دیا ہے کہ اُن سے پہلے نہ کسی عرب نے ایسا کیا اور نہ ہی حاتم طائی نے اور نہ ہی ان سے پہلے یا بعد میں کسی اورنے انجام دیا اور نہ ہم نے گزشتہ امتوں کی داستان میں کوئی ایسا کارنامہ ملاحظہ کیا ہے. اور اپنے باپ کے اقدام کو جو کہ اعتفاد کی رسم کو ختم کرنے کے لئے تھا کہ کوئی گھرانہ مجبوری اور گرسنگی (بھوک) کے زیر اثر موت سے دوچار نہ ہو اپنے لئے فخر شمار نہیں کرتے اور اس وقت عرب کو تجارت کے آداب سکھانے اور اجناس کو آباد سرزمینوں میں لے جانے کو اپنی فوقیت و برتری کا معیار نہیں سمجھتے۔

جناب عبد المطلب نے ان تمام فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اپنے لئے افتخار کا باعث نہیں سمجھا،جب کہ تمام لوگوں کے درمیان مذکورہ بالا فضائل صرف اور صرف ان کے باپ ھاشمؑ سے مخصوص تھے۔اس طرح کے امور میں جو کہ خدمت خلق کا پتہ دیتے ہیں خود پر فخر ومباہات نہ کرنا اللہ کے نبیوں اور اس کی حجتوں کے واضح اورنمایا صفات میں سے ہے۔یعنی یہ لوگ لوگوں کے ساتھ جود و بخشش کر کے اور معاشی امور میں ان کی خدمت کر کے لوگوں پر احسان نہیں جتاتے بلکہ صرف لوگوں کو اس منصب سے جو خدا نے اُن سے مخصوص کیا ہے اور لوگوں کو ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے آگاہ کرتے ہیں۔یہ کام جناب عبد المطلب نے اپنے اشعار میں انجام دیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ ''ہم قدیم زمانے سے ہی آل اللہ تھے...''۔

جناب عبد المطلب اور پیغمبر اکرمؐ کی ولادت

انساب الاشراف میں ختمی مرتبت حضرت محمد صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے متعلق اختصار کے ساتھ یوں ذکر کیا گیا ہے:جب آمنہ کے بطنِ مبارک میں حضرت پیغمبرؐ کا نور استقرار پایا تو خواب میں کوئی ان کے دیدار کو آیا اور اُس نے کہا :اے آمنہ! تم اس امت کے سید و سردار کی حامل ہو،جب تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو کہو:(اُعیذُکَ بالواحِدِ مِن شرِّ کُلِّ حاسدٍ)۔یعنی ''تمھیں ہر حاسد کے شر سے خداوند واحد کی پناہ میں دیتی ہوں'' اور اس کا نام احمد رکھو؛اور ایک روایت کے مطابق محمد رکھو.جب پیغمبر اکرمؐ کی ولادت ہو گئی تو آمنہ نے جناب عبد المطلب کو پیغام بھیجا کہ آپ کے لئے ایک بچہ پیدا ہوا ہے.جناب عبد المطلب شاد و خرم اٹھے اور گھر آئے (اس حال میں کہ ان کی اولاد اُن کے ہمراہ تھی) اور انہوں نے اپنی نگاہیں نو مولود فرزند کی طرف جمائیں،آمنہ نے اپنے خواب کو اُن سے بیان کیا اور یہ کہ اُن کے حمل کی مدت سہل اور آسان رہی ہے اور ولادت آسانی سے ہو گئی ہے،جناب عبد المطلب نے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُسے اپنے سینے سے لگا کر کعبہ میں داخل ہوگئے اور یہ اشعار پڑھے:اَلحَمدُ لِلّٰہِ الّذِیْ اَعطَانِی ھٰذا الغُلاَمَ الطَیّبَ الأردانِ اُعیذہ بالبیتِ ذی الارکان من کل ذی بغی و ذی شنآنِ و حاسدٍ مضطرب العنان تمام تعریف اس خدا

کی ہے جس نے ہمیں یہ پاک و پاکیزہ اور مبارک و نورانی بچہ عنایت کیا ہے. میں اسے خداوند عالم کے گھر کی پناہ میں دیتا ہوں تاکہ ظالموں،بد خواہوں اور بے لگام حاسدوں کے شر سے محفوظ رہے۔تاریخ ابن عساکر اور ابن کثیر میں کچھ ابیات کا اضافہ کیا ہے کہ جو ان کے آخر میں ذکر ہوئے ہیں!مندرجہ ذیل اشعار جو آخر میں اضافہ کے ساتھ مذکور ہیں : انت الذی سُمّیت فی الفرقان فی کتب ثابتۃ المبانا احمد مکتوب علی اللسان [۱] "تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں اور زبانوں پر ''احمد'' ہے ۔ ان اشعار میں جناب عبد المطلب خبر دیتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔ طبقات ابن سعد میں اختصار کے ساتھ اس طرح مذکور ہے: کلمات میں اختلاف کے ساتھ؛طبقات ابن سعد، ج۱، ص ۱۰۳؛ تاریخ ابن عساکر،ج۱ ص ۶۹؛ ابن کثیر، ج۲، ص ۲۶۴۔ ۲۶۵؛ اسی طرح دلائل بیھقی، ج۱، ص۱۵ بھی ملاحظہ کیجئے. حلیمہ: حضرت پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے والی دایہ پیغمبر خدا ؐکی جان کے بارے میں خوفزدہ ہوئیں اسی وجہ سے کہ انھیں پانچ سال کے سن میں مکّہ واپس لے آئیں تاکہ ان کی ماں کے حوالے کر دیں،لیکن لوگوں کی بھیڑ کے درمیان انھیں گُم کر گئیں اور جتنا بھی تلاش کیا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور آپؐ نہ ملے۔

لہٰذا حضرت عبد المطلب کی خدمت میں دوڑی ہوئی آئیں اور واقعہ سے انھیں آگاہ کیا.جناب عبد المطلب کی جستجو بھی فرزند کے حصول میں نتیجہ خیز نہ ہوئی ناچار وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے کہنے لگے۔لاھُمّ أدِّ راکبی محمدا أدِّہ الیَّ وَاصطنع عندی یدا انت الذی جعلتہ لی عضدا لایبعد الدّھرُ بہ فیبعدا انت الذّی سمّیتہ مُحمداً [۲] (خدایا!ہمارے شہوار محمدؐ کو واپس کر دے،اُسے لوٹا دے اور اسے میرا ناصر و مدد گار قراردے.تو نے ہی اُس کو میرا بازو قرار دیا ہے، زمانہ کبھی اس کو مجھ سے دور نہ کرے، تو نے ہی اس کا نام محمدؐ رکھا ہے)۔یہاں بھی جناب عبد المطلب تصریح کرتے ہیں کہ یہ خدا ہے جس نے اُن کے پوتے کا نام محمدؐ رکھا ہے۔ مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:جناب عبد المطلب اپنے فرزندوں کو صلۂ رحم اور کھانا کھلانے کی وصیت اور انھیں تشویق کرتے تھے

---

[۱] انساب الاشراف، ج۱، ص ۸۰۔۸۱
[۲] طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج۱، ص ۷۰۔ ۷۱ ، خبر میں اور لفظ کے اختلاف کے ساتھ انساب الاشراف۔ ج۱، ص ۸۲؛ اسی طرح سبل الھدی والارشاد ،ج۱، ص۳۹۰ بھی ملاحظہ ہو؛

اورڈرایا کرتے تھے تا کہ ان لوگوں کی طرح جو معاد،بعثت اور حشر و نشر کے معتقد ہیں، عمل کریں۔انھوں نے سقایت (سقائی) اور رفادت کی ذمہ داری اپنے فرزند ''عبد مناف''،یعنی ''جناب ابوطالب''کودی اور پیغمبر اکرمؐ سے متعلق وصیت بھی انھیں سے کی[1] (٢) سیرۂ حلبیہ و نبویہ نامی کتابوں میں مذکور ہے:جاہلیت کے زمانے میں جناب عبد المطلب اُن لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر دی تھی وہ مستجاب الدا عوت انسان تھے (یعنی ان کی دعائیں بارگاہ خدا وندی میں مقبول ہوتی تھیں) انھیں ان کی جود و بخشش کی وجہ سے ''فیاض'' کہتے تھے اور چونکہ پرندوں کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانے کا انتظام کرتے تھے انھیں لوگوں نے ''مطعم طیر السماء'' (آسمان کے پرندوں کوغذا دینے والے کا) لقب دے رکھا تھا۔ روای کہتا ہے! قریش میں صابر اور حکیم شمار ہوتے تھے۔

پھر سبط جوزی کی نقل کے مطابق اختصار سے ذکر کیا ہے:جناب عبد المطلب اپنے بیٹوں کو ظلم و ستم اور طغیانی و سرکشی کے ترک کرنے کا حکم دیتے تھے اورانھیں مکارم اخلاق کی رعایت کی تشویق اور تحریک کرتے اور انھیں اس پر آمادہ کرتے تھے اور نازیبا حرکتوں اور ناپسندیدہ افعال کے انجام دینے سے روکتے تھے وہ کہتے تھے: کوئی ظالم اور ستمگر دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ اس کے ظلم کا انتقام لوگ اُس سے لے لیں گے اور وہ اُس کی سزا بھگتے گا۔قضاء الٰہی سے ایک ظالم انسان جو کہ شام کا رہنے والا تھا بغیر اس کے کہ وہ دنیا میں اپنے سیاہ کارناموں اور بُرے افعال کی سزا بھگتے انتقال کر گیا.اس کی داستان جناب عبد المطلب سے نقل کی گئی۔

انھوں نے تھوڑی دیر غور وفکر کیا اور آخر میں کہا: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد ایک دوسری دنیا ہے جس میں نیک لوگوں کو ان کے نیک عمل کی جزا اور بدکاروں کو اُن کے بُرے عمل کی سزا دی جائے گی۔یہ بات اس معنی میں ہے کہ ستمگر و ظالم انسان کا دنیا

[1] مروج الذهب، ج٢، ص ١٠٨۔ ١٠٩

میں نتیجہ یہ ہے.اور اگر مر گیا اور اُسے کوئی سزا نہ ملی تو پھر اس کی سزا آخرت کے لئے آمادہ اور مہیا ہے۔ان کی بہت ساری سنتیں ایسی ہیں جن میں اکثر و بیشتر کی تائید قرآن کریم نے کی ہے جیسے نذر کا پورا کرنا،محارم سے نکاح کی مانعت،چور کا ہاتھ کاٹنا،لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے روکنا،زنا اور شراب کو حرام کرنا اور یہ کہ برہنہ خانہ خدا کا طواف نہیں کرنا چاہئے[1]۔ سیرۂ نبویہ نامی کتاب میں مذکور ہے کہ: جناب ہاشم کے فرزند جناب عبد المطلب، قریش کے حکیموں اور بہت زیادہ صبر کرنے والوں اور مستجاب الدعوۃ انسان میں شمار ہوتے تھے.انہوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی۔

وہ سب سے پہلے انسان ہیں جو اکثر شبوں میں کوہ حرا میں عبادت (تحنث) کرتے تھے.وہ جب رمضان کا مہینہ آتا توفقراء کو کھانا کھلاتے اور پہاڑوں کی بلندی پر جا کر اس کے ایک گوشہ میں خلوت اختیار کرتے اس غرض سے کہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے ذات خدا وندی کی عظمت اور بزرگی کے بارے میں غور و خوض کریں[2]۔اسی مضمون سے ملتی جلتی عبارت انساب الاشراف کی پہلی جلد کے صفحہ ۸۴ پر مذکور ہے.تاریخ یعقوبی اور انساب الا شراف بلا ذری میں اختصار کے ساتھ اس طرح ذکر ہوا ہے (اور ہم نے اس مطلب کو تاریخ یعقوبی سے لیا ہے)۔

قریش پر مصیبت کے سالہا سال قحط اور گرانی کے ساتھ گذر گئے یہاں تک کہ کھیتیاں برباد ہوگئیں اور دودھ پستا نوں میں خشک ہوگئے قریشیوں نے عاجزی اور درماندگی کے عالم میں جناب عبد المطلب سے پناہ مانگی اور کہا :خدا وند عالم نے تمہارے وجود کی برکت سے بارہا ہم پر اپنی رحمت کی بارش کی ہے اس وقت بھی خدا سے درخواست کرو تاکہ وہ ہمیں سیراب کرے۔جناب عبد المطلب رسول خداؐ کے ہمراہ اُن ایام میں جب کہ وہ اپنے جد کی آغوش میں تھے (اور اپنے جد کے سہارے راستہ طے کرتے تھے) باہر نکلے اور اس طرح دعا کی۔

[1] سیرۂ حلبیہ، ج۱ ص ۴؛ سیرۂ نبوےۂ ، ج۱ ،ص ۲۱.
[2] سیرۂ نبویہ ، ج۱ ، ص۲۰

''اَللّٰھم سادَّ الخلّۃِ،وکاشفَ الکُربۃ،انت عالم غَیر مُعَلَّم، مسؤول غیر مُبَخّل وَ ھؤلاءِ عبادُکَ وَ اماؤکَ بعذراتِ حرمکَ یشکُون الیکَ سنیھم التی أقحلت الضرع وَ أذھبتِ الزَّرعَ،فاسمعن الّٰلھمّ وَ أمطرن غَیثاً مَریعاً مغدقاً)خدایا !اے ضرورتوں کو پورا کرنے والے اور کرب و بےچینی کو دور کرنے والے تو بغیر تعلیم کے عالم ہے اور بخل نہ کرنے والا مسؤل ہے یہ لوگ تیرے بندے اور کنیزیں ہیں جو تیرے حرم کے اردگرد رہتے ہیں۔

تجھ سے اس قحط کی شکایت کرتے ہیں جس سے پستانوں میں دودھ خشک ہوگیا ہے اور کھتیاں تباہ و برباد ہوگئیں ہیں۔ لہٰذا خدایا!سُن اور ان پر زوردار موسلا دھار بارش نازل فرما۔قریش ابھی وہاں سے حرکت بھی نہیں کر پائے تھے کہ آسمان سے ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہوگیا۔ایک قریش نے ایسے موقع پر اس طرح شعر کہا :بشیبۃ الحمد اسقیٰ اللّٰہ بلدتنا وقد فقدنا الکریٰ واجلوذ المطرُ ''خداوند عالم نے شیبۃ الحمد (جناب عبد المطلب) کی برکت سے ہماری سر زمینوں کو سیراب کیا جب کہ ہم عیش و عشرت کھوچکے تھے اور بارش کا دور دور تک سراغ نہیں تھا''۔مَنّاً من اللّٰہِ بالمیمونِ طائرہ وخیر من بشّرت یوماً بہ مُضرُ ''خداوند عالم نے مبارک فال انسان کے وجود سے،ہم پر احسان کیا ہے اور وہ سب سے اچھا انسان ہے کہ ایک دن مضر قبیلہ والے اُس سے شاد و خرم ہوئے ہیں''۔

مُبارکُ الامرِ یُستقیٰ الغمامُ بہ،ما فی الأنام لہ عدلُ و لاخطرُ[1] ''وہ مبارک مرد (جناب عبد المطلب) جس کی وجہ سے بادل نے برسنا شروع کیا؛ لوگوں کے درمیان وہ بے نظیر و بے مثال ہے''۔بحار الانوار میں مذکور ہے:لوگ رسول خدا کے جد جناب عبد المطلب کے لئے کعبہ کے پاس فرش بچھاتے تھے تاکہ اس پر وہ تشریف فرما ہوں اور اس پر ان کے احترام میں ان کے سوا ان کی کوئی اولاد بھی نہیں بیٹھتی تھی،لیکن جب پیغمبر اکرم صلیٰ اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم آتے تھے تو اُس پر بیٹھتے تھے،آنحضرتؐ کے چچا

[1] یہاں تک بلا ذری کی انساب الاشراف کے صفحہ ۱۸۲ تا۱۸۵ پر حالات پراگندہ طور پر مذکور ہیں لیکن ہم نے تاریخ یعقوبی کی ج۲، ص ۱۲ اور ۱۳ سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے.

حضرات جا کر انھیں اس کام سے روکنے کی کوشش کرتے لیکن جناب عبد المطلب اُن سے مخاطب ہو کر کہتے!میرے بیٹے کو چھوڑ دو اسے نہ روکو۔پھر آنحضرتؐ کی پشت پر ہا تھ رکھ کر کہتے:میرے اس بیٹے کی خاص شان اور منزلت ہے[1]۔ تاریخ یعقوبی نامی کتاب میں مذکو رہے کہ: جناب عبد المطلب نے کعبہ کی حکومت اور ذمہ داری اپنے بیٹے زبیر کے حوالے کی اور رسولخداؐ کی سرپرستی اور زمزم کی سقائی جناب ابو طالب کے سپرد کی اور کہا :میں نے تمہارے اختیار میں ایسا عظیم شرف اور بے مثال افتخار قرر دیا ہے جس کے سامنے عرب کے بزرگوں کے سر خم ہو جائیں گے۔

پھر اس وقت جناب ابو طالب سے کہا :اأوصیک یا عبد مناف بعدی بمفردِ بعد أبیہ فردِ ''اے عبد مناف!تم کو اپنے بعد ایک یتیم کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ جو اپنے باپ کے بعد تنہا رہ گیا ہے''۔فارقہ و ھُو ضجیع المھد فکُنت کا لأ مّ لہ فی الوجد ''اس کا باپ اس سے اس وقت جدا ہوگیا جب وہ گہوارے میں تھا اور تمہاری حیثیت اس کے لئے ایک دل سوز اور مہربان ماں کی تھی ''۔تُدنیہ من أحشاءھا و الکبد فأنت مِن أرجیٰ بنیّ عِندیلدفع ضیمِ أو لشدّ عقد [2]''کہ اسے دل و جان سے آغوش میں لیتی ہے,میں تم سے مشکلات اور پریشانیوں کے بر طرف کرنے اور رشتہ کو مضبوط بنانے کے لحاظ سے اپنے تمام فرزندوں سے زیادہ امید رکھتا ہوں''۔بحار الانوار میں,واقدی کی زبانی اس واقعہ کے نقل کے بعد اختصار کے ساتھ اس طرح روایت ہے:اوصیک أرجیٰ اھلنا بالر فدی یابن الذی غیبتہ فی اللحدِ بالکرہ منّی ثمّ لا بالعمدی وخیرۃ اللّٰہ یشاء فی العبدِ جناب عبد المطلب نے کہا :اے ابو طالب!میں اپنی وصیت کے بعد تمہارے ذمّہ ایک کام سپرد کررہا ہوں۔

جناب ابو طالب نے پوچھا کس سلسلہ میں؟کہا : میری تم سے وصیت میرے نور چشم محمدؐ کے متعلق ہے کہ تم میرے نزدیک اس کی عظمت اور قدر ومنزلت کو جانتے ہو,لہٰذا اس کی مکمل طور پر تعظیم کرو اور جب تک زندہ ہو روز وشب کسی بھی وقت بھی اس

[1] بحار الانوار، ج۱۵، ص ۱۴۴اور ۱۴۶اور ۱۵۰ .
[2]

سے الگ نہ ہونا؛ خدا را ،خدا را،حبیب خدا کے بارے میں۔پھر اُس وقت اپنے دیگر بیٹوں سے کہا: محمد کی قدر دانی کرو کہ بہت جلد ہی عظیم اور گراں قدر امر کا اس میں نظارہ کروگے اور بہت جلد اس کے انجام کار کو جس سلسلے میں میں نے اس کی تعریف و توصیف کی ہے وقت آنے پر سمجھ جاؤگے ۔

جناب عبد المطلب کے فرزندوں نے ایک آواز ہو کر کہا: اے بابا! ہم مطیع اور فرمانبردار ہیں اور اپنی جان و مال اُس پر فدا کر دیں گے۔پھر اس وقت جناب ابو طالب نے جو پہلے سے ہی پیغمبرؐ کے دیگر چچا کے مقابلے سب سے زیادہ ان کی بہ نسبت مہربان اور دلسوز تھے، کہا: میرا مال اور میری جان محمد پر فدا ہے،میں ان کے دشمنوں سے جنگ کروں گا اور دوستوں کی نصرت کروں گا۔واقدی نے کہا ہے:پھر جناب عبد المطلب نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دوبارہ آنکھ کھولی اور قریشیوں کی جانب نظر کی اور بولے:اے میری قوم!کیا تم پر میرے حق کی رعایت واجب نہیں ہے؟ سب نے ایک ساتھ کہا :بیشک،تمہارے حق کی رعایت چھوٹے بڑے،سب پر واجب ہے تم ہمارے نیک رہبر اور بہترین رہنما تھے۔ جناب عبد المطلب نے کہا: میں اپنے فرزند محمدؐ بن عبد اللہ کے بارے میں تم سے وصیت کرتا ہوں اس کی حیثیت اپنے درمیان ایک محترم اور معزز شخص کی طرح سمجھنا اس کے ساتھ نیکی کرنا اور اس پر ظلم روا نہ رکھنا اور اس کے سامنے ناپسندیدہ افعال بجا نہ لانا۔جناب عبد المطلب کے فرزندوں نے ایک ساتھ کہا: ہم نے آپ کی بات سنی اور ہم اس کی اطاعت و پیروی کریں گے[1]۔ ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے: جب جناب عبد المطلب کی موت کا وقت قریب آیا،تو انھوں نے جناب ابو طالب کو پیغمبر اکرمؐ کی محافظت و نگہداری کی وصیت کی[2]۔(۲)جناب عبد المطلب کا اس وقت انتقال ہوا جب رسول خداؐ آٹھ سال کے تھے اور وہ خود ایک سو بیس سال کے تھے کہ اس سن میں دنیا کو وداع کہہ کر رخصت ہوئے۔خدا وند عالم نے جناب عبد المطلب کو جسمی اعتبار سے قوی و توانا بنایا تھا اور صبر

[1] بحار الانوار :ج۱۵، ص۱۵۲، ۱۵۳.
[2] طبقات ابن سعد،ج۱ص ۱۱۸.

و تحمل اور جو د و سخا کے اعتبار سے بڑا حو صلہ دیا تھا اور آپ کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا . انھیں توحید پر ست،روز قیامت کی سزا کا معتقد اور جاہلیت کے دور میں خدا پر ست بنایا اور بتوں کی پر ستش اور تمام ہلاکت بار چیزوں سے جو لوگوں کی تباہی کا باعث ہوتی ہیں ان سے انھیں دور رکھا تھا.وہ ظلم و ستم اور گناہوں کے ارتکاب کو سخت ناپسند کر تے تھے.وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے غار حرا میں عبادت کے لئے خلوت نشینی کی تاکہ خدا کی عظمت و جلالت کے بارے میں تفکر کریں اور اس کی عبادت کریں وہ رمضان کے مہینے میں عبادت میں مشغول ہوتے اور فقراء و مساکین کو اس ماہ میں کھانا کھلاتے تھے.آپ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مکّہ میں خوش ذائقہ پانی سے لوگوں کو سیراب کیا اور خواب میں زمزم کا کنواں کھودنے پر مامور ہوئے ور آپ نے اس حکم کی تعمیل کی اور صرف اپنے فرزند حارث کے ساتھ مذکورہ کنویں کی کھدائی کی۔اور جب ابرھہ اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے سپاہیوں کے ہمراہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادہ سے مکّہ کے اطراف میں پہنچا،تو جناب عبد المطلب نے ابرھہ کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے قریش کو آواز دی لیکن ان لوگوں نے سنی اَن سنی کر دی اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار کر گئے؛ لیکن جناب عبد المطلب نے خدا کے گھر کو نہیں چھوڑا اور خدا کو مخاطب کر کے اس طرح شعر پڑھا :یا رب ان العبد یمنعُ رحلہ فامنع رحالکخدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے،لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر۔اور جب خدا وند متعال نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہلاک کر ڈالا تو انھوں نے یہ اشعار کہے :ان للبیت لربّاً ما نعاً من یردہ بأثامِ یصطلم (اس گھر کا روکنے والاایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف گناہ کا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)۔

رامہ تُبّع فی من جندت حمیر و الحی من آل قدم (تبع انھیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی،اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)۔فانثنیٰ عنہ و فی اوداجہ جارح امسک منہ بالکظم (کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن میں کچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔ قلت والأشرم تردی خیلہ اِن ذا الأشرم غرّ بالحرم (اور اس کان کٹے (ابرھہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا

تھا میں نے کہا :بیشک یہ گوش بریدہ (کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔ نحن آل اللہ فی ما قد مضی لمن یزل ذاک علی عھد اِبرھم (ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔ نحن دمّرنا ثموداً عَنوۃ ثم عادا قبلھا ذات ا لارم(ہم نے ثمود کی سختی کے ساتھ گو شالی کی اور انھیں ہلاک کر ڈالا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو)نعبد اللہ و فینا سُنۃ صلۃ القربیٰ و ایفاء الذمم (ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔لم تزل للہِ فینا حجۃ یدفع اللہ بھا عنّا النقم (ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔یہی سال تھا کہ آپ کے پوتے خاتم الانبیاءپیدا ہوئے تو جناب عبد المطلب نے انہیں ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُنہیں اپنے سینے سے لپٹا کر کعبہ میں داخل ہوگئے اور اس طرح شعر پڑھا: انت الذی سُمّیت فی الفرقان فی کُتب ثابتۃ المثان احمد مکتوب علی اللسان ''تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں ''احمد ہے ''۔

ان اشعار میں جناب عبد المطلب خبر دے رہے کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔جناب عبد المطلب مستجاب الدعوات تھے، جس وقت قریش پر بارش نہیں ہوتی تھی اُن سے دعا کی درخواست کرتے تھے کہ آپ خدا سے دعا کریں تو خدا آپ کی دعا کے نتیجے میں موسلا دھار بارش نازل کرتا تھا.آخری بار پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ جب آپ کم سن بچہ تھے رحمت باراں طلب کرنے کے لئے باہر گئے ابھی لوگ اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔جناب عبد المطلب نے کچھ ایسی سنتیں قائم کی ہیں کہ اسلام نے ان کی تائید اور تثبیت کی ہے. جیسے:

۱۔ نذر کا پورا کرنا ؛ سورۂ انسان،آیت ۷ اور سورۂ حج،آیت ۲۔

۲۔ محارم سے ازدواج کی ممانعت؛سورۂ نساء،آیت ۲۳۔

۳۔ چور کا ہاتھ کاٹنا ؛ سورۂ مائدہ، آیت ۳۸۔

۴۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت؛ سورۂ تکویر، آیت ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۵۱، سورۂ اسراء، آیت ۳.

۵۔ شراب کا حرام کرنا ؛ سورۂ مائدہ، آیت ۹۰۔ ۹۱۔

۶۔ زنا کی حرمت سورۂ فرقان آیت ۶۸، سورۂ ممتحنہ آیت ۱۲، سورۂ اسراء، آیت ۳۲۔

۷۔ خانہ کعبہ کے گرد عریاں اور برہنہ حالت میں طواف کرنے سے روکنا۔

پیغمبر خدا نے ۹ھ میں جب انھوں نے اپنے چچا زاد بھائی علی کو حاجیوں کے سامنے سورۂ برائت کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے پر مامور کیا تھا تب یہ بھی حکم دیا تھا کہ یہ موضوع بلند آواز سے لوگوں کو ابلاغ کریں۔

۸۔ صلۂ رحم کی رعایت، خاندان والوں اور رشتہ داروں سے ارتباط رکھنا ؛ سورۂ نساء، آیت ۱۔

۹۔ کھانا کھلانا ؛ سورۂ مائدہ آیت ۸۹ اور سورۂ بلد آیت ۱۴، سورۂ الحاقہ آیت ۳۴۔

۱۰۔ ظلم نہ کرنا اور ستمگری کو ترک کرنا ؛ سورۂ ابراھیم آیت ۲۲ اور بہت سی دیگر آیات۔ وہ غار حرا میں کنج تنہائی اختیار کرتے تھے اور کئی کئی راتیں خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے (کہ جس کو کہتے ہیں) یہی روش آپ کے پوتے خاتم الانبیاء نے بھی اپنائی تھی، وہ روز جزا (قیامت) پر ایمان و اعتقاد رکھتے تھے اور اس بات کی دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔ بحار الانوار میں اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق سے انھوں نے اپنے والد اور انھوں نے اپنے جد سے انھوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے انھوں نے حضرت محمد صلیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی سے اپنی وصیت میں فرمایا : اے

علیؑ! جناب عبد المطلب نے دور جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کی ہیں کہ خدا وند عالم نے اسے اسلام میں اجرا کیا اور اس پر عمل کرنے کو ضروری سمجھا ہے ۔

انھوں نے باپ کی بیوی سے ازدواج حرام کیا ہے؛ اور خدا وند رحمن نے یہ آیت نازل فرمائی: (لَا تَنْکِحُوا مَا نَکَحَ آبَاؤُکُمْ مِنَ النِّسَاءِ) جن عورتوں سے تمہارے آباء و اجداد نے نکاح کیا ہے اُن سے نکاح نہ کرو ۔ جناب عبد المطلب نے ایک خزانہ پایا، تو اس کا خمس نکال کر جدا کر دیا اور راہ خدا میں صدقہ دیا، خدوند عالم نے بھی فرمایا: (وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیٍٔ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ ...) جان لو کہ تمھیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو یقیناً اس میں اللہ اور ... کے لئے خمس ہے[1] ۔

اور جب زمزم کا کنواں کھودا تو اُسے حاجیوں کے پینے کے لئے مخصوص کر دیا. اور خدا وند عالم نے بھی فرمایا: (اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ) حجاج کو پانی پلانا ...؟ آپ نے اونٹ کی دیت سو اونٹ معین کی تو خدا وند عالم نے بھی اسی کو اسلام میں معین کر دیا، پہلے خانہ خدا کے گرد طواف کرنے کی کوئی حد معین نہیں تھی جناب عبد المطلب نے سات چکر طواف معین کیا اور خدا وند عالم نے اسی کو اسلام میں باقی رکھا ۔ اے علی! جناب عبد المطلب نے ازلام (پانسوں) کے تیروں کے مطابق تقسیم نہیں کی، کسی بُت کی پوجا نہیں کی اور نہ ہی بُت کے لئے قربانی کیا ہوا گوشت کبھی نہیں کھا یا اور کہتے تھے میں اپنے باپ ابراہیم کے دین کا پابند ہوں ۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ جناب عبد المطلب کے اونٹ کے سم کے نیچے سے پانی کا ابلنا (کہ جس کی حکایت پہلے بیان کی جا چکی ہے) ایک کرامت تھی خدا نے جس کے ذریعہ ان کو محترم بنا یا ۔ جس طرح ان کے جد اسمٰعیل کو اس سے پہلے ان کے قدم کے نیچے سے آب زمزم کے جاری ہونے کی وجہ سے مکرم اور محترم بنایا تھا ۔ خدا وند عالم نے اسی طرح کی کرامت سے اُن کے پوتے حضرت محمد مصطفیؐ کو گرامی قدر بنا یا جب جنگ تبوک میں آنحضرتؐ کی تیر کے پاس سے چشمہ پھوٹ پڑا[2] ۔

[1] بحار الانوار ، ج ١٥،ص ١٢٧ شیخ صدوقؒ کی خصال ج١، ص ١٥٠ کی نقل کے مطابق.
[2] بحار الانوار ،ج ٢١، ص ٢٣٥ ،خرائج کی نقل کے مطابق ص ١٨٩ ، بابِ غزوۂ تبوک.

جو کچھ اس حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ جناب عبد المطلب نے زمانۂ جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کیں اور اسلام نے اس کی تائید اور تثبیت کی،وہ اس سے پہلے ذکر کی گئی باتوں سے منافات نہیں رکھتا کیونکہ کسی چیز کا ثابت کرنا دوسری چیزوں کے نہ ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا۔

بحث کا خلاصہ

حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو وصیت کی کہ ان کی حنیفیہ شریعت کے ستونوں کو بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور مناسک حج کی ادائیگی سے قائم رکھیں.تو اسمٰعیلؑ نے اپنی پوری زندگی اپنے باپ کی وصیت کا پاس و لحاظ رکھا یہاں تک کہ مکّہ میں انتقال کر گئے اور اپنی مادر گرامی (ہاجرہ) اور اپنے بعض فرزندوں کے پاس حجر اسمٰعیل میں سپرد لحد کئے گئے[1]۔(۳)خدا نے اسحق کے فرزند یعقوب جو کہ اسرائیل سے مشہور تھے ان کی اولاد کے لئے بھی مخصوص احکام وضع کئے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی شریعت میں رائج ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد رسولوں کی فترت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے یعنی خدا وند عالم نے اس مدت میں کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا رسول نہیں بھیجا .جز ان نبیوں کے جو بعض لوگوں کے لئے ہدایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے.انھیں عیسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دی.جیسے خالد بن سنان اور حنظلہ جن کا شمار اوصیاء شریعت عیسیٰ میں ہوتا ہے۔

رہا سوال ام القریٰ (مکّہ) اور اس کے اطراف وجوانب کا تو حضرت اسمٰعیلؑ کے پوتوں میں کوئی نہ کوئی بزرگ یکے بعد دیگرے حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت کے قیام اور حضرت کی سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے اُٹھے کہ اب مختصر طور سے ہم ان کا تعارف کراتے ہیں:ا۔ مضر کے فرزند الیاسمضر کے فرزند الیاس حضرت اسمٰعیل کے قبیلہ کے اُن افراد پر بہت ناراض ہوئے اور نکتہ چینی کی جنھوں نے اپنے آباء واجداد کی روش اور سنتوں کو بدل ڈالا تھا.انھوں نے ان کی نئے سرے سے تجدید کی یہاں تک کہ

[1] ملاحظہ کیجئے : اسلام میں دو مکتب، ج۱ ، ص ۸۲ تا ۸۵ اور معا لم المدرستین، طبع ۴،ج۱ ،ص۶۰ تا ۶۴.

تحریف سے قبل والی حالت کے مانند ان پر عمل ہونے لگا ۔ الیاس وہ پہلے آدمی ہیں جو اپنے ہمراہ قربانی کا اونٹ مکّہ لے گئے، نیز وہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد پہلے آدمی ہیں جنھوں نے رکن کی بنیاد ڈالی ۔

٢۔ الیاس کے پوتے خزیمہ بن مدرکھزیمہ کہتے تھے: ایک ''احمد ''نامی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب آچکا ہے.وہ لوگوں کو خدا، نیکی، احسان اور مکارم الاخلاق (اخلاق کی بلندیوں) کی دعوت دے گا. تم سب اس کی پیروی کرنا اور اس کی کبھی تکذیب نہ کرنا کیونکہ وہ جو کچھ لائے گا حق ہو گا ۔

٣۔ کعب بن لؤی کعب خزیمہ کے پوتوں میں سے ہیں وہ حج کے ایام میں خطبہ دیتے اور کہتے تھے : زمین و آسمان اور ستارے لغو اور بیہودہ خلق نہیں کئے گئے ہیں اور روز قیامت تمہارے سامنے ہے.وہ اس کے ذریعہ لوگوں کو پسندیدہ اخلاق اور بیت اللہ الحرام کی تعظیم و تکریم پر آمادہ کرتے تھے.اور انھیں آگاہ کرتے تھے کہ خاتم الانبیاء خدا کے گھر سے مبعوث ہوں گے اور اس بات کی موسیٰ اور عیسیٰ نے بھی اطلاع دی ہے اور شعر پڑھتے تھے: علیٰ غفلتہِ یاتی النبی محمد فیخبرا خباراً صدوقاً خبیرھا اچانک محمد پیغمبرؐ آئیں گے اور وہ سچی خبر دیں گے ۔ اور کہتے تھے:اے کاش میں ان کی دعوت اور بعثت کو درک کرتا ۔

٤۔ جناب قُصیّ بعد اس کے کہ خزاعہ قبیلہ کے رئیس نے مکّہ میں بُت پرستی کو رواج دیا.حضرت اسمٰعیل کی نسل سے قُصیّ ان کے مقابلے کے لئے اُٹھے اور انھیں مکہ سے باہر نکال دیا.انھوں نے بُت پرستی سے منع کیا اور ابراہیم کی سنت جو مہمانوں کو کھانا کھلانے سے متعلق تھی اس کی دوبارہ بنیاد ڈالی.وہ حج کا موسم آنے سے پہلے ہی قریش قبیلہ کے درمیان اٹھے اور ایک خطبہ کے ضمن میں فرمایا :اے جماعت قریش ! تم لوگ خدا کے ھمسایہ (پڑوسی) اس کے حرم اور گھر والے ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہیں .اور احترام وتکریم کے سب سے زیادہ لائق اور سزاوار ترین مہمان ہیں.لہٰذا حج کے ایام میں جب تک کہ تمہارے علاقے سے اپنے گھر واپس نہیں چلے جاتے اس وقت تک ان کے لئے غذا اور کھانے پینے کی چیزیں فراہم کرو، اگر

میرا مال ان تمام امور کے لئے کافی ہوتا تو تن تنہا اور تمہاری شمولیت کے بغیر اس کام کے لئے اقدام کرتا.لہٰذا تم میں سے ہر ایک اس کام کے لئے اپنے مال کا ایک حصّہ مخصوص کرے۔

قریش نے حکم کی تعمیل کی اور کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا،جب حاجیوں کے آنے کا زمانہ قریب ہوا ، تو مکّہ کے ہر راستے پر ایک اونٹ نحر کیا اور مکّہ کے اندر بھی ایسا کیا اور ایک جگہ کا انتخاب کیا تا کہ وہاں روٹی اور گوشت رکھا جائے اور خوش ذائقہ اور میٹھا پانی اور دوغ (چھاچھ) حاجیوں کے لئے فراہم کیا، وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے مزدلفہ میںآگ جلائی تا کہ رات کے وقت حجاج عرفات سے باہر آئیں تو اپنا راستہ پہچان سکیں،انھوں نے خانہ خدا کے لئے کلید بردار اور پردہ دار کا تقرر کیا اور اپنے بیٹے عبد الدار کے گھر کو دار الندوہ (مجلس مشاورت) کا نام دیا،اس طرح سے کہ قریش وہاں کے علاوہ کہیں فیصلہ نہ کریں،انھوں نے اپنی موت کے وقت اپنے فرزندوں سے وصیت کی کہ شراب سے پرہیز کریں۔

۵۔ جناب عبد منافقُصیّ کے بعد،ان کے فرزند عبد مناف کہ جن کانام مغیرہ تھا ان کے جانشین ہوئے اور قریش کو تقوائے الٰہی،صلہ رحم اور پرہیزگاری کی تعلیم دی۔

٦۔ جناب ھاشمعبد مناف کے بعد ،ان کے فرزند جناب ہاشم ان کے جانشین ہوئے اور قُصیّ کی سنت و روش کی پیروی میں حجاج کی مہان نوازی کے لئے قریش کو آواز دی وہ اپنے خطبہ میں کہتے تھے:خدا کے مہمانوں اور اس کے گھر کے زائرین کا احترام کرو اس گھر کے رب کا واسطہ،اگر میرے پاس اتنا مال ہوتا جو ان کے اخراجات کے لئے کافی ہوتا تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہوتا ، میں اپنے پاک وحلال مال سے کہ جس میں قطع رحم نہیں ہوا، کوئی چیز ظلم وستم سے نہیں لی گئی اور جس میں حرام کا گذر نہیں ہے(حجاج کے اخراجات کے لئے) ایک مبلغ الگ کرتا ہوں اور جو بھی چاہتا ہے کہ ایسا کرے وہ ایک مبلغ جدا کردے، تمھیں اس گھر کے حق کی قسم تم میں سے جو بھی بیت اللہ کے زائر کا احترام کرنے اور ان کی تقویت کے لئے کوئی مال پیش کرے وہ اُس مال سے ہو

جو پاک اور حلال ہو، جسے ظلم کے ذریعہ اور قطع رحم کر کے نہ لیا گیا ہو اور نہ زور اور زبردستی سے حاصل کیا گیا ہو، قریش نے بھی اس سلسلے میں کافی احتیاط سے کام لیا اور اموال کو دار الندوہ میں رکھ دیا۔

جیسا کہ ہم ملاحظہ کرتے ہیں ،جناب ہاشم کا کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں انبیاء جیسا ہے انھوں نے نہ تو شہرت حاصل کرنے کے لئے اور نہ ہی اس لئے ان امور میں ہاتھ لگایا کہ دوسرے لوگ ان کی اور ان کی قوم کی تعریف و توصیف کریں ؛جیسا کہ اُس زمانے میں جاہل عرب کی روش تھی۔ان کا قریش کے تجارتی قافلوں کے لئے پروگرام بنانا بھی خدا کی رضا و خوشنودی کے لئے تھا جبکہ وہ لوگ پہاڑوں اور بے آب و گیاہ سرزمینوں میں زندگی گذارتے تھے اور امر ار معاش کے لئے دودھ کے علاوہ کچھ نہیں رکھتے تھے۔جناب ہاشم اپنے امور میں دیگر انبیاء اور پیغمبروں کی طرح دور اندیش اور اپنی قوم کے دنیاوی معاش اور اخروی معاد کے بارے میں غور وخوض کرنے والے ایک معزز انسان تھے۔

۷۔ جناب عبد المطلب بن ہاشموہ توحید کا اقرار کرنے والے اور دنیا وآخرت میں ہر کام کی جزا یا سزاملنے پر ایمان و اعتقاد رکھتے تھے ،وہ جاہلیت کے دور میں خدا شناس اور خدا پرست تھے. انھوں نے زمزم کا کنواں کھودا ۔جناب عبد المطلب ایک متجاب الدعوات شخص تھے،انھوں نے خدا سے بارش کی دعا کی تو خداوند عالم نے ان کے لئے بارش نازل کی انھوں نے خبر دی کہ خدا نے پیغمبرؐ کا آسمانی کتابوں میں نام احمد رکھا ہے اور رسول خدا کے آباء و اجداد کے سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کے دَور سے خدا کی کوئی نہ کوئی حجت رہی ہے جس کی وجہ سے خدا نے برائیوں کو ان سے دور کیا ہے۔جناب عبد المطلب نے چند سنتوں کی بنیاد رکھی جس کی اسلام نے تائید اورتثبیت کی ہے ۔ تاریخ یعقوبی میں رسول خداؐ سے اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:خدا وند عالم قیامت کے دن ہمارے جد جناب عبد المطلب کو پیغمبروں کے جلوہ کے ساتھ امت واحدہ کی صورت میں مبعوث کرے گا[1]!اس سے پہلے ان کی

[1] تاریخ یعقوبی ،ج۲ ، ص ۱۲ تا ۱۴؛ بحار الانوار جلد ۱۵، ص ۱۵۷ کافی کی نقل کے مطابق، ج۱ ،ص ۴۴۶، ۴۴۷.

سیرت میں دیکھ چکے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے فرزندوں اور اپنی قوم سے عہد و پیمان لیا کہ جب پیغمبر خدا ؐ مبعوث بہ رسالت ہوں تو وہ لوگ ان کی نصرت کریں،جیسا کہ دیگر انبیاء اپنی قوم کے ساتھ ایسا ہی عہد و پیمان لیتے تھے ۔

رسول اکرمؐ کے باپ جناب عبد اللہ اور چچا جناب ابو طالب

ا ۔ جناب عبد اللہ خاتم الانبیاؐء کے والد جناب عبد اللہ اور جناب ابو طالب کی ماں فاطمہ، عمر و بن عائذ بن عمران مخزومی کی بیٹی ہیں[1] ۔ حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ: آپ نے فرمایا : جناب عبد المطلب امت واحدہ کی صورت میں محشور ہوں گے اس حال میں کہ پیغمبروں کی جھلک اور باشاہوں کی صورت کے حامل ہوں گئے. جناب عبد اللہ اپنے باپ جناب عبد المطلب کی سب سے چھوٹی اولاد ہیں ۔

جیسا کہ اخبار سیرت سے اندازہ ہوتا ہے نوفل کی بیٹی رقیہ نے اپنے بھائی ''ورقہ بن نوفل'' سے پیغمبر خداؐ کے مبعوث ہونے کی خبر سنی تھی لہٰذا اس نے خود کو جناب عبداللہ کے لئے رسول اکرمؐ کی ماں آمنہ سے ازدواج سے پہلے پیش کیا تھا،لیکن جناب عبد اللہ نے اس پر توجہ نہیں دی، اُس سے شادی نہیں کی اور اس کی مراد پوری نہیں کی ۔ رقیہ بھی جناب عبد اللہ کے آمنہ سے شادی کرنے کے بعد آپ سے متعرّض نہ ہوئی ؛ ایک مرتبہ جناب عبد اللہ نے اس سے کہا تھا کہ جس چیز کی مجھ سے کل خواہش کر رہی تھی (مجھ سے شادی کرنے کی) آج کیوں نہیں چاہتی ہو؟ رقیہ نے جناب عبد اللہ کے جواب میں کہا تھا ! جو نور کل تمہارے ہمراہ تھا وہ تم سے جدا ہو گیا ہے ۔اور ایک دوسری روایت میں مذکورہ بالا داستان کی طرح کا واقعہ کسی دوسری عورت کے بارے میں آیا ہے کہ اُس نے کہا :جناب عبد اللہ جب کہ ان کی پیشانی سے ایک سفید نور ضوفشاں تھا، جیسے گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی چمکتی ہے ، اس

---

[1] سیرۂ ابن ہشام، ج۱، ص ۱۲۰

عورت کے سامنے سے گزرے تھے[1] ۔رسول اکرمؐ کے والد جناب عبد اللہ کے اخبار کے بارے میں اتنے ہی پر اکتفاء کرتے ہیں،انشاء اللہ حضرت ابو طالب پیغمبر کے چچا کی شخصیت کے متعلق بیان کررہے ہیں۔

۲۔ اسلام کے ناصر اور پیغمبرؐ کے سر پرست،جناب ابو طالب

ا۔ ابو طالب:مروج الذھب میں مذکور ہے '' :جناب ابو طالب '' کے نام کے بارے میں اختلاف ہے،بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا نام ''عبد مناف'' ہے،جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے.اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہی کنیت ان کا نام ہے،اس دلیل سے کہ حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے پیغمبر کے املاء کرانے پر جب خیبر کے یہودیوں کے لئے خط لکھا،تو خط کے آخر میں اپنے نام اور جناب ابو طالب کے نام کے درمیان ابن سے ''الف'' کو حذف کر دیا اور اس طرح لکھا : ''کتب علی بن ابی طالب '' لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب اسم ہے نہ کہ کنیت۔

جناب عبد المطلب نے پیغمبر کے متعلق وصیت میں جناب ابو طالب سے ایک شعر کے ضمن میں اس طرح بیان کیا ہے:اوصیتُ من کنیتہ لطالب بابن الذی قد غاب لیس آءِ ہمیں نے اس شخص کو جس کی کنیت میں نے ''طالب'' رکھی ہے،اس شخص (عبداللہ) کے فرزند کے بارے میں جو جا کے واپس نہیں آئے گا،اُس سے وصیت کی ہے۔

۲۔ جناب ابو طالب کی سیرت اور روش تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:جناب عبد المطلب نے اپنی وصیت میں مکّہ کی حکومت اور کعبہ کے امور اپنے فرزند ''زبیر'' کے حوالے کئے اور رسول خداؐ کی سر پرستی اور زمزم کی سقائی ''جناب ابو طالب '' کے ذمّہ کی۔جناب عبد المطلب کا جب انتقال ہو اتو پیغمبر اکرمؐ اس وقت آٹھ سال کے تھے[2]۔ سیرۂ حلبیہ میں مذکور ہے :

---

[1] سیرۂ ابن ہشام، ج۱، ص ۱۴۹، ۱۷۰

[2] تاریخ یعقوبی ،ج۲، ص ۱۳.

''سقایت'' اس طرح سے تھی کہ چمڑے کے حوض دیوار کعبہ کے پاس رکھ دئیے جاتے تھے اور زمزم کی کھدائی سے پہلے خوش ذائقہ اور میٹھا پانی دیگر کنوؤں سے، مشکوں اور ظروف میں بھر کر اونٹ کی پشت پر لاد کر لاتے تھے اور ان کو حوض میں ڈال دیتے تھے اور بسا اوقات ایام حج میں حاجیوں کے پینے کے لئے اس میں انگور کا رس اور کھجور ڈال دیتے تھے.حاجیوں کے واپسی تک یہی صورت حال رہتی تھی.یہ پانی کا پہنچانا اور حاجیوں کی مہمان نوازی ''عبد مناف'' کے بعد ان کے فرزند ''جناب ہاشم'' اور ان کے بعد ان کے فرزند ''جناب عبد المطلب'' اور ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند جناب ابو طالب تک پہنچی اور انھوں نے ان (۱)عربی املا کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ ''ابن'' کا الف جب بیٹے کا نام اور باپ کے نام کے درمیان واقع ہو تو گر جاتا ہے جیسے ''الحسن بن علی'' یہاں پر بھی ابن اور علی کا الف ابی طالب کے درمیان حذف ہو گیا ہے اور ذکر ہوا ہے ''علی بن ابی طالب'' یہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ابو طالب اسم ہے نہ کہ کنیت. تمام امور کی انجام دہی کے لئے ہمت کی یہاں تک کہ فقر وناداری نے جناب ابو طالب کا پیچھا کیا لہٰذا اپنے بھائی جناب عباس سے آیندہ سال موسم حج تک کیلئے دس ہزار درہم قرض لیا اور سارا پیسہ حاجیوں تک آب رسانی میں اُسی سال خرچ کر دیا۔

جب دوسرا سال آیا تو، جناب ابو طالب کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے ''جناب عباس'' کا قرض ادا کرتے تو اپنے بھائی سے کہا: ۱۴ہزار درھم ہمیں مزید دے دو تاکہ آیندہ سال سب ایک ساتھ دے دوں جناب عباس نے کہا میں قرض دوں گا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر اس قرض کو بھی ادا نہ کر سکے تو تم حجاج کی سقایت سے کنارہ کشی اختیار کر لوگے اور اُسے میرے حوالے کر دوگے. جناب ابو طالب نے قبول کر لیا یہاں تک کہ اس کے بعد تیسرا سال بھی آپہنچا اور اس دفعہ بھی جناب ابو طالب کے پاس کچھ نہیں تھا کہ اپنے بھائی جناب عباس کا قرض ادا کرتے۔اس وجہ سے سقائی کا فریضہ ''جناب عباس'' کے حوالے کر دیا. جناب عباس کے بعد سقایت ان کے فرزند جناب عبد اللہ تک پہنچی اسی طرح جناب عباس بن جناب عبد المطلب کے فرزندوں میں

دست بہ دست منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ ''سفاح'' عباسی کا دور آگیا لیکن اس کے بعد بنی عباس نے اس فریضہ کو چھوڑ دیا[1]۔تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: ہمارے والد نے فقر و ناداری کی حالت میں سروری اور سرداری کی ہے.اور ان سے پہلے کوئی فقیر و نادار سیادت اور قیادت کو نہیں پہونچا ہے[2]۔

۳۔ جناب ابو طالب کا عقیدہ اور ایمان مروج الذھب میں مذکور ہے کہ: جناب ابو طالب تمام گزشتہ اور اپنے ہم عصر لوگوں میں سب سے زیادہ خالق عالم کا اقرار کرتے تھے اور اپنے اس عقیدہ پر ثابت قدم تھے اور خالق ہستی کے وجود پر دلیل و برہان پیش کرتے تھے[3]۔ انشاء اللہ آیندہ بحثوں میں اس سے متعلق زیادہ گفتگو کریں گے.جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے وہ جناب ابو طالب کی خاص سیرت تھی اور ہم انشاء اللہ جب جناب ابو طالب کے عصر میں رسول خداؐ کی سیرت سے متعلق اخبار کی چھان بین کریں گے تو اسی کے ساتھ ساتھ رسول خداؐ کی حفاظت اور ان کا دفاع اور اسلامی عقائد کا تحفظ کرنے میں ان کی روش کی تحقیق کریں گے۔

نتیجہ گیری

جزیرۃ العرب میں حضرت اسمٰعیل، حضرت ابراہیم کی حنفیہ شریعت پر وصی، نبی اور رسول تھے،ان کے اور حضرت عیسیٰ کے بعد فترت کے زمانے میں بہت سے بشرین اور منذرین مبعوث ہوئے تھے، ان میں سے بعض انبیاء واوصیاء حضرت عیسیٰ کی شریعت کے اپنی قوم کے درمیان مبلغ تھے،جیسے حنظلہ، خالد اور وہ راہب جن کی حضرت سلیمان نے شاگردی اختیار کی تھی۔ ام القریٰ (مکہ) میں بھی پیغمبرؐ کے اجداد کو یکے بعد دیگرے ہم دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں مراسم حج کے بر قرار کرنے کے لئے اہتمام کرنا، مہمان نوازی اور کھانا کھلانا بیت اللہ کے زائروں کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرنا اور خدا کے مہانوں تک پانی

[1] سیرۂ حلبیہ، ج ۱ ، ص ۱۴؛ سیرۂ نبویہ ، ج ۱ ، ص ۱۶؛ اور انساب الاشراف، ج۱، ص۵۷
[2] تاریخ یعقوبی، ج۲ ،ص۱۴، طبع بیروت.
[3] مروج الذھب، مسعودی، ج۲، ص ۱۰۹۔

پہونچانا، مراسم حج کے آخر تک انھوں نے ان تمام امور میں حضرت ابراہیم کی سنت کی اقتداء کی ہے. موسم حج میں خا نہ خدا کے زائروں کی مہمان نوازی میں اہتمام کر نا نہ فخر ومباہات اور اپنی شخصیت کے لئے تھا اور نہ اپنے قوم و قبیلہ کی شان بڑھانے کے لئے،بلکہ اس کے سائے میں وہ خدا کی خوشنودی کے خواہاں تھے.یہی وجہ تھی کہ اُس ضیافت اور مہما ن نوازی پر خرچ ہونے والے اموال کے لئے شرط لگا دی تھی کہ مال حرام سے نہ ہو.یہ اُس حال میں ہے کہ خدا وند عالم نے مشرکین کے بارے میں اس طرح خبر دی ہے: (وَ الَّذِین یُنفِقُون أَموَالَھُمْ رِئَا ءَ النَّاسِ وَ لاَ یُؤمِنُون بِاللّٰہِ وَ لاَ بِالیَوْمِ الآخِرِ[1]) وہ لوگ (مشرکین) اپنے اموال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور خدا وند عالم اور روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔

ان بزرگوں نے لوگوں کو قیامت اور اس کے نتیجۂ اعمال سے ڈرایا؛ جبکہ خدا وند عالم عصر جاہلیت کے مشرکین اور ان کی گفتگو کے بارے میں اس طرح خبر دیتا ہے: (وَقَالُوا مَاھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنیَا نَمُوتُ وَنَحْیَا وَ مَا یُھلِکُنَا اِلَّا الدَّھرُ.[2]) (مشرکین نے) کہا: ہماری اس دنیاوی زندگی کے علا وہ کوئی حیات نہیں ہے،اسی میں مرتے ہیں اور اسی میں جیتے ہیں اور ہمیں تو صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ (وَ قَالُوا اِن ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِینَ[3])اور (مشرکین نے) کہا :ہماری دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی اور نہ ہی ہم محشور کئے جائیں گے۔ (...وَلَئِن قُلتَ اِنَّکُم مَبْعُوثُون مِن بَعدِ المَوتِ لَیَقُولَنَّ الَّذِین کَفَرُوااِن ھٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُبِینٌ[4])...اور اگر تم کہو کہ مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے،تو کفار کہیں گے: یہ صرف کھلا ہوا جادو ہے۔انھیںآیات کے مانند سورۂ اسراء کی ۴۹ویں اور ۹۸ویں آیات اور سورۂ مومنون کی ۳۷ویں اور ۸۲ویں آیات اور سورۂ صافات کی ۱۶ویں اور سورۂ واقعہ کی ۴۷ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔اور سورۂ یٰس کی ۷۸ویں ۷۹ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔ (وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ نَسِیَ خَلْقَہُ قَالَ مَن

[1] سورۂ نساء، آیت: ۳۸
[2] سورۂ جاثیہ، آیت: ۲۴.
[3] سورۂ انعام، آیت: ۲۹.
[4] سورۂ ہود، آیت: ۷.

یُحیِي العِظَامَ وَھِیَ رَمِیمٌ * قُلْ یُحیِیھَا الَّذِي أَنشَأَھَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیمٌ)ہمارے لئے اس نے ایک مثال دی اور اپنی خلقت کو بھول بیٹھا اور کہا : ان ہڈیوں کو جو بوسیدہ ہو چکی ہیں کون زندہ کرے گا ؟! کہو : وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انھیں خلق کیا تھا اور وہ ہر نوع خلقت کے بارے میں آگا ہ ہے ۔ خدا وند سبحان نے سورۂ واقعہ کی ۴۶ تا ۴۸ ویں آیات میں ان جاہلوں کے جو اوصاف بتائے ہیں وہ اس طرح ہیں: (وَکَانُوا یُصِرُّونَ عَلیَ الحِنْثِ العَظِیمِ * وَکَانُوا یَقُولُونَ أَإِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَاباً وَعِظَاماً أَإِنَّا لَمَبعُوثُونَ * أَوَآبَاؤُنَا الأَوَّلُونَ)اور وہ لوگ بڑے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں. اور کہتے ہیں: کہ جب ہم مر کر خاک اور ہڈی ہو جائیں گے،تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟! آیا ہمارے گزشتہ آباء و اجداد بھی دوبارہ (زندہ ہو جائیں گے)؟! منجملہ ان امور کے کہ جن کو اجداد پیغمبر (یکے بعد دیگرے) انجام دیتے تھے، و ان کے معاشرے اور سماج میں رائج رسم و رواج کی مخالفت تھی جیسے شراب و زنا کی حرمت پوری تاریخ میں وہ بھی ایسے سماج میں جس میں شراب نوشی اور زنا کاری کا ارتکا ب ان کے درمیان مختلف صورتوں اور شکلوں میں رائج تھا ۔

اس طرح سے کہ مکہ اور طائف میں اس حرام کاری کے لئے مخصوص گھر ہوتے تھے کہ ان کی بلندیوں پر مخصوص نشانات اور خاص قسم کے جھنڈے لگے ہوتے تھے جو اسی بات کی عکاسی کرتے تھے ۔ اسی طرح لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے نہی کرتے ہے،وہ بھی ایسے زمانے میں کہ خدا وند سبحان سورۂ نحل کی ۵۸ ویں اور ۵۹ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:(وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُھُم بِالأُنثیٰ ظَلَّ وَجھُہُ مُسوَدّاً وَھُوَ کَظِیمٌ * یَتَوَارَیٰ مِنَ القَومِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِہِ أَیُمسِکُہُ عَلیٰ ھُونٍ أَم یَدُسُّہُ فِي التُّرَابِ...) اور ان میں سے جب کسی کو لڑکی کی ولادت کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور غصّہ سے بھر جاتا ہے.اور جو کچھ اُسے مژدہ دیاگیا اس کی قباحت اور برائی کی وجہ سے وہ لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتا تھا (اور فکر کرتا تھا) کہ آیا اسے ذلت و خواری کے ساتھ محفوظ رکھے یازمین میں اسے چھپا دے ۔

ہاں، ان لوگوں (اجداد پیغمبر) نے اس کے علاوہ کہ نا پسندیدہ امور کو ترک کرتے، دوسروں کو بھی ان کے کرنے سے منع کرتے تھے،اپنی قوم کے درمیان رائج رسم و رواج کی جنھیں قرآن کریم کے مکّی سوروں میں انھیں بُرے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، مخالفت کرتے تھے۔ اسی طرح مکارم اخلاق پر بہت توجہ دیتے تھے جو کہ ان سے مخصوص تھے اور لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتے کہ خدا کے مہمانوں اور حاجیوں کو کھانا کھلانے کے لئے حلال طریقہ سے کمائی ہوئی رقم سے انفاق کریں.وہ بھی ایک ایسے معاشرہ میں جہاں ربا اور قمار بازی (جوا) کے ذریعہ کمائی ہوتی ہو.اور چوری، ڈکیتی اور لوگوں کے اموال کی لوٹ کھسوٹ جس طریقہ سے بھی ممکن ہوااور جس شخص سے بھی ممکن ہو لوٹ لیتے تھے۔ اعتقادی اعتبار سے بھی تاریخ نے یہ پتہ نہیں دیا کہ پیغمبر کے اجداد میں سے کسی ایک فرد نے بھی بُت پرستی کی ہو، یا بُت کے لئے قربانی کی ہو،یا کسی بت سے مدد مانگی ہو،کسی بُت سے طلب باراں کی ہو یا بُت کے نام پرحج کا لبیک کہا ہو،یا کسی بُت کے نام سے قسم کھائی ہو۔

اور وہ بھی ایسے حالات میں کہ جب مکّہ اور اس کے ارد گرد اور اطراف کے علاقوں میں لوگوں کے عقائد اور ان کے یقین کی بنیاد بتوں پر استوار تھی اور ان کی گفتگو اور ان کا کلام انھیں کے محور سے پُر ہوتا تھا۔ اور ان کا لوگوں کو قیامت کے دن اعمال کی سزا سے خوف دلانا، وہ بھی ایسے معاشرہ میں جہاں اخروی زندگی کے معتقد افراد کی عقل و خرد کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور ان کی توہین کر تے تھے یہ ایک قابل غور مسئلہ ہے۔ اور عقل سلیم اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ تمام مذکورہ امور ان تمام صدیوں اور زمانوں میں اتفاقی تھے.وہ بھی حضرت اسمٰعیل کے فرزندوں کے زمانے سے حضرت عبد المطلب کے زمانے تک یعنی پانچ سو سال سے زیادہ کی مدت میں ایسا اتفاق ہوا ہو.یعنی اجداد پیغمبر ان تمام صدیوں میں اتفاقی طور پر ان صفات کے حامل ہوگئے تھے، اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ ان کا نسب اخلاقی پستیوں کی آلودگی سے پاک تھا اور یہ طہارت اُس وقت تھی جب مکّہ اور طائف میں زنا اور دوسری اخلاقی برائیاں عام تھیں۔ جہاں تک اس حقیر نے سیرت اور انساب سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کیا ہے

کوئی مشہور اور شناختہ شدہ گھرانہ نہیں ملا جس کا نسب اخلاقی گراوٹ اور اس جیسی آلودگی سے پاک ہو. اور یہ کہنا کہ یہ سب اتفاقی اور حادثاتی طور پر تھا تو یہ غیر معقول بات ہے۔ ان تمام باتوں کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے کہ پیغمبرؐ کے اجداد اپنی قوم کو خاتم الانبیاء کی بعثت کے بارے میں مکّہ میں مژدہ دیتے تھے اور بتاتے تھے کہ آنحضرت کا آسمانی کتابوں میں محمد اور احمد نام ہے ۔ وہ اپنی قوم سے مطالبہ بھی کیا کرتے تھے کہ آنحضرت مبعوث ہو جائیں تو ان کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی نصرت کریں۔

اجداد پیغمبرؐ کا یہ کارنامہ خدا وند عالم کی اس بات کا مصداق ہے کہ وہ سورۂ آل عمران آیت ۸۱ میں فرماتا ہے:(وَاِذْ أَخَذَ اللّٰہ مِیْثَاقَ النَّبِیِّین لَمَا آتَیْتُکُم مِن کِتَابٍ وَ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَاءَکُمْ رسولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَکُم لَتُؤْمِنُن بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَأَقْرَرْتُم وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِی قَالُوٓاْ أَقْرَرنَا فَاشْھَدُوا وَ أَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشَّاھِدِین)اور جب خدا وند عالم نے پیغمبروں سے عہد وپیمان لیا کہ جب بھی ہم تمھیں کوئی کتاب یا حکمت دیں، پھر تمہاری طرف جب وہ پیغمبر آئے جو تمہارے دین کی تصدیق کرتا ہو، تو قطعی طور سے اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو (اُس وقت خدا نے پیغمبروں سے) کہا : آیا تم نے اقرار کیا اور اُس کا عہد وپیمان کیا ؟ سب نے کہا : ہم نے اقرار کیا .فرمایا ؛ پھر گواہ رہنا میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ اور یہ رسول وہی محمد بن جناب عبد اللہ ہیں۔

وہ تمام باتیں جو ہم نے اجداد پیغمبر کے عقائد کے بارے میں بیان کی ہیں سب سے زیادہ جناب عبد المطلب سے صادر ہوئی ہیں جیسے ان کا پیغمبرؐ کی ولادت کے موقع پر یہ شعر کہنا ۔انت الذّی سُمّیت فی الفرقان فی کتب ثابتۃ المبانا حمد مکتوب علی اللّسان ''تم وہی ہو کہ فرقان او رغیر تحریف شدہ اور استوار کتابوں میں تحریر اور زبان پر جس کا ''احمد '' نام ہے۔ اور ان کا یہ شعر کہنا کہ جب حلیمہ نے انھیں گم کر دیا تھا : انت الذّی سمّیتہ محمداً خدا یا!'' یہ تو ہے کہ اس کا نام ''محمد '' رکھا ہے ۔ اور ان اشعار میں جو ابرھہ اور اس کے لشکر کی ہلاکت کے بعد پڑھے ہیں تصریح کرتے ہیں کہ خود وہ اور ان کے آباء و اجداد خدا کی حجتیں ہیں: نحن آل اللّٰہ فی ما قد مضی لم یزل ذاک علی عھد ابرھم(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

لم تزل للہ فینا حجۃ یدفع اللہ بھا عنا النقم (ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ اسلام نے جناب عبد المطلب کی بعض سنتوں کی تائید کی ہے۔ کیونکہ وہ حضرت ابراہیم کے دین حنیف پر تھے اور جو کچھ انھوں نے سنت چھوڑی ہے وہ ان کی شریعت کی پیروی کی بنیاد پر تھی۔ اسی وجہ سے جناب عبد المطلب کی سنتیں اسلام میں داخل ہوئیں اور خدا نے فرمایا: (ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا[1]...) پھر ہم نے تم پر وحی کی کہ (خدا پرستی اور توحید اور معارف الٰہی کے نشر کرنے کے بارے میں) ابراہیم کے پاکیزہ آئین کی پیروی کرو۔ (قُلْ صَدَقَ اللهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا[2]...) (اے پیغمبر) کہو کہ خدا کا قول سچا ہے (نہ تمہارا دعویٰ) تمھیں ابراہیم کے پاک و پاکیزہ آئین کی پیروی کرنا اہئے کیونکہ صاف ستھرا اور پاک و پاکیزہ ہے۔ (وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَ اتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا[3]...) (دنیا میں) اس دین سے کون دین بہتر ہے جس نے لوگوں کو خدا کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم کر دیا ہے اور نیک کردار ہونے کے علاوہ حق کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرتے ہیں...؟ اس لحاظ سے پیغمبر کے تمام اجداد ابراہیم کی حنفیہ شریعت کے پابند تھے اور بے شک خداوند عالم کی گفتگو انتہائی صداقت کی حامل ہے جیسا کہ سورۂ شعرأ کی ۲۱۹ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے: (وَ تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ) خدا وند متعال تمہارے سجدہ گذاروں کے درمیان کروٹیں بدلنے (تمہارے اصلاب شامخہ سے ارحام مطہرہ میں منتقل ہونے) کے بارے میں آگاہ ہے۔ اسی آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا: پیغمبر اکرمؐ کا نور مسلسل پیغمبروں کے صلبوں میں ایک پشت سے دوسری پشت تک منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ان کی ماں نے انھیں جنم دیا۔ حضرت امام محمد باقر نے اس کی تفسیر سے متعلق فرمایا: آنحضرتؐ کے نور کا انبیاء

[1] سورۂ نحل، آیت، ۱۲۳.
[2] سورۂ آل عمران، آیت ۹۵.
[3] سورۂ نساء، آیت ۱۲۵ اور انعام ۱۶۱.

کی پشت سے منتقل ہونا ایک نبی سے دوسرے نبی تک مکمل واضح اور معلوم ہے. یہاں تک کہ خدا نے انھیں ان کے باپ کی صلب سے پیدا کیا اور یہ کام حضرت آدم کے زمانے سے ہی نکاح کے ذریعہ سے تھا نہ کہ غیر شرعی اور ناجائز راستوں سے۔

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ نے انبیاء کی توصیف میں نہج البلاغہ کے ۹۲ ویں خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے''؛خدا وند عالم نے انھیں بہترین جائے امن میں بطور امانت رکھا اور سب سے اچھی جگہ پر انھیں قرار دیا اور انھیں نیک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کیا اور جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا ،یہاں تک کہ خدا کے قیمتی دین کی تبلیغ خدا وند سبحان نے محمدؐ کے حوالے کی ،پھر خدا نے انھیں سب سے زیادہ قابل قدر اور قیمتی معدنوں ،سب سے بہتر صلبوں اور گراں قدر درختوں سے وجود بخشا وہی شجرۂ طیبہ کہ جس سے دیگر پیغمبروں کو اُس نے پیدا کیا ہے.اور امانت داروں اور اوصیاء کو اسی سے انتخاب کیا ہے ان کی عترت بہترین عترت اور ان کا خاندان بہترین خاندان ہے اور ان کا شجرہ سب سے اچھا شجرہ ہے جو حرم ہی میں اگا ہے اور کرامت و بزرگی کے سائے میں بلند ہوا ہے۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں : '' جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو ان میں سے کوئی دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا، یہ ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ دین خدا کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کے لئے یکے بعد دیگرے قیام کرنے والے (انبیاء و اوصیاء) آتے رہے اور حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت خاتمؐ تک ان کا سلسلہ جاری رہا وہ بھی اس طرح سے کہ کبھی دنیا ان کے وجود سے خالی نہیں رہی ۔ حضرت علیؑ نے دوسری جگہ فرمایا ہے'' : دین خدا کو قائم کرنے والی حجت سے زمین کبھی خالی نہیں رہے گی؛ خواہ ہویدا اورآشکار ہو یا خائف اور پوشیدہ '' تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی حجتیں اور دلیلیں تباہ و برباد ہو جائیں، وہ لوگ کتنے آدمی ہیں؟اور کہاں ہیں؟ خدا کی قسم وہ لوگ گنتی کے لحاظ سے بہت تھوڑے ہیں اور خدا کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت ہی عظیم اور با عظمت ہیں۔ خدا وند سبحان اپنی آیات و بینات کی ان کے ذریعہ حفاظت و نگہداری کرتا ہے. جب تک کہ

اُن کو اپنے ہی جیسوں کے والے نہ کر دیں اور ان کا تخم (بیج) اپنے ہی جیسے افراد کے دلوں میں نہ بو دیں"[1] ۔جی ہاں،خدا کی ربو بیت کا اقتضا یہی ہے کہ ہر عصر اور ہرزمانے میں انسانوں کے لئے امام وپیشوا قرار دے تا کہ اس کی طرف رجوع کر کے دین خدا کے معالم کو حاصل کریں ،یہ امر اس طرح ہونا چاہیئے کہ اگر وہلوگ جستجو اور کوشش کریں تو دینی مسائل سے آگاہ ہو جائیں،جیسا کہ وہ اپنی روزی اور رزق کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور حاصل کرتے ہیں جیسا کہ خدا وند متعال فرماتا ہے:(وَالّذِین جَاهَدُوافِینالَنَهدِیَنَّهُم سُبُلنا) جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم ضرور انھیں اپنی راہوں کی ہدایت کرتے ہیں . جس طرح سلمان فارسی محمدی نے راہ حق کے حصول کے لئے اصفہان کے ''جی ''نامی علاقہ سے باہر قدم نکالا اور ہجرت اختیار کر لی اور شام، موصل اور عراق کے راہبوں کے دیر تک پہنچے ۔ ہم اس بحث میں اس بات کی کوشش کریں گے کہ پیغمبرؐ کے اجداد کی سیرت کے کچھ نمونے جنھوں نے ابراہیمؑ کی حنفیہ شریعت کی تبلیغ کی ہے ،بیان کریں ۔جبکہ لوگوں کا اس سلسلہ میں غلط نظریہ ہے کہ خدا وند تبارک وتعالیٰ نے فترت کے زمانے کے لوگوں کو اسی طرح مہمل اور بے کار چھوڑ دیا تھا اور ان کے لئے کوئی امام اور پیشوا معین نہیں کیا تھا.تا کہ دین کے معالم اور اُس کے دستورات اُن سے یاد کریں ۔معاذ اللہ ۔کیا حرج ہے کہ جناب عبد المطلب بھی منجملہ انبیاء میں سے ایک ہوں جن کا قرآن میں نام نہیں ذکر ہے ؟ جبکہ پیغمبر اکرمؐ کی حدیث میں ابوذر سے منقول ہے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور مرسلین کی تعداد ۳۱۵ ؁ ہے کہ اس تعداد میں صرف ۲۵ ؁ نبی اور رسول کا نام قرآن میں ذکر ہوا ہے[2] لیکن یہ کہ پیغمبر کے اجداد موحد (خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے) تھے تو یہ ایک ایسا مطلب ہے جو مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث سے ھی معلوم ہو جائے گا :ابن عباس نے کہا : پیغمبر اکرمؐ سے میں نے سوال کیا اور کہا : میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں. جب حضرت دمؑ جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟اس سوال کو سنکر حضرت مسکرائے یہاں تک کہ داڑھ کے دانت نمایاں ہوگئے ۔پھر

[1] نہج البلاغہ، باب احادیث، حدیث ، ۱۴۷.
[2] بحار الانوار : ج۱۱، ص۳۲ اور مسند احمد: ج۵، ص۲۶۵، ۲۶۶.

اس وقت فرمایا :میں ان کی صلب میں تھا اور جب وہ زمین پر آئے تب بھی میں ان کی صلب میں تھا،اپنے باپ نوح ں کی صلب میں کشتی میں سوار ہوا اور ابراہیم ں کی صلب میں آگ میں ڈالا گیا،ہمارے ماں باپ ایک دوسرے کے ساتھ خلاف شرع (شرعی نکاح کے بغیر) نہیں رہے اور خدا وندعالم مجھے ہمیشہپاکیزہ اصلاب سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا.کسی نسل میں جدائی اور فرقت پیش نہیں آئی مگر یہ کہ میں ان میں سے سب سے بہتر نسل میں تھا ۔خدا وندعالم نے مجھ سے نبوت کا عہدلیا اورمجھے اسلام کی ہدایت کی اور میرا ذکر آشکارا طور پر توریت اور انجیل میں کیا اور میری صفتوں کو شرق و غرب عالم میں ظاہر کیا،اپنی کتاب کی مجھے تعلیم دی اورمجھے آسمان کی بلندیوں پر لے گیا اور ان کے اسماء سے مجھے بہرہ مند کیا :عرش کا خدا محمود ہے اور میں محمد ہوں،مجھے خوشخبری دی کہ مجھے حوض بخش دیا اور کوثر دیا، میں وہ پہلا شفاعت کرنے والا انسان ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی،پھراس وقت مجھ کو بہترین مقام اور منصب کے لئے مبعوث کیا ۔

اور میری امت وہ خدا کی حمد کرنے والی امت ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہے سورۂ زخرف کی ٢٦ تا ٢٨ ویں آیات کی تفسیر میں ارشاد فرماتا ہے:(وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیمُ لِاَبِیهِ وَقَومِهِ اِنَّنِی بَراءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ* اِلَّا الَّذِی فَطَرَنِی فَاِنَّهُ سَیَهْدِینِ* وَجَعَلَهَا کَلِمَةً بَاقِیَةً فِی عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُونَ)(اے ہمارے رسول!)اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ (یعنی اپنے چچا) اور قوم سے کہا :اے بُت پرستو!میں تمہارے معبودوں سے سخت بیزار ہوں.اور جز اس خدا کے جس نے مجھے خلق کیا ہےاور میری ہدایت کرے گا کسی کی نہیں عبادت کرتا .اور اس خدا پرستی (اور توحید) کو میری تمام ذریت میں کلمۂ باقیہ کے عنوان سے قرار دیا ہے تا کہ اس کی ذرّیت کے افراد (خدا وند واحد کی طرف) رجوع کریں۔ ابن عباس نے اس طرح کہا ہے:یعنی ہمیشہ ان کی (ابراہیم) ذریت میں ایسے لوگ ضرور رہے ہیں جو کلمہ لا الہ الاّ اللہ کا نعرہ لگاتے رہے ہیں[٢]ابن عباس نے کہا ہے کہ:لفظ ''فی

[١] تفسیر سیو طی : ج ۵، ص ۹۹
[٢] تفسیر ابن کثیر:ج۴، ص۱۲۶.

عقبہ'' ''ان کے جانشینوں'' کے معنی میں ہے[1] اوردوسری روایت کی بناء پر ''ان کے فرزندوں'' کے معنی میں ہے[2] تفسیر قرطبی میں اختصار کے ساتھ اس طرح آیا ہے:یعنی خدا وند سبحان نے اس گفتار وکلام کو ان کی نسل میں ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند میں باقی رکھا ہے. یا یہ کہ ان کی نسل نے غیر اللہ کی عبادت سے دوری کو اُن سے بعنوان میراث پایا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کو اس امر کی وصیت کی ہے اور لفظ ''عقب'' اس شخص کے معنی میں ہے جو اس کے بعد آتا ہے۔

صحیح ترمذی اور مسند احمد میں واثلہ صحابی تک ان کی سند کے ساتھ ذکر ہوا ہے:خدا وندعالم نے اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے انتخاب کیا اور چنا ہے[3] سنن ترمذی میں اپنی سند کے ساتھ رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:خدا وند رحمن نے ابراہیم کی اولاد میں اسمٰعیل کو اور اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم (ہاشم کی اولاد) کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔

پھر ترمذی لکھتے ہیں : یہ صحیح اور اچھی حدیث ہے[4]۔ واضح ہے لفظ قریش سے مراد منحصر طور پر پیغمبر اکرمؐ کے آباء و اجداد ہی ہیں. جو کچھ گذر چکا رسول خداؐ کے آباء و اجداد کی فترت کے زمانے میں بعض خبریں تھیں۔ مسعودی اپنی کتاب مروج الذھب میں لکھتا ہے:لوگ ''جناب عبد المطلب'' کے بارے میں اختلاف نظر رکھتے ہیں.اُن میں سے بعض انھیں مومن اور موحد (یکتا پرست) خیال کرتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ نہ انھوں نے اور نہ ہی پیغمبر اکرمؐ کے کسی آباء واجداد نے خدا کا کسی کو شریک قرار دیا ہے۔اور جناب عبد المطلب نسل در نسل پاک و پاکیزہ اصلاب سے پیدا ہوئے ہیں اور خود ہی اعلان کیا ہے کہ ان کی پیدائش صحیح ازدواجی رابطہ سے ہوئی ہے نہ کہ شرع کے خلاف طریقہ سے۔کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جناب عبد المطلب اور پیغمبرؐ کے دیگر

---

[1] تفسیر قرطبی، ج۱۶، ص ۷۷.
[2] تفسیر سیو طی : ج ۶، ص ۱۶ .
[3] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث شمارہ،۱؛ مسند احمد، ج۴، ص ۱۰۷.
[4] مسند احمد، ج،۴، ص ۱۰۷ ؛ صحیح ترمذی، ج، ۱۳، ص ، ۹۴ ،ابواب المناقب، باب اوّل، حدیث اوّل.

اجداد کو مشرک جانتے ہیں ،جز ان لوگوں کے جن کے ایمان کی صحت اور درستگی کی تائید ہوئی ہے۔یہ ایک ایسی بات ہے جو امامیہ ،معتزلہ، خوارج، مرجۂ اور دیگر فرقوں کے درمیان اختلاف کا باعث ہے. اور یہ کتاب اس طرح کے مطالب کی ردّ یا اثبات کی گنجائش نہیں رکھتی کہ ہر ایک فرقہ کے دلائل کو اس میں پیش کریں۔ ہم نے ان فرقوں میں سے ہر ایک کی باتوں اور ان کے دلائل کو اپنی دوسری کتاب ''المقالات فی اصول الدیانات'' اور ''استبصار'' نامی کتاب میں نقل کیا ہے ،امامت کے سلسلہ میں بھی ان کے نظریات اور اقوال کو ''الصفوۃ'' نامی کتاب میں ذکر کیا ہے[1]. مسعودی کی گفتگو تمام ہوئی۔اور ہم عنقریب جناب ابو طالبؑ کی پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ سیرت اور رفتار کی تحقیق کرنے کےبعد انشاء اللہ اُن کے دلائل بھی پیش کریں گے۔

کتاب کے مطالب کا خلاصہ اور نتیجہاوّل: حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت خاتم الانبیاأ (صلوات اللہ علیھم اجمعین) تک وصی کی تعیین کا سلسلہ ہے۔

حضرت آدم کی اپنے فرزند شیث ہبۃ اللہ سے وصیت

جب شیث پیدا ہوئے تو حضرت خاتمؐ کا نور ان میں منتقل ہوا اور ان کے کامل اور پختہ جوان ہونے کے بعد حضرت آدم نے اپنی وصیت ان کے سپرد کی اور انھیں آگاہ کیا کہ میرے بعد اللہ کی حجت اور زمین پر اس کے جانشین ہیں وہی خدا کا حق اپنے اوصیاء تک پہنچائیں گے اور وہ دوسرے شخص ہیں جن میں حضرت خاتمؐ کا نور منتقل ہوا ہے۔ (آل) کا نام نہیں لیتا اور دیگر مکتب خلفاء کے پیرو کاروں کے مانند صلّیٰ اللہ علیہ وسلم لکھتا ہے، جب کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب میں یہ درود آل پیغمبر کو بھی شامل ہے، مگر یہ کہ ہم یہ مانیں کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب مذکورہ کتابوں کے بعد تالیف ہوئی ہے. ممکن ہے کہ اثبات الوصیہ نامی کتاب علی بن حسین مسعودی کی تألیف ہو جو نعمانی کی حدیث کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں کہ نعمانی نے ''الغیبۃ'' نامی کتاب میں ص ۱۸۸ اور

[1] مروج الذھب، ج۲۲، ص۱۰۸۔ ۱۰۹ ان کی یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب ان کی نہیں ہے ورنہ اپنی دوسری تالیفات کے ضمن میں اس کا بھی ذکر کرتے اس کے علا وہ مسعودی جب پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجتا ہے تو آنحضرتؐ کی

۱۴۱اور ۳۱۲ پر اس سے روایت کی ہے اور ہم نے معالم المدرستین کی پہلی جلد کی بحث وصیت میں بعض ان اخبار کو نقل کیا ہے کہ اثبات الوصیہ کا مؤلف جن کے نقل کرنے میں دیگر متعدد اور مشہور منابع و مآخذ کیساتھ شریک ہے.دوسرا بیان جب خدا نے آدم کو دنیا سے اٹھانے کا ارادہ کیا تو انھیں حکم دیا کہ اپنے بیٹے شیث کو اپنا وصی بنائیں اور جو کچھ علم حاصل کیا ہے انھیں تعلیم دیں،آدمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا ۔

تیسرا بیان

جب آدم کی موت کا وقت قریب آیا ،تو شیث اور ان کی اولاد ان کی خدمت میں آگی،آدم نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور شیث کو اپنا وصی بنایا اور انھیں اپنے جسد کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرے جسم کو غارگنج میں رکھ دینا اور اس کے بعد وہ اپنی رحلت کے موقع پر اپنے فرزندوں اور پوتوں کو وصیت کریں اور جب پہاڑ اور اپنی سر زمین سے نیچے آجائیں تو ان کا جسم لے کر زمین کے بیچ میں رکھ دیں.جب انوش (شیث کے فرزند) دنیا میں آئے تو نور ختمی مرتبت آپ کی پیشانی میں چمکنے لگا ،جب منزل رشد وکمال کو پہونچے تو آپ کو وصیت فرمائی اور اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام شرف و کرامت اس نور کی مرہون منت ہے اور اس امر کی بھی تاکید فرمائی کہ اپنی اولاد کو بھی اس حقیقت سے با خبر رکھیں اور وصایت کا یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہے ۔شیث کی اپنے بیٹے انوش سے وصیتجب شیث کی موت کا وقت قریب آیا توان کے فرزنداور فرزندوں کے فرزند جوکہ اُس وقت موجود تھے جیسے: انوش، قینان، مھلائیل ،یرد ،اخنوخ،ان کی عورتیں اور ان کے بچے ،یہ سب ان کے پاس جمع ہوگئے، شیث نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے اختلاط نہ رکھیں،پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت کی اور ان سے حضرت آدم کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی اور تاکید کی کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں اور اپنی قوم کو تقوائے الٰہی اور نیک عبادت کا حکم دیں اس کے بعد وہ دار فانی

سے رخصت ہوگئے۔انوش حضرت آدمؑ کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے.شیثؑ نے موت کے وقت اُن سے وصیت کی اور انھیں اس نور کے بارے میں آگاہ کیا جواُن میں منتقل ہوا ہے (حضرت خاتم الانبیاء کا نور جو ان کی نسل سے وجود میں آئیں گے) اور انھیں حکم دیا تا کہ اپنے فرزندوں کو ہر بزرگ دوسرے بزرگ کے بعد اور ہر نسل دوسری نسل کو اس نور کی عظمت و منزلت،شرف و فضیلت سے آگاہ کرے۔انوش نے اپنے باپ کے بعد احسن طریقے سے باپ کے حکم کو پایہ تکمیل تک پہونچایا اور امور رعیت کا انتظام و اہتمام اور ان احکام و قوانین پر عمل کیا جن کے اُن کے باپ بھی پیرو تھے۔انوش کی اپنے فرزند قینا ن سے وصیتشیث کی وفات کے بعد ،انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت پر عمل کرنا شروع کردیا.خدا کی اچھے انداز میں پر تش و عبادت کی اور اپنی قوم کوبھی حُسن عبادت کا حکم دیا۔جب انوش کے مرنے کا زمانہ قریب آیا،تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے قینان اور مہلائیل ان کے ارد گرد جمع ہوگئے،انھوں نے حضرت قینان کو حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت و نگہداری کی وصیت کی اور سب کو حکم دیا کہ ان کے پاس نما ز پڑھیں اور خدا کی زیادہ سے زیادہ پاکیزگی بیان کریں،پھر اس کے بعد رحلت کر گئے۔ ایک دیگر بیان میں اپنے بیٹے قینان سے وصیت کی اور انھیں اُس معھود نور سے جو ان تک منتقل ہوا تھا اور وہ راز جو بطور امانت ان کے حوالے کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انتقال کر گئے قینان نے اپنے باپ انوش کی سیرت و روش اختیار کی۔قینان اپنی قوم کے درمیان خدا کی اطاعت و فرنبرداری میں مشغول ہوگئے اور اس کی احسن طریقے سے عبادت کی اور حضرت آدمؑ اور شیثؑ کی وصیت کی پیروی کی۔قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت جب قینان کی موت کاوقت قریب آیا ، بیٹے اور پوتے مہلائیل یر د،متوشلح اور لمک اور ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے ارد گرد جمع ہوگئے قینان نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت کی درخواست کی،پھر اس وقت مہلائیل کو اپنا وصی بنایا اور انھیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت و نگہداری کی تاکید کی اور اُس نور سے جو اُن تک منتقل ہوا تھا آگا ہ کیا،مہلائیل نے لوگوں کے درمیان باپ کی سیرت اختیار کی۔

مہلائیل کی اپنے فرزند یوراد سے وصیت

یارد (یا یوارد ، یا یرد) مہلائیل کے فرزند ہیں جو باپ کے وصی ہوئے اور مہلائیل نے انھیں سرّ مکنون اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کے انتقال نور سے انھیں مطلع کیا اور صحف کی انھیں تعلیم دی اور زمین سے بہرہ مند ہونے کا طریقہ اور جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے انھیں یاد کرایا اور سرّ ملکوت نامی کتاب جسے مہلائیل فرشتہ نے آدمؑ کو تعلیم دی تھی ان کے حوالے کر دی ،وہ حضرات اس کتاب کو مختوم اور مہر شدہ صورت میں یکے بعد دیگرے بعنوان میراث پاتے رہے ہیں۔یوراد کی اپنے بیٹے اخنوخ (ادریس)سے وصیتمرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:جب یردؑ کی موت کا زمانہ قریب ہوا تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے اخنوخ، متوشلح، لمک اور نوح ان کے پاس جمع ہوگئے.یر د نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور اخنوخ کو وصیت کی اور انھیں اُن تمام علوم سے آگاہ کیا جو اُن کے پاس تھے اور سر ملکوت نامی کتاب اُن کے حوالے کر دی اور انھیں حکم دیا کہ ہمیشہ غارگنج میں جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے نماز پڑھیں،پھر انتقال ہوگیا ۔

اخنوخ پرتیس صحیفے نازل ہوئے اور ان سے پہلے حضرت آدم پر اکیس صحیفے اور شیث پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے کہ ان میں تسبیح و تہلیل کا ذکر تھا ۔ حضرت آدم کے بعد جو سب سے پہلے پیغمبری کے لئے مبعوث ہوئے ادریس یا اخنوخ بن یرد ہیں ۔ متوشلح اور دیگر چند افراد اخنوخ کی اولاد تھے ،اخنون نے متوشلح سے وصیت کی،لمک اور چند افراد متوشلح کے فرزند تھے کہ متوشلح نے لمکؑ سے وصیت کی، نوح پیغمبر، لمک کے فرزند ہیں۔ادریس کی اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت ادریس نے اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کی ،کیونکہ خدا وند عالم نے ان پر وحی نازل کی کہ اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کرو کہ ہم بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کرنے والے ہیں کہ اس کا کام میری مرضی کے مطابق اور میری تائید سے ہے۔ایک دوسرے بیان میں:ادریس نے اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کی اور جب عہد و پیمان ان کے حوالے کر دیا تو انھیں اُس نور سے جو ان تک منتقل ہوا ہے

(حضرت خاتم الانبیاءؐ کے نور سے) آگا ہ کیا ۔متوشلح کی اپنے بیٹے لمک سے وصیتاخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:
جب متوشلح کی موت کا زمانہ قریب آیا ، تو انھوں نے اپنے بیٹے لمک سے وصیت کی ،لمک جامع (جمع کرنے والے) کے معنی میں ہے اور وہ نوح پیغمبر کے والد ہیں ۔ متوشلح نے ان سے وصیت کی ا ور صحیفے اور مہر لگی کتابیں کہ جو ادریس پیغمبر کی تھیں ان کے حوالے کیں اور وصیت ان تک منتقل ہو گئی ۔لمک کی اپنے بیٹے نوح سے وصیتاور جب لمکؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو نوحؑ، سامؑ، حامؑ اور یافثؑ اور ان کی عورتوں کو بلایا ، شیثؑ کی اولاد میں صرف ان آٹھ افراد کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا تھا کیونکہ باقی پہاڑ سے نیچے آکر قابیل کی اولاد سے مخلوط ہوگئے تھے اور ان سے راہ و رسم برقرار کر لی تھی ۔لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور کہا :اس خدا سے دعا کرتا ہوں جس نے آدم کو زیور تخلیق سے آراستہ کیا کہ ہمارے باپ آدم کی برکت تم پر نازل کرے اور حکومت و سلطنت تمہارے فرزندوں میں قرار دے . میں مر جاؤں گا اور اے نوح !تمہارے سوا ان میں سے کوئی دوسرا جو عذاب خدا وندی کا مستحق ہے نجات نہیں پائے گا. اور جب میں مر جاؤں تو مجھے اٹھا کر غار گنج (جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے) میں رکھ دینا اور جب خدا کا ارادہ ہو کہ کشتی میں سوار ہو تو مجھے اور جسد آدم کو اٹھا کر پہاڑ کے نیچے لے آؤ اور ہمیں اپنے ساتھ ساتھ رکھو اُس وقت تک کہ جب تک کشتی سے باہر نہ آجاؤ ۔اور جب طوفان تھم جائے اور کشتی سے باہر آجاؤ اور زمین پر قدم رکھو تو حضرت آدم کے جسد کے پاس نماز پڑھو اور اپنے بڑے بیٹے سام کو تاکید کرو کہ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے کسی فرزند کے ساتھ اُسے زمین کے وسط میں سپرد خاک کر دے اور ... خدا وند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اُس کے ہمراہ بھیجے گا تا کہ اُس کا ہدم ہو اور وسط زمین کی راہنمائی کرے ۔

خدا وند عالم نے نوح پر ،ان کے جد ادریس پیغمبر کے زمانے میں اور ادریس کو آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے وحی نازل کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو طغیانی و سر کشی کے انجام سے ڈرائیں اور انھیں ان گناہوں کے ارتکاب سے منع کریں جن کے وہ مر

تکب ہوتے تھے اور انھیں عذاب سے ڈرائیں. نوح نے خدا کے حکم کی تعمیل کی اور عبادت خدا اور قوم کو خدا کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہوگئے۔

نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت

جب حضرت نوح کشتی سے باہر آئے توتین سو ساٹھ سال تک زندہ رہے اور جب موت کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے سام ،حام ،یافث اور ان کی اولا د ان کے ارد گرد جمع ہو گئی ۔نوح نے ان سے وصیت کی اور خدا وند سبحان کی عبادت کا حکم دیا اور سام کو حکم دیا کہ جب وہ انتقال کر جائیں تو کشتی کے اندر جائے اور کسی کو اطلاع دےئے بغیر حضرت آدم کے جسد کو زمین کے وسط میں اور مقدس جگہ پر سپرد لحد کر دے. پھر کہا.اے سام! جب تم ملکیزدق کے ہمراہ اس کام کوانجام دینے کے لئے روانہ ہو جاؤ گے تو خدا وند سبحان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو تمہارے ساتھ کرے گا تا کہ تمھارا راہنما ہو اور وسط زمین کے بارے میں تمھیں اطلاع دے.اس ماموریت میں کسی کو اپنے کام سے باخبر نہ کرنا یہ حضرت آدم کی وصیت کا جز ہے جو انھوں نے اپنے فرزندوں سے کی تھی اور ہر ایک نے دوسرے کو اس کے انجام دینے کی وصیت کی یہاں تک کہ یہ وصیت تم تک پہونچی ؛ پھر جب اس جگہ پہنچ جاؤ جہاں فرشتہ نے راہنمائی کی ہے،تو جسد آدم کو اسی جگہ خاک میں دفن کر دو،پھر اس گھڑی حکم دو کہ ملکیزدق وہاں سے جدا نہ ہو اور خدا کی عبادت کے سوا کوئی کام نہ کرے ۔خدا وند سبحان نے ریاست اور وہ تمام کتابیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں سام کے حوالے کیں اور اسے دیگر فرزندوں اور بھائیوں سے الگ نوح کی جانشینی سے مخصوص کر دیا ۔سام کی اپنے بیٹے ارفخشد سے وصیتسام باپ کی وفات کے بعد خدا کی عبادت اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول ہوگئے ۔ انھوں نے کشتی کا دروازہ کھو لا اور حضرت آدم کے جسد کو اپنے بیٹے ملکیزدق کے ہمراہ لے کر خفیہ طور پر بھائیوں اور خاندان کو اطلاع دئیے بغیر جسد کو نیچے

لائے .فرشتہ نے ان کی راہنمائی کی ذمہ داری لی اور اس جگہ تک جہاں حکم تھا کہ حضرت آدم کے جسد کو وہاں دفن کریں ان کے ساتھ ساتھ رہا ؛اور جسد آدم کو وہیں پر سپرد لحد کر دیا ۔

اور جب سام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے ارفخشد کو وصیت فرمائی، جو کہ اپنے والد کے بعد زمین میں ان کے جانشین تھے ۔ ارفخشد کی اپنے بیٹے شالح سے وصیت جب ارفخشد کی موت کا وقت قریب آیا ، بیٹے اور خاندان والے ان کے پاس جمع ہوگئے،انھوں نے خدا وند عالم کی عبادت اور گناہوں سے دوری اختیار کرنے کی تاکید کی ۔پھر اس وقت اپنے بیٹے شالح سے کہا : میری وصیت قبول کرو اور میرے بعد خا ندان کے درمیان میرے جانشین رہو اور خدا وند رحمان کی اطاعت و عبادت کے لئے قیام کرو ، یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہوگئے ۔شالح کی اپنے بیٹے عابر سے وصیتشالح کی موت کا وقت جب نزدیک آیا،تو اپنے بیٹے عابر سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے کنارہ کشی اختیار کریں,یہ کہہ کہ دنیا سے رخصت ہوگئے ۔گزشتہ فصلوں میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کس طرح اپنے دو بیٹے اسمٰعیل و اسحق کو حنفیہ ریعت کی حفاظت کے لئے وصیت فر مائی ہے ۔کتاب کی اس جلد میں جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے، جا نشینی اور وصایت سے متعلق اخبار کے سلسلوں کا ایک حصّہ تھا ۔پہلی جلد میں ہم نے پڑھا کہ خدا وند عالم نے موسیٰ کلیم اللہ کو کس طرح حکم دیا کہ یوشع بن نون کو اپنی شریعت اور امت پر اپنا وصی بنا ئیں ۔اور حضرت داؤد نے اپنے فرزند سلیمان کو اسی امر سے متعلق وصیت فرمائی اور حضرت عیسی نے اپنے حواری شمعون یا سمعان کو اسی امر کی وصیت کی اور یہ وصیت کا سلسلہ حضرت آدم کے زمانے سے حضرت عیسیٰ کے دور تک یوں ہی جاری و ساری رہا ۔واضح ہے کہ حضرت محمد ؐدیگر پیغمبروں کی بہ نسبت کوئی الگ روش نہیں رکھتے تھے اور ان کی سیرت بھی اُن سے جدا اور متفاوت نہیں تھی.لہٰذا آنحضرت نے خدا کے حکم سے اپنے بعد کے لئے اپنے اہلبیت اور عترت سے بارہ وصی معین کئے کہ اُن میں سب سے پہلے ان کے چچا زاد بھائی امیر المومنین ہیں .اور ان میں آخری امام حسن

عسکری کے فرزند حضرت مہدی (عج) ہیں۔اس وصایت سے متعلق مفصل و مشروح اخبار ہمارے ماہر فن بزرگوں کی پانچ کتاب ''اثبات الوصیہ'' میں ذکر ہوئے ہیں کہ ہمارے شیخ اور استاد ''الذریعہ'' کے مؤلف نے ان کا تعارف کرایا ہے۔ اور ہم نے ان کی وصیت سے متعلق بعض روایات واخبار کو ۲۵ صفحہ سے زیادہ میں معالم المدرستین نامی کتاب کی پہلی جلد میں(پیغمبر اکرم ؐسے وارد نصوص کے ذیل میں اپنے بعد ولی امر کی تعیین سے متعلق) ذکر کیا ہے کہ یہاں پر اختصار کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

۱۔ اسلام کی دعوت کے آغاز میں اور آیت (وَانذِرْ عَشِیرَتَکَ الأَقْرَبِین) کے نازل ہونے کے بعد پیغمبر اکرم نے جناب عبد المطلب کے فرزندوں کو بلایا اور انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔پھر اُس مہانی کے اختتام پر رسول خدا ؐنے اپنا ہاتھ اپنے چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب کی گردن پر رکھا اور فرمایا: یہ، تمہارے درمیان میرا بھائی میرا وصی اور جانشین ہے۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو[1]۔

۲۔ پیغمبر کے دو صحابی سلمان فارسی اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میرا وصی اور میرے راز کا محافظ اور سب سے اچھا شخص جسے میں اپنے بعد اپنا جانشین بناؤں گا اور وہ شخص جو میرے امور کو انجام دے گا اور میرے قرضوں کو ادا کرے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں[2]۔ ابو سعید بن مالک خراجی متوفّٰی ۵۴ھ کی سوانح حیات استیعاب اور اسد الغابہ اور اصابہ نامی کتاب میں ذکر ہوئی ہے،بعد کے صفحات میں ان تین کتابوں سے متعلق ''سہ گانہ کتابوں'' کے عنوان سے نام ذکر کریں گے۔

---

[1] تاریخ طبری، طبع یورپ، ج۳ ، ص۱۱۷۱؛ اور تاریخ ابن اثیر، ج۲ ،ص ۲۲۲؛ تاریخ ابن عساکر میں امیر المومنین ؑکے حال کی تشریح اور شرح نہج البلا غہ ابن ابی الحدید، ج۳ ،ص ۲۶۳ کہ جس میں ا ختصار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے.

[2] سلمان فارسی کی روایت معجم الکبیر میں ،ج۶، ص ۲۲۱ اور مجمع الزوائد، ج۹ ،ص ۱۱۳ .ابو سعید کی روایت علی بن ابی طالب ؑکے فضائل سے متعلق کنزالعمال ،ج۲ ،ص ۱۱۹ کی کتاب فضائل سے.اور طبرانی نے ج ،۲ ،ص ۲۷۱ پر ذکر کیا ہے ؛

۳۔ انس بن مالک سے (اختصار کے ساتھ) روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خداؐ نے اُس سے فرمایا: سب سے پہلا شخص جو اس در سے داخل ہو گا امام المتقین، سید المسلمین، یعسوب الدین اور خاتم الوصیین ہے۔ اور اسی وقت علی اُس در سے داخل ہوئے[1]۔

۴۔ بریدہ صحابی نے کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ: ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وارث رہا ہے اور علی میرے وصی اور وارث ہیں[2]

۵۔ صحیح بخاری، مسلم اور دیگر منابع و مصادر میں مذکور ہے[3] (اور ہم بخاری کی بات کو نقل کرتے ہیں) پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ں سے فرمایا: (یَا عَلِیُّ اَنتَ مِنّی بِمَنزِلَۃِ ھَارُون مِن مُوسیٰ اِلَّا اَنَّہُ لَانَبِیَّ بَعدِی)

اے علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے، اس فرق کے ساتھ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

٦۔ سنن ترمذی اور مسند احمد بن حنبل میں مذکور ہے: (اور ہم ترمذی کی بات کو نقل کرتے ہیں)[4]۔ (اِنّی تارِکٌ فیکُم ما اِن تَمَسَّکتُم بِہِ لَن تَضِلُّوا بَعدِی اَحَدُھُما اَعظَمُ مِن الآخَرِ: کِتَابَ انس بن مالک اور ابوثمامہ خزرجی کے سال وفات کے بارے میں اختلاف ہے ۹۰ سے ۹۳ ہجری تک ذکر کیا گیا ہے۔ ۔ بریدہ، ابو عبد اللہ بن حدید بن عبد اللہ الاسلمی جنگ احد کے بعد مدینہ آئے۔ اور دوسری جنگوں میں رسول اکرمؐ کے ہم رکاب ہوکر شرکت کی۔ ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے سہ گانہ کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ الدرّ المنثور سورۂ شوریٰ کی آیہ مودت کی تفسیر کے ضمن میں؛ مستدرک الصحیحین اور ان کی تلخیص ج۳، ص ۱۰۹۔ خصائص نسائی ص۳۰؛ مسند احمد، ۳، ص ۱۷ صدر روایت میں ''انی اوشک ان ادعی فاجیب'' ذکر ہے کہ جس کی صفحہ ۱۴، ۲٦، ۵۹ پر بسط و تفصیل کے ساتھ شرح کی گئی ہے۔ طبقات ابن سعد ج۲، ق۲، ص۲؛ کنز العمال، ج۱ ص ۴۷ اور ۴۸ اور اس کے صفحہ ۹۷ پر اختصار کے ساتھ مذکور

---

[1] حضرت امیر امو منین ؑ کی سوانح حیات ابن عساکر اور حلیۃ الاولیاء کی پہلی جلد کے صفحہ ۶۳ پر اور زبیدی کی تالیف موسوعۂ اطرف الحدیث عن امجاد سادة المتقین میں ذکر ہوئی ہے،

[2] ریاض النضرہ میں امام کی سوانح حیات ج۲ ،ص۲۳۴اور تاریخ ابن عساکر

[3] صحیح بخاری، ج،۲ ص۲۰۰ باب مناقب علی بن ابی طالب؛ صحیح مسلم،ج۷،ص ۱۲۰ باب فضائل علی بن ابی طالب؛ترمذی، ج ۱۳، ص ۱۷۱،باب منا قب علی ؛ طیالسی،ج۱،ص ۲۸ ۔۲۹، حدیث ۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۳؛ ابن ماجہ؛باب فضائل علی بن ابی طالب ، حدیث ۱۱۵؛ مسند احمد،ج۱، ص ۱۷۰ ،۱۷۳ تا ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۵ اور ۳۳۰ اور ج ۳،ص ۳۲ اور ۳۳۸ اور ج۶،ص ۳۶۹ اور ۴۳۸؛ اور مستدرک حاکم ،ج۲،ص ۳۳۷؛ طبقات ابن سعد،ج ۳،ص ۱ ،۱۴ اور ۱۵؛ مجمع الزوائد، ج۹ ،ص ۱۰۹ تا ص ۱۱۱ اور بہت سے دیگر منابع و مآخذ.

[4] سنن ترمذی ،۱۳، ص ۲۰۱؛ اسد الغا بہ، ج۲ ص ۱۲. حضرت امام حسن ؑ کی سونح حیات کے ذیل میں.

ہے۔اللّٰہ حَبلُ مَمدُودُ مِن السَّماءِ اِلیٰ الأارضِ،وَ عِترتی أھلَ بیتی،وَلن یتفرَّقا حتیٰ یَرِدا عَلیَّ الحَوضَ،فانظُرُوا کَیف تخلُفونی فِیھما) میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہے،تو میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور ان میں سے ایک دوسرے سے عظیم اور گرانقدر ہے ایک خدا کی کتاب جو آسمان سے زمین کی طرف کھینچی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری عترت یعنی میرے اہلبیت،یہ دو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں،غور کرو کہ ان دو کے بارے میں میری وصیت کا کیسے پاس و لحاظ رکھو گے۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا: (لَا یَزالُ ھٰذا الدِینُ قائِماً حَتیٰ تقُومَ السّاعۃُ أوْ یکُون عَلَیکُم اِثنا عَشَرَ)یہ دین قیامت کے دن تک،یا اُس وقت تک جب تک کہ تم پر بارہ آدمی امامت کریں گے ہمیشہ برقرار رہے گا۔ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

(لَا یَزالُ اَمرُ النّاسِ ماضِیاً اِلیٰ اِثْنَی عَشَرَ) لوگوں کا کام ہمیشہ بارہ آدمیوں پر ثابت واستوار رہے گا ۔اس کے بعد دوسری روایت یں فرمایا:ثُمّ یکُون المَرج وَالھَرج(ائمہ معصومین علیہم السلام اور حضرت صاحب الزمان(عج)کا دور گزرنے کے بعد) پھر دنیا باہی و بربادی اورہرج ومرج کا شکار ہو جائے گی اور آخری زمانے کا فتنہ ظاہر ہو گا ۔اور ایک دوسری روایت میں ہے:فاذا ھلکوا اجت الأا رضُ بأھلھااور جب تمام ائمہ آکر کے گزر جائیں گے تو زمین اور اس کے باشندے اضطراب اور بے چینی کا شکار ہو ائیں گے۔ایک دوسری روایت میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ ان کی تعداد بنی اسرائیل کے نقباء کے برابر بارہ افراد پر مشتمل ے ۔یہ روایات اہلبیت پیغمبر کے بارہ ائمہ کے علاوہ کسی اورپر صادق نہیں آتی ہیں ؛ ایسے امام جن کے آخری فرد کی عمر خدا نے ولانی کر دی ہے اور اُن کے بعد دنیا نابود ہوجائے گی۔چونکہ مکتب خلفاء کے علماء ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے معتقد نہیں ہیں لہٰذا ن روایات کی تفسیر میں حیران و سرگرداں ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کے معنی اور تاویل کرنے سے عاجز و بے بس ہیں۔

پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے بارہ اوصیاء

ہم یہاں پر ان بارہ افراد کے اسماء بیان کررہے ہیں جن کے ناموں کی تصریح پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری روایات میں فرمائی ہے۔ پہلے وصی حضرت علی بن ابی طالب امیر المومنین ں، وصی رسول رب رلعالمین۔دوسرے وصی حضرت حسن بن علی ں سبط اکبر.تیسرے وصی حضرت حسین بن علی ں سبط اصغر، شہید کربلا۔چوتھے وصی حضرت علی بن الحسین ں سجاد ،زین العابدین.پانچویں وصی حضرت محمد بن علی ں باقر.چھٹے وصی حضرت جعفر بن محمدں صادق،ساتویں وصی حضرت موسی بن جعفر ں کاظم.آٹھویں وصی حضرت علی بن موسیٰ ں رضا.نویں وصی حضرت محمد بن علی ں جواد، تقی.دسویں وصی حضرت علی بن محمد ں ہادی، نقی.گیارھویں وصی حضرتحسن بن علی ں عسکری.بارھویں وصی حضرت محمد بن الحسن ں مھدی،حجت اور منتظر.اس طرح سے حضرت آدمؑ سے خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وصی کی تعیین کا سلسلہ چلاے۔دوسرے:یہ کہ ہم نے اس کتاب میں دیکھا کہ اللہ کی حجتوں کے درمیان ''انوش'' نے زمین پر کھجور کا درخت لگایا ، زراعت کی اور زمین میں بیج بویا اور زمین کی آباد کاری میں مشغول ہوئے اور اپنے فرزند قینان کو نماز قائم کرنے،زکاۃ ادا کرنے،خانہ خدا کا حج کرنے اور قابیلیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور خود بھی باپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو کمال کے تمام مراحل تک کامیابی سے ہمکنار کیا ۔اور ''یرد'' کو دیکھتے ہیں کہ استخراج معادن اور شہر کی تعمیر میں مشغول ہوئے ہیں،مسجدیں بنانے مضر درندوں کے قتل کرنے اور گائے بھیڑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ادریس،وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سوئی سے خیاطی (سلائی) کی ہے اور وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے قابیل کی اولاد کو قید کیا اور انھیں اپنا غلام بنایا ، وہ علم نجوم میں ماہر تھے.اور بارہ برجوں اور آسمانی سیاروں میں سے ہر ایک کا مخصوص نام رکھا ہے۔متوشلح بھی شہروں کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوئے ہیں وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اونٹ کی سواری کی ہے۔یہیں سے ہم درک کرتے ہیں کہ جو لوگ خدا کی طرف سے اسلام کی تبلیغ پر مامور تھے وہ اپنے زمانے میں بشری تمدن کے بھی

راہنما تھے، لوگوں کی ہدایت کے بارے میں عیسائیوں کے دعوے کے برخلاف صرف ان کی عبادت کی کیفیت اور طریقوں پر اکتفا نہیں کیا ہے۔

تیسرے : عصر فترت میں پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند اسمٰعیلؑ کی دعا کے صداق تھے جیسا کہ ان دونوں حضرات نے سورۂ بقرہ کی ۱۲۸آیت کی نقل کے مطابق بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا : (رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ...)خدایا ! ہمیں اپنا مسلم مطلق قرار دے اور ہمارے فرزندوں کو بھی ایسی امت قرار دے جو تیرے سامنے خاضع اور سراپا تسلیم ہوں۔انھیں میں سے ''خزیمہ بن مدرکہ'' بھی تھے کہ فرماتے تھے:مکّہ سے احمد امی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب ہے اس کی خصوصیت یہ ہوگی کہ لوگوں کو خدا کی عبادت اور پرستش کی دعوت دے گا لہٰذا اس کی پیروی کرنا اور اس کی تکذیب نہ کرنا کہ وہ جو کچھ پیش کریگا وہ حق ہے۔ ''کعب بن لؤی'' بھی کہتے تھے آسمان وزمین بیکار خلق نہیں کئے گئے ہیں اور دار آخرت تمہارے سامنے ہے، وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کی دعوت دیتے تھے اور کہتے تھے؛ اللہ کے پر امن حرم سے خاتم الانبیاء، اس امر کے لئے جس کی موسیٰ اور عیسیٰ نے خبر دی ہے مبعوث ہوں گے۔اور اس طرح فرماتے تھے ''اچانک خدا کے پیغمبر محمدؐ پہنچ جائیں گے جب کہ تم غافل ہوگے ...'' پھر کہتے تھے : اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا اور پیغمبر کی دعوت و بعثت کو درک کرتا۔اور جب ''عمروبن لحیّ'' ''ہبل'' نامی بُت کو مکّہ لایا اور بُت پرستی عام ہو گئی تو یہ ''قُصیّ'' تھے کہ بُت پرستی کو مردود سمجھتے ہوئے لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت دیتے تھے.انھوں نے حج کے شعائر کو جو کہ ابراہیمؑ کے دین حنیف کے بنیادی جز میں شامل تھے قائم رکھا اور مکّہ والوں کی مدد سے حجاج کو کھانا کھلانے اور ان کی مہمان نوازی کے لئے قدم اٹھایا۔ان کے بعد یہی ذمّہ داری ان کے فرزند ''عبد مناف'' نے سنبھالی اور انہوں نے قریش کو تقوائے الٰہی اور صلہ رحم کی رعایت کا حکم صادر کیا۔ ان کے فرزند ''جناب ہاشم'' بھی حجاج کو کھانا کھلانے اور مہمان نوازی کے لئے اٹھے، انھیں

نے مکہ میں اپنے مدد گاروں سے کہا: تمھیں اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم لوگ اس امر کے لئے صرف اور صرف حلال مال مخصوص کرو اور خبردار وہ مال جو غصبی ہو، زور زبردستی سے چھینا گیا ہو اور قطع رحم کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہوا یسے مال کو اس محترم کام کے لئے ہرگز مخصوص نہ کرنا۔ یہ جناب ہاشم ہی تھے کہ جنھوں نے جاڑے اور گرمی میں دو تجارتی سفر کی،شام اور ایران، یمن اور حبشہ کی جانب بنیاد ڈالی۔ ان کے فرزند ''جناب عبد المطلب'' نے بھی اپنے آباء و اجداد کی راہ و روش اپنائی،ان کے بارے میں اس طرح کہا گیا ہے:وہ قلبی اعتبار سے توحید اور روز قیامت پر اعتقاد رکھتے تھے،خدا وند عالم نے زمزم نامی کنویں کی کھدائی ان کے ہاتھوں کرائی .اور جب ابرھہ اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ آیا تو اُس سے جناب عبد المطلب نے کہا: اس گھر کا ایک مالک ہے جو تجھے روک دے گا پھر اُس وقت خدا سے رازو نیاز کرتے ہوئے اس طرح شعر پڑھا :یا ربّ فان المرء یمنع رحلہ فامنع رحالک ''خدایا! ہر شخص اپنے گھر کا دفاع کرتا ہے،لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع کر''ابرھہ اور اس کے سپاھیوں کے مکہ پر حملہ کرنے کے بعد قریش فرار کر گئے اور جناب عبد المطلب اور ان کا گھرانہ تنہا وہاں رہ گیا۔اور جب خدا نے ابرھہ کے لشکر کو نیست و نابود کر دیا تو اس طرح شعر پڑھا :طارت قریش اذ رات خمیساً فظلت فرداً لا اری انیسا ''جب قریش کی نظر ابرھہ کے لشکر پر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے یارو مددگار باقی رہ گیا'' ''ہم قدیم الایام ہی سے آل اللہ تھے اور حضرت ابراہیمؑ کے دور سے اب تک ایسا ہی ہے۔ہم نے قوم ثمود کو درمیان سے اکھاڑ پھینکا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو۔ہم خدا کے عبادت گزار ہیں، صلۂ رحم اور عہد وپیمان کا پاس و لحاظ رکھنا ہماری سنت ہے۔ ہمیشہ خدا کی ہمارے درمیان ایک حجت (راہنما) رہی ہے کہ خدا وند عالم اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے''۔ شیبۃ الحمد (جناب عبد المطلب) ان اشعار میں فرماتے ہیں:جب قریش نے ابرھہ کے لشکر کو دیکھا تو پرندوں کی طرح ہر جانب سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے مونس و یاور حرم میں باقی رہ گیا. عبدالمطلب کی یہ بات اس ایمان اور اطمینان کی عکاسی کر

رہی ہے جو ایمان وہ خدا پر رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا ابرھہ کو حرم میں داخل نہیں ہونے دے گا اور اسے تباہ و برباد کردے گا. وہ اور ان کا گھرانہ حضرت ابراہیم ؑکے زمانے سے آل اللہ ہیں اور اس بات کا مخلوق میں خدا کی حجت کے سوا کوئی مصداق نہیں ہوسکتا. کیونکہ خدا کی یہی حجتیں تھیں کہ ثمود اور عاد قبیلہ کو ارم اور اس کے ستونوں کے ساتھ ویران کر دیا اور چونکہ ہود اور صالح ؑجناب عبد المطلب کے اجداد کے سلسلے میں نہیں ہیں اور ان دو پیغمبروں کی قومیں قریش سے نہیں تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبد المطلب کی یہ بات کہ ''ہم نے قوم ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا'' اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی حجتوں نے کہ اُن میں سے ایک جناب عبد المطلب بھی تھے ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا، پھر خدا نے اس وقت ان کی دعا سے ابرھہ کو نابود کر دیا. اور اُن کا یہ کہنا کہ ''ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی حجتیں رہی ہیں کہ خدا ان کے ذریعہ ہم سے بلاؤں کو دور کرتا ہے'' یہ اس بات کی تاکید ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ خود ہی خدا کی ایک حجت تھے،جیسا کہ حضرت ہوداور حضرت صالح اور حضرت ابراہیم اپنے زمانے میں خدا کی حجت تھے۔ جب پیغمبر اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے،تو جناب عبد المطلب نے اپنے شعر میں کہا کہ ان کے پوتے کا نام آسمانی کتابوں میں ''احمد'' ہے جیسا کہ خدا نے عیسیٰ بن مریم کی زبان سے فرمایا: (وَ مُبَشِّراً بِرَسُولٍ یَأتِی مِن بَعدِی اِسْمُہ اَحمَدُ) میں اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی تمھیں بشارت دے رہا ہوں جس کا نام احمد ہو گا۔ اور جب پیغمبر کی دایہ حلیمہ سعدیہ نے جناب عبد المطلب کو ان کے مکّہ کے پہاڑوں میں گم ہو جانے کی خبر دی، تو جناب عبد المطلب نے اپنے رب سے خطاب کرکے کہا'': خدایا! محمد کو کہ تو نے خود ہی اس کا نام محمد رکھا ہے ہمیں لوٹا دے''۔ یہ تمام باتیں اس بات کی عکاسی کر رہی ہیں کہ عبد المطلب ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے سے قبل کی آسمانی کتابوں کے بارے میں آگاہی رکھتے تھے ؛ اور یہ مکّہ جیسے جہالت سرشت شہر اور قریش کی طرح جاہل لوگوں میں ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ اس بات کو قبول کریں کہ وہ کتابیں اُن کے اختیار میں تھیں اور جناب عبد المطلب سلسلۂ اوصیاء ابراہیم اور اسمٰعیل کی ایک کڑی ہیں۔

اور یہ بھی کہ جناب عبد المطلب صلۂ رحم کی رعایت، محتاجوں کو کھانا کھلانے، ظلم وستم نہ کرنے اور سرکشی و طغیانی نہ کرنے کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے: کوئی ستمگر دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ اپنے ظلم وستم کی سزا بھگت لے اور کہتے تھے: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد پاداش اعمال کی ایک جگہ ہے. جہاں اچھے یا بُرے کاموں کی جزا یا سزا ملے گی۔

جناب عبد المطلب نے نذر پوری کرنے، چور کا ہاتھ کاٹنے، محارم سے شادی کرنے کی ممانعت اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکنے کی سنت قائم کی ۔اور شراب پینے، زنا کرنے اور برہنہ خانہ خدا کے ارد گرد طواف کرنے سے روکا ہے[1]۔ یہ سب کچھ خاتم الانبیاءؐ کی شریعت میں مذکور ہے ۔خدا وند عالم نے مکّہ والوں کے لئے جناب عبد المطلب کی طلب باراں سے متعلق دعا مستجاب کی ہے. وہ ہر سال ماہ رمضان میں غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے؛ جناب عبدالمطلب نے تمام قریش (بالخصوص جناب ابو طالب) کو پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت کی تاکید فرمائی ۔

آیات کی تفسیر میں عبرت کے مقامات خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو ان کے زمانے میں تمام عالم پر ان کو فوقیت و برتری عطا کی اُس وقت جب فرعون اور فرعون کے ماننے والوں نے ان کے لڑکوں کے سر کاٹ کر اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ کر بدترین عذاب سے انھیں دو چار کیا تو اس نے انھیں نجات دی اور سارے عالم پر انھیں برتری عطا کی اور دنیا میں عظیم فوقیت اور رفعت کا مالک بنایا۔

اسی طرح اُن کے لئے دریا کو شگافتہ کیا اور اس کے درمیان خشکی کا راستہ پیدا کیا تاکہ وہ عبور کر سکیں اور اس نے انھیں عبور کرایا. فرعون اور اس کے سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا اور اسی خشکی کے راستہ پر قدم رکھا جس سے بنی اسرائیل آگے گئے تھے اور بنی

[1] دور جاہلیت میں بعض افراد، اپنے لباس میں اس بہانے سے طواف نہیں کرتے تھے کہ انھوں نے اس لباس میں گناہ کیا ہے لہٰذا طواف کے موقع پر یا مکّہ والوں سے عارےۃً لباس مانگتے تھے یا عریاں کعبہ کا طواف کر تے تھے.
آیا اس خدا کے علاوہ کہ جس کانام جلیل ہے اور اُس نے تم کو سارے عالم پر برتری و فو قیت عطا کی ہے کوئی دوسرا خدا تلاش کروں؟!

اسرائیل کی آخری فرد کے باہر آتے ہی دریا آپس میں مل گیا اور خدا نے فرعون اور اُس کے سپاہیوں کو بنی اسرائیل کی نگاہوں کے سامنے غرق کر دیا. پھر فرعون کی لاش کو پانی کی سطح پر لے آیا کہ آج تک مصر کے میوزیم میں سالم موجود ہے اور دنیا والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

بنی اسرائیل اُسی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کررہی ہے،تو پھر انھوں نے موسیٰ سے کہا: ''ہمارے لئے بھی ان کی طرح کوئی خدا قرار دو''،موسیٰ نے اُن سے کہا :ان کی روش لغو اور باطل ہے۔اس کے بعد خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا: (اسکنوا الارض)اس سر زمین کو اپنے تصرف میں قرار دو یہ اس حال میں خطاب تھا جب کہ ان کی ایک عمر فرعون کی غلامی میں گذر چکی تھی حتیٰ کہ اپنے مالک و مختار بھی نہیں تھے چہ جائیکہ وہ کسی زمین کے تمام خصوصیات و امتیازات کے ساتھ مالک ہوں۔اور خدا وند عالم نے بادل کو ان کے سر پر سایہ فگن قرار دیا اور آسمانی غذائیں(من وسلویٰ) انھیں کھلائیں کہ سلویٰ سب سے عمدہ گوشت کو شامل ہے اور من اصلی اور خالص شکر کو شامل ہے،ایسی حالت میں انھوں نے موسیٰ سے کہا !اے موسیٰ! ہم ایک قسم کی غذا پر اکتفاء نہیں کر سکتے،اپنے رب سے کہو کہ ہمیں زمین کی پیدا شدہ چیزیں، دانے، لہسن، پیاز، مسور کی دال وغیرہ سے نوازے کہ موسیٰ نے ان سے کہا: کسی ایک شہر میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہاری آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔ اسی طرح خداوند عالم نے انھیں سارے عالم پر برتری دی،جب موسیٰ نے انھیں بارہ قبیلوں میں تقسیم کیا اور خدا کے حکم سے اپنا عصا پتھر پر مارا تو پانی کے بارہ چشمے اُس سے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلہ نے اپنی اپنی پینے کی جگہ مخصوص و معین کر لی اور ہر ایک نے اپنی اپنی پیاس بجھائی۔خداوند جل جلالہ نے موسیٰ سے ۳۰،شب کا وعدہ کیا کہ طور سینا پر جائیں تاکہ توریت جو کہ بنی اسرائیل کے لئے قوانین اور شریعت پر مشتمل ہے،انھیں عطا کرے.خدا نے اس وعدہ کو دس دن مزید بڑھا دیا اور اس کو چالیس دن میں کامل کر

دیا لیکن اس مدت میں سامری نے[1] حضرت موسیٰ کے طور سینا پر مناجات کے لئے جانے کے بعد قوم بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا.اُس نے ان کے سونے کے زیورات سے ایک گو سالہ بنایا اور جو خاک وہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا وہ حضرت جبرئیل کے قدموں کی خاک تھی اسے گو سالہ کے منھ میں ڈال دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں ہوا پھونکنے سے گوسالہ کی آواز نکلتی تھی. سامری نے اُن سے کہا ؛ یہ تمہارا اور موسیٰ ـ کا خدا ہے!! تو ہارون نے ان سے کہا ! تم لوگ اس کے ذریعہ امتحان اور آزمائش شمرونی شمرون کی طرف منسوب ہے(جو کہ اسباط بنی اسرائیل میں سے یساکار کا چوتھا بیٹا ہے).اس کے لئے قاموس کتاب مقدس میں لفظ شمرون ملاحظہ ہو. میں مبتلا ہوگئے ہو.تمہارا رب خداوند رحمن ہے.

انھوں نے جواب دیا : جب تک کہ موسیٰ ہمارے پاس نہیں آجاتے ہم اس گوسالہ کی پوجا نہیں چھوڑیں گے۔خداوندعالم نے بنی اسرائیل کی اس کارستانی کی موسیٰ کوخبر دی,پھر موسیٰ انتہائی افسوس اور غم و غصّہ کے ساتھ ان کے پاس واپس آئے اور اپنے بھائی ہارون کو زجروتوبیخ کی,ہارون نے کہا : اے بھائی! اپنا ہاتھ میرے سراور داڑھی سے ہٹالو.اس قوم نے مجھے چھوڑ دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کرڈالیں۔پھر جب بنی اسرائیل اپنی خطا پر نادم و پشیمان ہوئے. تو خداوند سبحان نے ان کی توبہ قبول کی اس شرط کے ساتھ کہ جو لوگ گوسالہ پرستی میں مشغول ہوگئے تھے وہ خود کو خداپرستوں کے حوالے کر دیں تا کہ انھیں قتل کیا جائے. جب ان لوگوں نے اس فرمان کو قبول کیا اور امر خداوندی کے سامنے سراپا تسلیم ہوگئے, تو خداوند منّان نے انھیں معاف کر دیا.لیکن تعجب ہے کہ اُس کے بعد بھی موسیٰ سے خواہش کی کہ انھیں بھی اپنے ہمراہ ربّ العزت کی وعدہ گاہ تک لے جائیں اور وہ خود ان کو خدا سے کلام کرتے ہوئے دیکھیں۔اس وجہ سے موسیٰ نے اُن میں سے ستر افراد کو چُنا.جب وہ لوگ میقات (وعدہ گاہ) پر پہونچے تو کہنے لگے کہ : ہم خدا کو آشکار طور پر دیکھنا چاہتے ہیں!

[1] سامری شمرونی کا معرّب ہے جس طرح کلمہ عیسیٰ کہ یشوع جو کہ عبری زبان کا لفظ ہے، اس سے معرّب ہوا ہے.

لہٰذا (جیسا وہ خیال کرتے تھے) اسی اثناء میں ایک بجلی نے انھیں اپنے لپیٹ میں لے لیا (اور اسی جگہ مرگئے) کہ خدا وند عالم نے دوبارہ انھیں موسیٰ کی درخواست پر حیات دی پھر اس طرح سے یہ لوگ توریت پر (جسے خدا وند سبحان نے چراغ ہدایت قرار دیا تھا تاکہ ان کے انبیاء اس کے مطابق حکم کریں) ایمان لائے ۔

موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ یاد دلانے کے بعد کہ خدا وند عالم نے ان پر کیا کیا نعمتیں نازل کیں ہیں اوران کے ذریعہ سے انھیں عالمین پر فضیلت دی ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے میری قوم!مقدس سرزمین (سر زمین شام) کہ خدا وند عالم نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے داخل ہو جاؤ ۔انھوں نے کہا: اے موسیٰ ! وہاں ایک ستمگراور سرکش قوم رہتی ہے،ہم وہاں اُس وقت تک قدم نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ وہاں سے باہر نکل نہ جائیں اور جیسے ہی وہ باہر جائیں گے ہم وہاں داخل ہو جائیں گے۔ اُس وقت ان کی قوم کے دو دانشوروں نے اُن سے خطاب کرتے ہوئے کہا: دروازہ سے اُن کے سامنے وارد ہو،کہ تمہارے داخل ہو جانے ہی سے تمہاری کامیابی ہو جائے گی اور اگر مومن ہو تو خدا پر توکل اور بھروسہ کرو۔

قوم نے کہا: اے موسیٰ !جب تک کہ وہ وہاں ہیں ہم ہرگز وہاں داخل نہیں ہوں گے. لہٰذا تم خود اور تمہارا خدا چلے جاؤ.اور اُن سے جنگ کرو ہم یہاں بیٹھ کر انتظار کر رہے ہیں!!اس کا جواب دیتے ہوئے خدا وند سبحان نے فرمایا: (فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ)چالیس سال تک ان کا اس سر زمین پر تصرف کرنا حرام ہے،وہ لوگ اتنی مدت تک سینا کے جنگلوں میں اسی طرح حیران و سرگرداں رہیں گے اور تم اے موسیٰ ! ستمگروں کے لئے اپنا دل نہ جلاؤ.اور ان کی خاطر رنجیدہ نہ ہو۔یہ سب حضرت موسیٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل کی بعض داستان ہے. لیکن جو کچھ اس قوم سے موسیٰ کے بعد سرزد ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ:اُن میں سے بعض نے دریائے سرخ کے کنارے سکونت اختیار کر لی.اور مچھلی کا شکار کر نے لگے (قضاء الٰہی سے دریا کی مچھلیاں شنبہ کو بہت زیادہ ساحل کے کنارے آتی تھیں اور خدا نے انھیں شنبہ کو شکار کرنے سے

ان کے سرکش نفس کی ریاضت و تزکیہ کے لئے منع کر دیا تھا).ان لوگوں نے اس ممانعت کی مخالفت کی اور سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے لگے،نتیجہ کے طور پر خدا نے انھیں بندر کی شکل میں مسخ کر کے ہلاک کر ڈالا۔خداوند منّان نے حضرت موسیٰ کے اوصیاء کے درمیان حضرت داؤد کو قرار دیا اور ان کو زبور عطا کی، جب داؤد زبور کی تلاوت کرتے اور تسبیح خداوندی کی آواز بلند کرتے تو اُن کی خوش الحانی پہاڑوں میں اس طرح گونجتی کہ پرندے تسبیح میں ان کے ہم آواز ہو جاتے.خدا وند عالم نے ان کے ہاتھ میں لوہا نرم بنا دیا تھا تا کہ اُس سے زرہ بنائیں . پھر ان کے بعد حضرت سلیمان کو قرار دیا اور ہوا کو اُن کے اختیار میں دے دیا تا کہ اُن کے حکم کے مطابق وہ جہاں چاہیں حرکت کرے.اسی طرح جنّاتوں کو جو دریا میں غواصی پر مامور تھے تاکہ ان کے لئے اندر سے گوہر نکال لائیں اور عبادت خانے،مجسمے،محرابیں اور حوض کے برابر پیالے اور بڑی بڑی ثابت دیگیں یعنی جو قابل نقل و انتقال نہ ہوتی تھیں حضرت سلیمان کے لئے بناتے تھے۔خدا وند منان نے انھیں حیوانوں کی زبان سکھائی اس طرح سے کہ چیونٹی کی گفتگو درک کرلی اور ھدھد نے تخت بلقیس کے بارے میں انھیں باخبر کیا.

اور ان کے ملازموں میں اُس شخص نے جسے کتاب کا تھوڑا سا علم تھا یمن سے چشم زدن میں تخت بلقیس شام میں حاضر کر دیا۔ملا ئکہ ان کے خدمت گزار تھے اور جنوں میں جو حضرت سلیمان کے حکم کی نافرمانی کرتا تو اسے عذاب کے تازیانہ سے تنبیہ کرتے تھے ۔جنّات حضرت سلیمان کے مرنے کے بعد اسی طرح اپنی فعّالیت اور ماموریت پر لگے ہوئے تھے یہاں تک کہ دیمک نے اُن کے عصا کو کھوکھلا کر دیا اور سلیمان زمین پر گر پڑے۔

یہ تمام موارد (مقامات) بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کے درمیان استثنائی صورت کے حامل تھے، منجملہ ان استثنائی حالات کے حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک واقعہ یہ تھا کہ ایک مقتول کے قاتل کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہوگیا تو خدا نے انھیں حکم دیا کہ ایک گائے کا سر کاٹیں اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے جسم پر ماریں، جب انھوں نے ایسا کیا

تواس کے زیر اثر خدا نے اس مقتول کو زندہ کر دیا اور حقیقت امر آشکار ہو گئی۔ منجملہ ان داستانوں کے ''عزیر'' اور ''ارمیا'' کی بھی داستان ہے کہ ایک ایسے ویران گاؤں سے ان کا گذر ہوا جس کی دیواریں اور چھتیں گر چکی تھیں اور وہاں کے رہنے والے سب مر چکے تھے اور درندے ان کے جسموں کو کھا چکے تھے، تو حیرت سے کہا :خداوند عالم ان مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ !خدا نے انھیں ایک سو سال مردہ رکھا پھر دوبارہ زندہ کیا صبح کے وقت ان کی روح قبض کر لی اور شام کے وقت ان کی زندگی واپس کر دی(یعنی جسم میں جان ڈال دی) ایک فرشتہ نے اُن سے پوچھا کتنی دیر تک سوتے رہے؟

عزیر نے آسمان اور سورج کی طرف نظر کی تو وہ ڈوبنے ہی کے قریب تھا اور کہا : (میرے خیال میں) ایک دن یا اس کا ایک حصّہ سویا رہا ۔ فرشتہ نے کہا :بلکہ تمھارے سونے کی مدت ایک سو سال ہے! اپنی غذا (انجیر،انگور) اپنی پینے کی چیز (انگور کے رس) کی طرف نظر ڈالو اور دیکھو ،کہ اتنے سالوں کے بعد بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور اب اپنے گدھے کی طرف دیکھو کہ اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر تتر بتر اور نابود ہوگئیں ہیں !پھر اس وقت خداوند عالم نے پراگندہ جسموں کو ایک دوسرے سے متصل کیا اور ان پر گوشت چڑھایا اور انھیں زندہ کر دیا تو عزیر کو معلوم ہو گیا کہ کس طرح خدا مردہ کو زندہ کرے گا اور جب انھوں نے ایسا دیکھا تو کہا :مکمل طور پر مجھے معلوم ہو گیا کہ خدا ہر چیز پر قادر و توانا ہے ۔ حضرت موسیٰ کے بعد استثنائی داستانوں میں حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا جیسے پیغمبروں کی بھی داستان ہے ۔

حضرت زکریا خدا کو پکار کر کہتے ہیں: خدایا ! میری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں (کمزور ہوگئیں) ہیں اور میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور میری بیوی بانجھ ہے، اپنے بعد اپنے وارثوں سے خائف اور ہراساں ہوں تو خود ہی مجھے ایک جانشین عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ تو خداوند عالم نے انھیں یحییٰ کی خوشخبری دی ایسے نام کے ساتھ کہ اُس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا تھا اور خدا نے ان کے بچپنے ہی میں انھیں کتاب اور قضاوت عطا کی ۔ سب سے زیادہ مشہور ان کی استثنائی داستان خدا کے پیغمبر

حضرت عیسیٰ کی ان کی ماں مریم کے ذریعہ بن باپ کے ولادت کی خبر ہے.اور اپنی قوم سے گہوارہ میں ان کا کلام کرنا اور یہ کہنا کہ خدا نے انھیں کتاب و حکمت عطا کی ہے. اور ان کا مٹی سے ایک پرندہ کا پیدا کرنا اور کوڑھی، کور مادر زاد کو شفا دینا ،مردوں کو زندہ کرنا اور حضرت عیسیٰ کی شکل وصورت میں ان کی مخبری کرنے والے بدخواہ کو تبدیل کرنا تا کہ عیسیٰ کی جگہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے.خدا نے حضرت عیسیٰ کو زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندی پر بلا لیا اور اب تک اسی طرح انھیں زندہ رکھا ہے تا کہ انھیں آخری زمانے میں زمین میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم مہدی صاحب الزمان کے پاس لوٹا دے۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے انبیاء کے لئے بھی استثنائی حالات کا سراغ رکھتے ہیں کہ اُن سے پہلے کسی ایک پیغمبر میں بھی نہیں دیکھا ہے، جیسے وہ سب کچھ جو حضرت سلیمان کو دیا گیا، جناتوں کا ان کے لئے کام کرنا، یا بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا اور خدا کی اجازت سے ان کا مٹی سے پرندہ خلق کرنا۔اور ہم کسی قوم کو بنی اسرائیل سے زیادہ سنگدل قوم نہیں جانتے.وہ نہایت بد طینت لوگ تھے جنھوں نے اپنے پیغمبر سے نہ گانہ معجزات اور آیات دیکھے اور اس کا مشاہدہ کیا کہ اُس نے انھیں دریا کے بارہ خشکی راستوں سے گذارا اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا. خدا وند منّان نے انھیں پوری تاریخ انسانیت میں بے مثال معجزے کے ذریعہ نجات دی لیکن جیسے ہی اُن کی نظر بتوں پر پڑی تو اپنے پیغمبر سے کہتے ہیں: اے موسیٰ! ہمارے لئے ان کے بتوں کے مانند بُت سے ایک خدا بناؤ!!یا جب ان کے پیغمبر ان کے عمل کے لئے شریعت لانے گئے تو گوسالہ پرستی میں مشغول ہوگئے!!

یہ سب ان کے ناپسندیدہ اور بُرے صفات کے نمونے ہیں کہ جن کے ذریعہ ایسا طرز تفکراور ایسی روش دکھائی دیتی ہے جو ان سے مخصوص تھی اور گزشتہ یا ان کے بعد کی امتوں میں نہیں پائی گئی ہیں۔ان کے دشمن بھی ایسے ہی تھے؛ جیسے فرعون اور اس کے درباری اور وہ اقوام اور امتیں جو اُس زمانے میں سر زمین شام کی ساکن کہلاتی تھیں اور وہ اُن سے جنگ پر مامور ہوئی تھیں۔

ان تمام استثنائی حالات اور مواقع کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دیگر امتوں کی بہ نسبت استثنائی اور خصوصی احکام کی احتیاج رکھیں. انھیں موارد (مقامات) میں کعبہ سے بیت المقدس کی طرف قبلہ کا تبدیل ہونا ہے اور ان تمام چیزوں کی تحریم جنھیں اسرائیل (یعقوب پیغمبر) نے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں اور چونکہ بعض خصوصی حالات ان امتوں کے نابود ہو جانے کی وجہ سے کہ جن سے ان کی سرزمین میں انھوں نے جنگ کی تھی.حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ختم ہوچکے تھے. لہٰذا،خداوند عالم نے اُن کے کچھ محرمات جواُن پر حرام کر دے ئے تھے حلال کر دے ئے۔

اور چونکہ حضرت ختمی مرتبت صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ان تمام استثنائی مواقع اور خاص حالات کا خاتمہ ہو چکا تھا،لہٰذا استثنائی احکام اور ان سے مخصوص قوانین بھی درمیان سے اٹھا لئے گئے ؛ چنانچہ خدا وند متعال سورۂ اعراف کی ۱۵۷ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے: (اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہ مَکْتُوْباً عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَاھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ وَ یَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَ الْاَغْلَالَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ...) جو لوگ اس امی نبی رسول کی جس کا نام و نشان اپنے پاس موجود توریت اور انجیل میں تحریر پاتے ہیں پیروی کریں ایسا پیغمبر جو انھیں نیکی کا حکم دیتا اور بُرائی سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور نجاستوں کو اُن پر حرام کرتا ہے، قید وبند کی تکلیف گراں سے انھیں آزاد کر دیتا ہے۔اسی وجہ سے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی شریعت منسوخ ہوگئی اور حکم وا کہ ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کریں کہ اب اس کے مبلغ اور بیان کرنے والے حضرت خاتم الانبیاءہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کے قوانین اور شریعتیں حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک دین واحد اور انسان کی فطرت کے مطابق ہیں اور چونکہ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے لہٰذا خدا کی شریعت اور اس کے قوانین بھی تبدیل نہیں ہوئے ہیں۔اللہ کی شریعت ہر زمانے کے پیغمبر کے ہم عصر لوگوں کی ضرورت کے مطابق

اس پیغمبر پر نازل ہوئی ہے اسی لحاظ سے اُس شریعت میں سے ایک خاندان کی ضرورت کے مطابق حضرت آدم پر نازل ہوئی ۔ حضرت ادریس کے زمانے میں ایک شہر کے رہنے والوں کی نیاز کے بقدر اور نوح کے زمانے میں چند شہروں اور علاقوں کی نیاز وضرورت کے بقدر اس شریعت کا دائرہ وسیع ہو گیا. حضرت نوح کے زمانے کی شریعت کی اتنی مقدار ہمارے زمانے کو بھی شامل ہے۔چنانچہ خدا وند عالم فرماتا ہے:(شَرَعَ لَکُمْ مِن الدّےنِ ما وَصّٰی بِہِ نُوحاً) '' تمہارے لئے دین میں وہ راستہ قرار دیا ہے جس کی نوح کو وصیت کی تھی '' ابراہیمؑ کا دین حنیف نوح کی شریعت سے اختلاف نہیں رکھتا جیسا کہ خدا وند سبحان فرما تا ہے: (وَانَ مِن شِیعَتِہِ لاِبرَاھیمَ)اس معنی میں کہ ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے اتباع کرنے والوں میں تھے۔ حضرت ختمی مرتبت صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بھی حضرت ابراہیمؑ کے دین حنیف سے اختلاف نہیں رکھتی جیسا کہ خدا وند متعال فرما تا ہے: (وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبرَاھیمَ حَنِیفاً) ''ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرو ''. اور ہم سے بھی فرمایا:(وَ اتَّبِعُوا مِلَّۃَ اِبرَاھِےمَ حَنِیفاً) ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرو. اللہ کی شریعت کی بہ نسبت آدمی کی شان شہد کی مکھی کے مانند ہے کہ خدا وند عالم نے جس کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اس خاص نظم و ترتیب کے تحت زندگی بسر کرے جو اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہو ۔ اسی طرح وہ نظامِ آفرینش جسے رب العالمین نے اپنی ربوبیت کے اقتضاء کے مطابق تمام مخلوقات کے لئے اوّل تخلیق سے مقرر فرمایا ہے آج تک متغیّر نہیں ہوا ہے اور اس کا نظام حیات،خدا کی عطا کردہ فطرت کی پیروی سے دور نہیں ہوا ہے. اور آدمی اس قاعدہ سے بری اور مستثنیٰ نہیں ہے اور وہ خدا کی دیگر مخلوقات کے درمیان کوئی نئی مخلوق نہیں ہے۔یہاں پر ہمارے مباحث کتاب کی اس جلد میں ختم ہوتے ہیں جو کہ خود ہی ان مطالب کی شرح و تفصیل ہیں جو پہلی جلد میں خلاصہ کے طور پر بیان ہو چکے ہیں اور کہیں اضافہ کے ساتھ یا بیان کی تبدیلی کے ساتھ،عقائد اسلام پیش کرنے میں قرآن کریم کی پیروی کی ہے ،جیسا کہ قرآن کریم نے کہیں اختصار سے اور کسی موقع پر بسط و تفصیل سے اور کہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر تعبیر کی تبدیلی کے ساتھ بیان کیاہے۔

ان مباحث کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ جلد سوم میں جہاں تک ممکن ہوگا ہم قرآن کریم اور دیگر منابع و مصادر سے استفادہ کرتے ہوئے مکہ میں پیغمبر ختمی مرتبت صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی تحقیق کریں گے۔

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

فہرستیں آیات۔ احادیث اشعار کتابیں مولفین مقامات ملل، قبائل اور مختلف موضوعات

فہرست آیات آیہ کریمہ اسم سورہ، آیت نمبر صفحہ

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰہُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِن كِتَابٍ * سورۂ آل عمران، آیت ۸۱ ۲۴

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ * سورۂ انعام، آیت ۸۳ ۲۴

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى * سورۂ بقرہ، آیت ۱۳۶ ۲۵

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ * سورۂ حدید، آیت ۲۵ ۲۵

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ * سورۂ نور، آیت ۵۴ ۲۵

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ * سورۂ عنکبوت، آیت ۱۸ ۲۵

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِن نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا * سورۂ سبأ، آیت ۳۴ ۲۵

وَالٰی عَادٍ اَخَاهُم هُودا * سورۂ اعراف، آیت ۶۵ ۲۶

وَالٰی عَادٍ اَخَاهُم هُودا * سورۂ ہود، آیت ۵۰ ۲۶

وَالَیٰ مَدین اَخَاهُم شُعیبا * سورۂ اعراف، آیت ۸۵ ۲۶

وَالَیٰ مَدین اَخَاهُم شُعیبا * سورۂ ہود، آیت ۸۲ ۲۶

وَالَیٰ مَدین اَخَاهُم شُعیبا * سورۂ عنکبوت، آیت ۳۶ ۲۶

وَالٰی ثَمُودَ اَخَاهُم صَالِحاً * سورۂ اعراف، آیت ۷۳ ۲۶

وَالیٰ ثَمُوداَخَاھُم صَالحاً * سورۂ ہود، آیت ۲۶۱۱

وَالیٰ ثَمُوداَخَاھُم صَالحاً * سورۂ نمل، آیت ۲۶۲۵

فَاصبِر کَمَا صَبَرَ اُولوا العَزم مِن الرُّسُلِ وَلَا تَستَعجِل * سورۂ احقاف، آیت ۲۶۳۵

اِنَّا اَرسَلنٰک بِالحَقِ بَشِیراً وَنَذِیراً وَاِن مِّن اُمَّۃٍ اِلَّا * سورۂ فاطر، آیت ۲۶۲۴

وَمَا اَھلَکنَا مِن قَریۃٍ اِلَّا لَھَا مُنذِرُون * سورۂ شعراء، آیت ۲۶۰۸

وَلَقَد اٰتَینَا مُوسیٰ تِسعَ آیَاتٍ بَیِّنَاتٍ فَسئَل بنی * سورۂ اسراء، آیت ۲۶۱۰۱

وَاَدخِل یدک فی جَیبِکَ تَخرُج بَیضَاءَ مِن غَیرِ * سورۂ نمل، یت ۲۷۱۲

وَلَقَد اَرسَلنَا رُسُلاً مِن قَبلِکَ وَجَعلنَا لَھُم اَزوَاجاً * سورۂ رعد، آیت ۲۷۳۸

وَلَقَداَرسَلنَا رُسُلاً مِن قَبلِکَ مِنھُم مَن قَصَصنَا * سورۂ غافر، آیت ۲۷۷۸

وَاِن یُکَذِّبُوکَ فَقَد کَذَّبَت قَبلَھُم قَومُ نُوحٍ وَعَادٌ * سورۂ حج، آیت ۲۷۴۲

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرسَلنَاکَ شَاھِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا * سورۂ احزاب، آیت ۲۸۴۵

وَمَا اَرسَلنَاکَ اِلَّا کَافَّۃً لِلنَّاسِ بَشِیراً وَنَذِیرا * سورۂ سبأ، آیت ۲۸۲۸

قُل لَئِنِ اجتَمَعَتِ الاِنسُ وَالجِنُ عَلیٰ اَن یَأتُوا بِمِثلِ * سورۂ اسراء، آیت ۲۸۸۸

وَ مَا اَرسَلنَا مِن قَبلِکَ مِن رَسُولٍ وَلَا نَبِی * سورۂ حج، آیت ۵۲ ۳۱

وَ مَا نُرسِلُ المُرسَلِین اِلَّا مُبَشِّرےن وَمُنذِرِین * سورۂ انعام، آیت ۴۸ ۳۳

ظوَ مَا نُرسِلُ المُرسَلِین اِلَّا مُبَشِّرےن وَمُنذِرِین * سورۂ کہف، آیت ۵٦ ۳۳

إنَّا اَرسَلنَکَ بِالحَقِّ بَشِیراًوَنَذِیراًوَاِن مِّن اُمَّةٍاِلَّا * سورۂ فاطر، آیت ۲۴ ۳۳

وَ اَنزَلنَا الحَدِیدفِیہِ بَأسٌ شَدِیدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاس * سورۂ حدید، آیت ۲۵ ۳۴

اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا * سورۂ اسراء، آیت ۹۲ ۳۴

قَالَ رَبِّ اَجعَل لِی آےۃً قَالَ آےتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاس * سورۂ مریم، آیت ۱۰ ۳۵

وَ کَاَےِّن مِن آےۃ فِی السموٰاتِ و الارضِ ےَمُرُّون * سورۂ یوسف، آیت ۱۰۵ ۳۵

وَأدخِل یدکَ فِی جَیبِکَ تَخرُجُ بیضاء مِن غَیر * سورۂ نمل، آیت ۱۲ ۳۵

وَجَعَلنَا ابنَ مَرْیَمَ وَأُمَّہٗ آیَۃً وَآوَیْنَاھُمَا إِلَی رَبْوَۃٍ ذَاتِ * سورۂ مومنون، آیت ۵۰ ۳٦

وَجَعَلنَا ابنَ مَرْیَمَ وَأُمَّہٗ آیَۃً وَآوَیْنَاھُمَا إِلَی رَبْوَۃٍ ذَاتِ * سورۂ انبیاء، آیت ۹۱ ۳٦

فَأَنجَینَاہُ وَ اَصحَابَ السَّفِینَۃِوَ جَعَلنَاھَاآےۃً لِلعَالَمِین * سورۂ عنکبوت، آیت ۱۵ ۳٦

وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِین حَتّیٰ نَبعَثَ رَسُولاً * سورۂ اسراء، آیت ۱۵ ۴۰

وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ رَسُولٌ فَاِذا جاءَ رَسُولُهُم قُضِیَ بَینَهُم * سورۂ یونس، آیت ۴۷ ۴۰

فَعَصَوا رَسُولَ رَبِّهِم فَأَخَذَهُم اَخذَۃً رابِیَۃً * سورۂ الحاقہ، آیت ۱۰ ۴۰

وَ مَن یَعصِ اللّٰہ وَرَسُولَہُ فَاِنَّ لَہُ نارَ جَهَنَّمَ خالِدینَ * سورۂ جن، آیت ۲۳ ۴۰

ما أَنتَ إِلّا بَشَرٌ مِثلُنا فَأتِ بِآیَۃٍ اِن کُنتَ مِنَ الصّادِقینَ * سورۂ شعراء، آیت ۱۵۴ ۴۱

فَعَقَرُوها فَأَصبَحُوا نادِمینَ * سورۂ شعراء، آیت ۱۵۷ ۴۲

فَأَخَذَهُمُ العَذابُ اِنَّ فی ذٰلِکَ لَآیَۃً وَما کانَ اَکثَرُ * سورۂ شعراء، آیت ۱۵۸ ۴۲

وَإِن کُنتُم فی رَیبٍ مِمّا نَزَّلنا عَلی عَبدِنا فَأتُوا بِسُورَۃٍ * سورۂ بقرہ، آیت ۲۳ ۴۲

سُبحانَ رَبّی هَل کُنتُ اِلّا بَشَراً رَسُولاً * سورۂ اسراء، آیت ۹۳ ۴۳

ثُمَّ اَوحَینا اِلَیکَ اَنِ اتَّبِع مِلَّۃَ اِبراهیمَ حَنیفاً... * سورۂ نحل، آیت ۱۲۳ ۴۴

اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دینَکُم وَاَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتی * سورۂ مائدہ، آیت ۳ ۴۴

وَلَقَد عَهِدنا اِلیٰ آدَمَ مِن قَبلُ فَنَسِیَ وَلَم نَجِد لَہُ عَزماً * سورۂ طہٰ، آیت ۱۱۵ ۴۷

وَإِذ قالَ رَبُّکَ لِلمَلائِکَۃِ إِنّی جاعِلٌ فِی الأَرضِ * سورۂ بقرہ، آیت ۳۰ ۴۷

اِنَّ اللّٰہَ اصطَفیٰ آدَمَ وَ نُوحاً وَآلَ اِبراهیمَ وَآلَ * سورۂ آل عمران، آیت ۳۳ ۴۸

اُولئک الّذین آتینا ھُمُ الکُتاب وَ الحُکمَ وَ النُّبوَۃ * سورۂ انعام، آیت ۸۹ ۴۸

اِنّی جَاعِلٌ فِی الاَرضِ خلیفۃ * سورۂ بقرہ، آیت ۳۰ ۴۹

یَاداءوُدُ اِنا جعلناکَ خلیفۃً فی الاَرضِ * سورۂ ص، آیت ۲۶ ۴۹

...وَاذکُروا اِذ جعلکُم خلفاء مِن بعدِ قَومِ نُوح * سورۂ اعراف، آیت ۶۹ ۵۰

وَاذکُروا اِذ جعلکُم خُلفاء مِن بعدِ عاد * سورۂ اعراف، آیت ۷۴ ۵۰

عَسیٰ رَبکُم اَن یُھلکَ عَدُوَکُم وَیَستخلفکُم فِی * سورۂ اعراف، آیت ۱۲۹ ۵۰

سَبّح اسمَ رَبکَ الاَعلٰی * سورۂ اعلیٰ، آیت ۱ ۵۱

وَعلّمَ آدمَ الاَسماءَ کُلّھا * سورۂ بقرہ، آیت ۳۱ ۵۱

وَاذکُر فِی الکُتابِ اِدریسَ اِنہ کَانَ صِدّیقاً نَبیاً * سورۂ مریم، آیت ۵۶ ۸۳

وَالّذین آمنُوا بِاللہِ وَرُسلہ اُولئکَ ھُمُ الصّدّیقون * سورۂ حدید، آیت ۱۹ ۸۳

وَاِذ اَخذَ اللہُ میثاقَ النّبیّین لَمَا آتیتُکُم مِن کِتابِ * سورۂ آل عمران، آیت ۸۱ ۹۹

اَلَم تَرَ اِلَی الّذین اُوتوا نَصیباً مِن الکُتابِ یُدعَون * سورۂ آل عمران، آیت ۲۳ ۱۰۰

قُل اِن تخفُوا مَا فِی صدُورِکُم اَوتُبدُوہُ یَعلمہُ اللہ * سورۂ آل عمران، آیت ۲۹ ۱۰۰

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ * سورۂ آل عمران، آیت ۳۱ ۱۰۱

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا * سورۂ آل عمران، آیت ۳۲ ۱۰۱

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ * سورۂ آل عمران، آیت ۶۱ ۱۰۱

ےااَھلَ الکِتَاب لِمَ تَلبِسُونَ الحَقَّ بِالبَاطِل وَ * سورۂ آل عمران، آیت ۷۱ ۱۰۱

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ ا لنَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم * سورۂ آل عمران، آیت ۸۱ ۱۰۱

ےعرِفُونَہٗ کَمَاےعرِفُونَ اَبنَاءِ ھم * سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۶ ۱۰۲

ےعرِفُونَہٗ کَمَاےعرِفُونَ اَبنَاءِ ھم * سورۂ انعام، آیت ۲۰ ۱۰۲

وَلَقَدْ اَرْسَلنَا نُوحاً وَاِبرَاھیمَ وَ جَعَلنَا فِی ذُرِّےتِھِمَا * سورۂ حدید، آیت ۲۶ ۱۰۷

وَلَقَدْ اَرْسَلنَا نُوحاً اِلیٰ قَومِہٖ فَلَبِثَ فِےھِم اَلفَ سَنَۃٍ * سورۂ عنکبوت، آیت ۱۴ ۱۰۷

فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا * سورۂ مومنون، آیت ۲۳ ۱۰۷

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ * سورۂ شعراء، آیت ۱۰۶ ۱۰۸

فَاِن تَوَلَّیتُم فَمَا سَأَلتُکُم مِن اَجرٍ اِن اَجرِیَ اِلاَّ * سورۂ یونس، آیت ۷۲ ۱۰۸

قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ * سورۂ شعراء، آیت ۱۱۱ ۱۰۸

قَالَ یَا قَوْمِ أَرَأَیْتُمْ إِن کُنتُ عَلَیٰ بَیِّنَۃٍ مِن رَبِّی * سورۂ ہود، آیت ۲۸ ۱۰۸

قَالَ رَبِّ إِنِّی دَعَوْتُ قَوْمِی لَیْلًا وَنَہَارًا * سورۂ نوح، آیت ۵ ۱۰۹

وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِأَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِی فِی * سورۂ ہود، آیت ۳۷ ۱۱۱

وَ جَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ ھُمُ الْبَاقِین * وَتَرَکْنَا عَلَیہِ فِی * سورۂ صافات، آیت ۱۷ ۱۱۲

تِلْکَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوحِیھَا إِلَیْکَ مَا کُنْتَ * سورۂ ہود، آیت ۴۹ ۱۱۳

یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَعَنَا وَ لَا تَکُن مَعَ الْکَافِرِین * سورۂ ہود، آیت ۴۲ ۱۱۸

رَبِّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ أَنْ أَسْأَلَکَ مَا لَیْسَ لِی بِہٖ * سورۂ ہود، آیت ۴۷ ۱۱۸

وَاذْکُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَہٗ بِالْأَحْقَافِ * سورۂ احقاف، آیت ۲۱ ۱۳۷

وَإِلَیٰ عَادٍ أَخَاھُمْ ھُودًا قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ * سورۂ ہود، آیت ۵۰ ۱۳۸

وَقَالَ [illegible] مِن قَوْمِہِ الَّذِینَ کَفَرُوا وَکَذَّبُوا * سورۂ مومنون، آیت ۳۳ ۱۳۸

وَإِلَیٰ عَادٍ أَخَاھُمْ ھُودًا قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ * سورۂ اعراف، آیت ۶۵ ۱۳۹

کَذَّبَتْ عَادٌ فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِی وَنُذُرِ * سورۂ قمر، آیت ۱۸ ۱۴۰

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَیٰ ثَمُودَ أَخَاھُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا * سورۂ نمل، آیت ۴۵ ۱۴۵

کَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ * سورۂ شعراء، آیت ۱۴۱ ۱۴۵

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہ * سورۂ ہود، آیت ۶۱ ۱۴۶

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہ * سورۂ اعراف، آیت ۷۳ ۱۴۷

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ * سورۂ نمل، آیت ۴۸ ۱۴۸

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ * سورۂ شعراء، آیت ۱۵۳۶۹

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً * سورۂ انعام، آیت ۷۴ ۱۵۳

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰہ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ * سورۂ عنکبوت، آیت ۱۶ ۱۵۴

سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ * سورۂ صافات، آیت ۷۹ ۱۵۵

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ * سورۂ انبیاء، آیت ۵۱ ۱۵۶

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللّٰہ * سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸ ۱۵۷

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ * سورۂ عنکبوت، آیت ۲۶ ۱۵۸

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا * سورۂ ہود، آیت ۶۹ ۱۵۸

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ * سورۂ ذاریات، آیت ۲۴ ۱۵۹

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِين * سورۂ شعراء، آیت ١٦٠ ١٦٠

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا * سورۂ ابراہیم، آیت ٣٥ ١٦١

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ * سورۂ حج، آیت ٢٦ ١٦٢

وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ * سورۂ بقرہ، آیت ١٢٤ ١٦٢

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِين * سورۂ صافات، آیت ٩٩ ١٦٣

يا اهل الكتاب لم تحاجون في ابراهيم * سورۂ آل عمران، آیت ٦٥ ١٦٤

ثُمَّ اوحينا ان اتَّبع ملّة ابراهيم حنيفاً و ما كان * سورۂ نحل، آیت ١٢٣ ١٦٤

ومن احسن ديناً ممّن اسلم وجهه لله و هو * سورۂ نساء، آیت ١٢٥ ١٦٤

فلمّا اعتزلهم و ما يعبدون من دون الله * سورۂ مریم، آیت ٤٩ ١٦٥

ووهبنا له اسحاق و يعقوب نافلة و كلّا جعلنا * سورۂ انبیاء، آیت ٧٢ ١٦٥

أولئك الذين انعم الله عليهم من النّبيّن * سورۂ مریم، آیت ٥٨ ١٦٥

انّي بريء مما تشركون * سورۂ انعام، آیت ٧٨ ١٦٩

فأتوا به على اعين الناس لعلهم يشهدون * سورۂ انبیاء، آیت ٦١ ١٦٩

أ أنْتَ فعلتَ ھذا بآلِھتنا ےاِبرا ھیم * سورۂ انبیاء، آیت ۶۲ ؍۱۶۹

انکم انتم الظالمون * سورۂ انبیاء، آیت ۶۴ ؍۱۷۰

فَاکَان جَواب قَومِہٖ اِلاّ أن قَالوا اقتلوہُ أوْ حَرّقوہ * سورۂ عنکبوت، آیت ۲۴ ؍۱۷۰

حَرّ قُوہُ و اُنْصُروا آ لِھتَکم اِن کُنْتم فاعِلین * سورۂ انبیاء، آیت ۶۸ ؍۱۷۰

أ لَمْ تَرَ اِلیٰ اَلّذی حاجَّ ا براھیمَ فِی رَبّہٖ أن آتاہُ اللّٰہ * سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸ ؍۱۷۰

اِذْ قَال اِبْرا ھیم رَبّیَ الّذی یُحیِی وَیُمِیت * سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸ ؍۱۷۱

أنا اُحیِی وَاُمیت * سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸ ؍۱۷۱

...فإنَ اللّٰہ یأتی بالشَّمسِ مِن المَشْرِقِ فأْتِ بِھا * سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸ ؍۱۷۱

یاَ ایُّھَاالنَّاس ضُرِب مَثَلُ فاستَمِعُوالہٗ اِن الّذین * سورۂ حج، آیت ۷۳ ؍۱۷۱

وَاِن یَسْلُبْھُمُ الذُّباب شَیْئاً لایَسْتَنْقِذُوہ مِنہ * سورۂ حج، آیت ۷۳ ؍۱۷۲

ما قَدَرُوا اللّٰہ حقَّ قدرہ * سورۂ انعام، آیت ۹۱ ؍۱۷۲

فآمَن لہ لوط... * سورۂ عنکبوت، آیت ۲۶ ؍۱۷۳

واِن لُوطاً لَمِن المرسَلین * سورۂ صافات، آیت ۱۳۳ ؍۱۷۳

وَ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا * سورۂ عنکبوت، آیت ۳۲ >۱

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ * سورۂ ہود، آیت ۷۴ >۱

قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا * سورۂ عنکبوت، آیت ۳۲ >۱

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ * سورۂ ہود، آیت ۷۵ >۱

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ * سورۂ ابراہیم، آیت ۳۷ >۱

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً * سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۸ >۱

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي * سورۂ ابراہیم، آیت ۴۰ >۱

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِ * سورۂ بقرہ، آیت ۱۳۲ >۱

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ * سورۂ صافات، آیت ۱۰۲ >۱

يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا * سورۂ صافات، آیت ۱۰۵ >۱

فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا * سورۂ آل عمران، آیت ۹۵ >۱

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ * سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۴ >۱

فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ * سورۂ ہود، آیت ۶۹ >۱

وَ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ * سورۂ حج، آیت ۲۶ ۹ ۱۷

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ * سورۂ آل عمران، آیت ۹۳ ۳ ۱۸

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي * سورۂ اسراء، آیت ۲ ۳ ۱۸

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ * سورۂ سجدہ، آیت ۲۳ ۳ ۱۸

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا * سورۂ مائدہ، آیت ۴۴ ۳ ۱۸

وَ اِذْ قَالَ مُوسىٰ لِقَومِہ یٰا قَوم لِمَ تُؤْذُونَنِي * سورۂ صف، آیت ۵ ۴ ۱۸

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ * سورۂ آل عمران، آیت ۴۵ ۴ ۱۸

وَ اِذْ قَالَ عِيسىٰ ابنُ مَرْيَمَ يٰا بَنِي اِسرائيل اِنِّي * سورۂ صف، آیت ۶ ۴ ۱۸

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ * سورۂ ہود، آیت ۸۴ ۹ ۱۸

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ * سورۂ اعراف، آیت ۸۸ ۱ ۱۹

لَنُخْرِجَنَّكَ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي * سورۂ اعراف، آیت ۸۸ ۲ ۱۹

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ * سورۂ قصص، آیت ۷ ۷ ۱۹

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم * سورۂ نمل، آیت ۷ ۸ ۱۹

ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ * سورۂ اعراف، آیت ۱۳۵ ۱۹۹

فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ * سورۂ شعراء، آیت ۵۷ ۲۰۲

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ * سورۂ یونس، آیت ۹۰ ۲۰۲

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ * سورۂ اعراف، آیت ۱۳۸ ۲۰۳

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ * سورۂ طٰہٰ، آیت ۸۰ ۲۰۴

وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ * سورۂ بقرہ، آیت ۵۱ ۲۰۷

واختار موسىٰ قومه سبعين رجلاً لميقاتنا فلما * سورۂ اعراف، آیت ۱۵۵ ۲۰۷

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ * سورۂ بقرہ، آیت ۶۱ ۲۰۸

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللہ * سورۂ مائدہ، آیت ۲۰ ۲۰۸

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ * سورۂ قصص، آیت ۷۶ ۲۰۹

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ * سورۂ ص، آیت ۲۰ ۲۲۰

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي * سورۂ سبأ، آیت ۱۰ ۲۲۱

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ * سورۂ انبیاء، آیت ۷۹ ۲۲۱

وَ وَهَبنَا لِدا وُدَ سُلیمان نِعمَ العَبدُ اِنَّہٗ أوّاب * سورۂ ص، آیت ۳۰ ۲۲۱

وَلقَد آتَینا دَاوُودَ وَ سُلیمان عِلمًا * سورۂ نمل، آیت ۱۵ ۲۲۱

وَلِسُلَیمان الرِّیحَ غُدُوُّہا شَہرٌ وَرَوَاحُہا * سورۂ سبأ، آیت ۱۲ ۲۲۲

کٓہٰیٰعٓصٓ * ذِکرُ رَحمَۃِ رَبِّکَ عَبدَہٗ زَکرِیا * سورۂ مریم، آیت ۱ ۲۲۵

ہُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ قَالَ رَبِّ ہَب لِی * سورۂ آل عمران، آیت ۳۸ ۲۳۱

وَاذکُر فِی الکِتَابِ مَریَمَ إِذِ انتَبَذَت مِن أَہلِہا * سورۂ مریم، آیت ۱۶ ۲۳۲

إِذ قَالَتِ المَلاَئِکَۃُ یَا مَریَمُ إِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ * سورۂ آل عمران، آیت ۴۲ ۲۳۵

وَإِذ قَالَ عِیسَی ابنُ مَریَمَ یَا بَنِی إِسرَائِیلَ إِنِّی * سورۂ صف، آیت ۶ ۲۳۷

فَبِمَا نَقضِہِم مِیثَاقَہُم وَکُفرِہِم بِآیَاتِ اللّٰہِ وَقَتلِہِمُ * سورۂ نساء، آیت ۱۵۵ ۲۳۸

...قَد جَاءَکُم رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُم عَلَیٰ فَترَۃٍ * سورۂ مائدہ، آیت ۱۹ ۲۳۹

یٰسٓ * وَالقُرآنِ الحَکِیمِ * إِنَّکَ لَمِنَ المُرسَلِینَ * سورۂ یٰس، آیت ۳ ۲۴۵

وَکَذٰلِکَ أَوحَینَا إِلَیکَ قُرآنًا عَرَبِیًّا لِتُنذِرَ * سورۂ شوریٰ، آیت ۷ ۲۴۵

وَمَا أَرسَلنَاکَ إِلَّا کَافَّۃً لِلنَّاسِ بَشِیرًا وَنَذِیرًا * سورۂ سبأ، آیت ۲۸ ۲۴۵

وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِسْمَاعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ * سورۂ مریم، آیت ۵۴ ۲۴۶

اِنَّا أَوْحَیْنَا إِلَیْکَ کَمَا أَوْحَیْنَا إِلَی نُوحٍ وَالنَّبِیِّیْنَ * سورۂ نساء، آیت ۱۶۳ ۲۵۷

لِإِیلَافِ قُرَیْشٍ * سورۂ قریش، آیت ۱ ۲۷۵

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِأَصْحَابِ الْفِیلِ * سورۂ فیل، آیت ۱ ۲۸۷

وَاِلیٰ ثَمُودَ اَخَاھُمْ صَالِحًاقَالَ یَاقَوْمِ * سورۂ ہود، آیت ۶۱ ۲۸۸

اَلَمْ تَرَکَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ *اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ * سورۂ فجر، آیت ۶ ۲۸۹

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوا فِینَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا * سورۂ عنکبوت، آیت ۶۹ ۲۹۰

لَاتَنْکِحُوا مَانَکَحَ آبَاؤُکُمْ مِنَ النِّسَاءِ * سورۂ نساء، آیت ۲۲ ۳۰۱

وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْئٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ * سورۂ انفال، آیت ۴۱ ۳۰۱

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِ * سورۂ توبہ، آیت ۱۹ ۳۰۱

وَ الَّذِینَ یُنْفِقُونَ أَمْوَالَھُمْ رِئَاءَ النَّاسِ * سورۂ نساء، آیت ۳۸ ۳۱۰

وَقَالُوا مَاھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوتُ وَنَحْیَا * سورۂ جاثیہ، آیت ۲۴ ۳۱۱

وَ قَالُوا اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِیْنَ * سورۂ انعام، آیت ۲۹ ۳۱۱

...ولءن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت * سورۂ ہود، آیت ۷ ۳۱۱

وضرب لنا مثلاً و نسی خلقہ قال من ےحیی * سورۂ یس، آیت ۷۸ ۳۱۱

وکانوا ےصرّون علی الحنث العظیم * سورۂ واقعہ، آیت ۴۶ ۳۱۱

و اذا بشّر أحدھم با لأنثی ظلّ وجھہ مسوداً * سورۂ نحل، آیت ۵۸ ۳۱۲

واذ أخذ اللہ میثاق ا لنّبیین لما آتیتکم * سورۂ آل عمران، آیت ۸۱ ۳۱۳

ثمّ اوحےنا الےک ان اتّبع ملّة ابراھیم حنےفاً * سورۂ نحل، آیت ۱۲۳ ۳۱۴

قل صدق اللہ فا تّبعوا ملّة ابراھےم حنیفاً * سورۂ آل عمران، آیت ۹۵ ۳۱۵

ومن احسن دیناً ممّن أسلم وجھہ للہ و ھو * سورۂ نساء، آیت ۱۲۵ ۳۱۵

ومن احسن دیناً ممّن أسلم وجھہ للہ و ھو * سورۂ انعام، آیت ۱۶۱ ۳۱۵

و تقلّبک فی السّاجدین * سورۂ شعراء، آیت ۲۱۹ ۳۱۵

واذ قال ابراھیم لأبیہ وقومہ انّنی براء مما * سورۂ زخرف، آیت ۲۶ ۳۱۸

وانذر عشےرتک الأقربین * سورۂ شعراء، آیت ۲۱۴ ۳۲۷

ربّنا وا جعلنا مسلمین لک و من ذرّیّتنا امّة * سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۸ ۳۳۱

احادیث کی فہرست

حدیث یا روایت کا متن، معصوم، صفحہ

اشعار کی فہرست

و ھو الذی سن الرحیل لقومہ رحل الشّتاء و رِحلۃَ الأ صیاف (۲۷۳)

و الخالطون فقیر ھم بغنیّھم حتیٰ یصیر فقیر ھم کا لکافی (۲۷۵)

یا حابس الفیل بذی المغمس حسبتہ کأنّہ مکوّس فی مجلس تزھق فیہ اھلہ الأنفس (۲۸۴)

طارت قریش اذ رأت خمیسا فظلت فرداً لا أ ریٰ أنیساً (۳۳۳،۲۸۴)

و لا أحس منھم حسیبا الاّ أخاً لی ما جداً نفیساً مسوداً فی اھلہ رئیا (۲۸۴)

ان للبیت لَرَبّاً ما نعاً مَن یُردہُ بِاٰ ثامٍ یصطلم رامہ تبّع فیمن جندت حمیر و الحی من آل قدم (۲۹۹،۲۸۵)

فانثیٰ عنہ و فی اوداجہ جارح امسکَ منہ بالکظقلت و الأ شرم تردی خیلہ اِن ذا الأ شرم غرّ با لحرام (۲۹۹،۲۸۵)

نحن آل اللہ فی ما قد مضیٰ لم یزل زاکَ علی عھد ابرٰھم (۲۹۰،۲۹۹،۳۱)

نحن دمّرنا ثمود اً عَنوۃ ثم عاداً قبلھا ذات الارم (۲۹۹،۲۸۵)

نعبد اللہ و فینا سُنّۃ صلَۃ القربیٰ و ایفاء الذمم (۳۰۰،۲۸۵)

لم تزل لِلّٰہ فینا حجۃ یدفع بھا عنّا النّقم (۲۸۵،۲۹۰،۳۰۰،۳۱۴)

الحمُد للہ الذی اعطانی ھذا الغلام الطّیب ا للا ردانِ عیذہ با لبیت ذی الأرکانِ من کُلِ ذی بغیٍ و ذی شنآنو حا سدِ مُظطرب العنان (
(۲۹۲

انت الذی سُمّیت فی الفرقان فی کتب ثابتۃ المبانا حمد مکتوب علی اللسان (۲۹۲،۳۰۰)

لاھُمَّ أد راکبی محمداً ادّہ وَ اصطنع عندی یداانت الذي جَعَلتہ لی عضُدا لا یبعد الدّھرُ بہ فیبعداانت الذّی سمّیتہ محمداً (۲۹۳)

بشیبۃ الحمد اسقیٰ اللہ بلدتنا وقد فقد ناالکریٰ واجلوّذ المطرُ مناً من اللہ بالمیمونِ طائرہ وخیر من بشّرت یوماً بہ مُضرُ مبارک الأمرِ ےستقیٰ الغمامُ بہ ما فی الأنام لہ عدلٌ و لا خطر (۲۹۵)

أوصیکَ یا عبد منافِ بعدی بمفردِ بعد أبیہ فردِفادقۃ وِ ھو ضجیعُ المھد فکُنتَ کا لأم لہ فی الوجدتدنیہ مِن أحشاءھا و الکبد فأنت مِن أرجیٰ بنیّ عِندیلدفع ضیمِ أو لشدّ عقد (۲۹٦)

اوصیکَ أرجیٰ اھلنا با لرفدی یابن الذی غیبۃ فی اللحدِ بالکرہ منّی ثُمّ لا بالعمدی وخیرۃ اللہ یشا فی العبدِ (۲۹۷)

یا رب ان العبد یمنعُ رحلہٗ فامنع رحالک (۲۹۹،۳۳۳)

انت الذّی سُمّیت فی الفرقان فی کُتب ثابتۃ المبانا حمد مکتوب علی اللسان (۳۰۰،۳۱۴)

علیٰ غفلۃ ےأتی النبی محمد فیخبر أخباراً صدوقاً خبیرھا (۳۰۴)

اوصیت مَن کنیتہ بطالب یابن الذّی قد غاب لیس آئب (۳۰۸)

یا رب ان المرء یمنع رحلہ فامنع رحالک (۳۳۳)

کتابوں کی فہرست

(الف)

(ب)

(ت)

(ز)

(س)

(ش)

(ص)

(ط)

(ع)

(غ)

(ف)

مولفین کی فہرست

(ب)

(ط)

(ق)

(م)

مقامات کی فہرست

(ب)

(ت)

(ج)

(چ)

(ح)

(ن)

ملتوں، قبیلوں اور مختلف موضوعات کی فہرست

(ق)

(ک)

(م)

(ن)

(و)

(ھ)

(ی)